

قال الله تعالى

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدانا لهذا

سلطان العلوم مير عثمان علي خان بهادر شہزادہ ولی خدو اللہ و سلطانہ  
بہار حیات

# بیان الراسخ

س ۱۳۵۵

معرفہ

## تلخیص التفسیر

مصنفہ

ابوالکمال قاضی عبدالصمد صدآرم فاضل دیوبند، مولوی فاضل مصنف از تعین اعظم دیباغہ الحدیث  
و تفسیر اربعہ و ضروری کہانیات محمود اور فریدی الدرا المکتون فی تفسیر سورہ الماعون

میر محمد کاتب خاں

آرام باغ، کراچی

قال الله تعالى

الَّذِينَ عَلَىٰ أَلْسِنِهِ أَلْهَامٌ مِّنْ رَبِّهِمْ يُبَيِّنُ لِقَوْمِهِمُ الْبَيِّنَاتِ

سلطان العلوم میر عثمان علی خان بہار شاہ دکن غلام علی شاہ  
بہار شاہ دکن علی حضرت

# بیان السخ

س ۱۳۵۵

معرفہ

## تلخیص تفسیر

مصنفہ

ابوالکمال قاضی عبدالصمد صادم فاضل دیوبند، مولوی فاضل مصنف ارتعین اعظم و تاریخ الحدیث  
و سوشی اردو و ضروری کہانیاں محمود اور فریدی الدرا المکتون فی تفسیر سورۃ الماعون

میر محمد کتب خانہ

آرام باغ، کراچی

# فہرست مضامین تاریخ تفسیر

| صفحہ | مضمون                              | صفحہ | مضمون                              |
|------|------------------------------------|------|------------------------------------|
| ۳۳   | تجرات محدثین و مفسرین و مصنفین ہند | ۱    | حمد و التماس                       |
| ۳۴   | تجربہ محدثین و مفسرین عالم         | ۲    | الباب الاول فی التاریخ             |
| ۳۷   | الباب الثانی فی الکتاب             | ۲    | تفسیر کی ضرورت                     |
| ۳۷   | تصانیف قرن اول                     | ۵    | علم تفسیر کا موضوع                 |
| ۳۷   | تصانیف عہد رسالت                   | ۵    | مبادی علم تفسیر                    |
| ۳۸   | تصانیف عہد خلافت راشدہ             | ۶    | تین قسم کی تفسیریں                 |
| ۳۸   | تصانیف عہد خلافت راشدہ کے بعد      | ۶    | مفسر کا فرض                        |
| ۴۰   | تصانیف قرن ثانی                    | ۷    | دورفتن                             |
| ۴۱   | تصانیف قرن ثالث                    | ۸    | تفسیر قرن اول میں                  |
| ۴۱   | کتب عہد اختلافی                    | ۸    | تفسیر عہد رسالت میں                |
| ۴۲   | تصانیف قرون ثلاثہ کے بعد           | ۸    | مفسر اول اور پہلی تفسیر            |
| ۴۳   | کتب صدی پنجم                       | ۸    | قطاب فی آیات و حدیث                |
| ۴۶   | کتب صدی ششم                        | ۱۰   | روایت و کتابت حدیث                 |
| ۵۰   | کتب صدی ہفتم                       | ۱۲   | تفسیر عہد خلافت راشدہ میں          |
| ۵۶   | کتب صدی ہشتم                       | ۱۵   | تفسیر قرن ثانی میں                 |
| ۵۸   | کتب صدی نہم                        | ۱۵   | تفسیر قرن ثالث میں                 |
| ۶۰   | کتب صدی دہم                        | ۱۶   | تفسیر عہد اختلافی میں              |
| ۶۳   | کتب صدی دوازدہم                    | ۱۶   | تفسیر قرون ثلاثہ کے بعد            |
| ۶۳   | کتب صدی سیزدہم                     | ۱۸   | تفسیر اور خاندان نبوت              |
| ۶۳   | اُردو میں پہلی تفسیر               | ۲۰   | تفسیر اور ہندوستان                 |
| ۶۵   | کتب صدی چار دہم                    | ۲۸   | مفسرین حال                         |
| ۶۵   | مفسرین حال کی تفسیریں              | ۳۰   | تفسیر اور ملک دکن                  |
| ۶۷   | تراجم قرآن                         | ۳۱   | تفسیر اور سلطان العلوم             |
| ۶۸   | اُردو میں پہلا ترجمہ               | ۳۲   | البیان المتند فی اسانید عبد البصیر |

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## عرض فقیر بر آستانہ رسول کبیر ﷺ

کَرِیْمُ التَّجَايَا جَمِیلُ الشِّیمِ + نَبِیُّ الْبَرِّ اِیَّا شَفِیعُ الْاُمَمِ  
ایک حقیر غلام بدیہ اخلاص و نیاز پیش کرنے کو حاضر ہے۔  
گو قابلِ سرکار نہیں تحفہ ہمارا  
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

من از امتاں کمتری خاک تو  
بدیں لاغری صید فتراک تو  
عبد الصمدیو ہاروی

رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ ہجری

# علمائے کرام اور مشائخہ ملک کی رائیں

عالمِ جناب مولانا مفتی عبداللطیف صاحب صدر شعبہ دینیات پروفیسر جامعہ عثمانیہ

”مولانا قاضی عبدالصمد صاحب نے تاریخ تفسیر لکھ کر اردو کے خزانے میں ایک بیش بہا موتی کا اضافہ کر دیا۔ اس زمانہ اس قسم کی تصانیف کی ضرورت ہے یہ کتاب مفید و اہم معلومات سے پُر ہے جن کو فاضل مصنف نے کثیر التعداد کتب کے مطالعہ اور جانکاہ سعی سے جمع کیا ہے، خداوند ذوالجلال مصنف علام کو اجر جزیل عطا فرمائے۔“

عالمِ جناب مولانا حافظ قاری سید محمد صاحب مقیم گلبرگہ خلف الصّدق

حضرت مولانا شاہ سید احمد حسن محدث امرہوی رحمہ اللہ  
”علم تفسیر کی تاریخ علامہ عبدالصمد صاحب نے عین ضرورت کے وقت لکھی ہے اور خوب لکھی ہے، یہ کتاب علماء و طلباء اور عام مسلمانوں کی بہترین رہنما ہے فاضل مصنف نے اس کو دلچسپ اور سہل طریقہ پر لکھ کر مدون کیا ہے، اور اردو دان طبقہ کی اصلاح کا خیال ہر موقع پر کیا ہے۔ اس کتاب میں ضروری معلومات کو سہی بخ سے جمع کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے، خداوند کریم مصنف کی اس محنت کو قبول فرمائے

قطعہ تاریخ تصنیف از صاحب التصانیف الکثیرہ مولانا الحاج عبدالصیر صاحب

آزاد عتیقی سیوہاروی

فاضل عصر صائم عارف  
در منشور دل کش، ماتف  
۲۰۱۳ ۵۵

چوں مدون نمود این تاریخ  
گفت فی الفور از پے تاریخ

(2)

قطہ تابخ طبع از مولانا منظر الدین صاحب بلگرامی

چون برافشاند صدمه فتن  
آمد از غیب این ندا منظر

این گهر بے لاس التیخ  
بترانج - جامع التاریخ،

جناب مولوی محمد عثمان صاحب بی، لے، ایل، ل، بی (علیگ) وکیل ہائے

”جناب صادم سیوہا روی کی جدت پسند طبیعت نے ایک اور جدید کتاب تاریخ تغیر تصنیف کر کے ذیل علوم مشرقیہ میں ایک غیر معمولی اضافہ کر دیا۔ کتاب بیجا ذلت مضامین ایک انوکھی چیز اور پیش ہماضی معلومات کا ذخیرہ ہے جو سب مبلغ سے جمع کیا گیا ہے، فی زمانہ اردو زبان بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی معلومات اور اصلاح خیال کے لئے ایسی تصانیف کی ضرورت ہے، اللہ پاک مصنف علام کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے ایک اہم ضرورت کو پورا کر دیا۔“

قطعة مایخ تصنیف

از مقرب الخاقان استاذ السلطان عاليجناب حافظ جليل حسن حبیب

المخاطب جلیل القدر نواب فصاحت جنگ مبارک

وہ تالیف مخفی بحمد اللہ آج  
بیانِ صفاً واضح روایت صحیح  
مقبولت میں علیہ الصمدی رحم  
تصانیف جنکی میں مقبول عام  
ہوئی تھی نہ تاریخ تفسیر کی،  
ہوئی روح تازہ جو دیکھی کتاب

جسے دل میں رکھنے اہل نظر  
نہایت مدلل بہت معتبر  
جو ہیں فاضل و عالم باخبر  
یہی شکل جن کا ہے شام و سحر  
یہ سہرا رام بن صفحہ کسر  
کہا دل نے آہستہ ہر لفظ بحر

لکھو طبع کا سال تم لے جلیل  
عجب بحرِ تفسیر کے ہیں گہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# مقدمہ

از مولانا الخراج ابوالجلال سعید احمد صاحب اکبر آبادی فاضل دیوبند مولوی فاضل اہل علم پروفیسر مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

قرآن مجید جس طرح تصفیہ اخلاق، تزکیہ نفس اور روحانی تربیت کی بہترین آسمانی کتاب ہے مسلمانوں کے تمام اسلامی علوم و فنون کا سرچشمہ و منبع بھی ہے، مثلاً کتابت اسلام سے قبل بہت ہی کم لوگ، جانتے تھے، حجاز میں صرف شتر آوی تھے جو خواندہ تھے، لیکن قرآن پاک کی برکت سے یہ تمام دنیا میں پھیل گیا۔ قرآن مجید میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے، اس لئے مسلمانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے ایک ایک جزئیہ کو قلمبند کیا، اور اس کی اپنی جان سے زیادہ حفاظت کی، اس طرح سیر و معاشی کے فن کی بنیاد پڑی، پھر آپ کے افعال و اقوال کو جانچنے اور پرکھنے اور قرآن مجید کے حقائق کو سمجھنے کے لئے انہوں نے حدیث کی تدوین کی طرف توجہ کی اور اس راہ میں بڑے بڑے محیر العقول کارنامے کئے، اس طرح فن حدیث ایجاد ہوا۔ اور پھر چونکہ قرآن کو عربی ادب اور عربی زبان کی صرف و نحو کے بغیر سمجھا نہیں جاسکتا تھا، اس لئے انہوں نے ان فنون کی طرف التفات کیا اور اس کو باقاعدہ مدون کر کے کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ اور چونکہ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتی تھی جب تک کہ فصاحت و بلاغت کے قواعد و ضوابط اور اس کے متعلقہ علوم و فنون وہ نہ معلوم کریں، اس بنا پر علم معانی و بیان و بیع کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں وہ وہ موشگافیاں کیں کہ آج غالباً عربی کے یہ فنون تلاش ہی مشرق کی تمام زبانوں کیلئے فصاحت و بلاغت کے مسائل کا سرچشمہ ہیں۔ اسی طرح علم فقہ، اصول فقہ، اور علم الکلام کا اصل منبع و سرچشمہ بھی قرآن نہیں اور اس کے معانی کی تحقیق و جستجو ہی کو سمجھنا چاہئے۔

لیکن قرآن مجید نے جن علوم کو پیدا کیا ان میں دینی و مذہبی اعتبار سے سب زیادہ اہم اور ضروری علم تفسیر کا ہے، شروع شروع میں جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف فرما رہے قرآن مجید کے معانی و مطالب کو مدون کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی، اول تو صحابہ کرامؓ خود اہل لسان تھے اور اس بنا پر آیات قرآنی کا صحیح مفہوم و مصداق متعین کرنے میں اور اس کی فصاحت و بلاغت کی حقیقت و گہرائی کے دریافت کرنے میں کسی علم و فن کی دستیگری کے محتاج نہ تھے۔ پھر اگر کوئی غلط

مشترک ہوتا تھا، یا اصول فقہ کی اصطلاح میں محل و محل ہوتا تھا تو آنحضرت کا قول و فعل خود اس کی تشریح و توضیح اور معنی کی تعیین کر دیتا تھا۔ مثلاً **أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا** میں ربو کی حقیقت مشتبہ تھی، آپ نے الحنطۃ بالحنطۃ والشحیر بالشحیر والی حدیث سے اس کی توضیح کر دی اور اگر پھر بھی کوئی اشکال باقی رہتا تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی حقیقت دریافت کر لیتے تھے مثلاً قرآن میں حج کی آیت **وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْمَكَّةِ** نازل ہوئی تو ایک صحابی پوچھ بیٹھے کہ یہ حکم اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے، اور پھر یہی نہیں بلکہ ہر شمس بھی اتنے بڑے کہ جب آیت **اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ** الا یہ لَمْ يَنْزِلْ ہوئی تو حضرت ابو بکرؓ نے بیاختہ روپڑے اور سمجھ گئے کہ اس بشارت کی تہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر وحشتاثر کی طرف بھی اشارہ صحابہ کرام کے بعد تابعین کا دور آیا اور وہ قرآن مجید کے معانی و مطالب کی تحقیق، تاسخ و منسوخ کی پہچان، محل و شکل کی توضیح میں صحابہ کرام کی طرف رجوع کر لیتے تھے، اور بس۔ یہ ضرورت نہ تھی کہ قرآن مجید کے علوم کو باقاعدہ مدون کیا جائے۔

لیکن جب اسلام کی روشنی عرب سے نکل کر عجم اور عربی نہ جانے والی قوموں میں پھیلنے لگی تو اب، مگر اہی سے چانیکے لئے ضروری ہوا کہ قرآن مجید کے مطالب کو مدون کیا جائے، اور اس کے متعلق علوم و فنون کی بھی تدوین کر دی جائے، اسی سلسلے میں علوم التفسیر کی بنیاد پڑی۔ اور اس کی تکمیل کے لئے مختلف اسکول قائم ہو گئے۔ علامہ ابن خلدون نے تفسیر کے ان مختلف اسکولوں پر تبصرہ کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے ہم اس کا خلاصہ درج ذیل کرتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان میں سے کون سا اسکول مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوا، اور کون سا غیر مفید، علامہ لکھتے ہیں:-

”تفسیر دو نوع کی ہو گئی، ایک تفسیر نقلی جو بزرگان کرام سے نقل کئے ہوئے آثار کی طرف منسوب کی جاتی تھی، اس تفسیر سے تاسخ و منسوخ کی پہچان ہوتی تھی، نزول آیات کے اسباب اور آیات کے مقاصد معلوم ہوتے تھے ظاہر ہے کہ اس تفسیر کا دار و مدار صحابہ کرام و تابعین عظام کی روایات و آثار پر ہوتا تھا، علماء متقدمین نے ان سب کو اپنی کتابوں میں جمع کیا اور پلو کیا مگر ان کی کتابیں رطب و یابس، جدید و ردی دونوں پر مشتمل تھیں اور اس کا سبب یہ تھا کہ عرب اہل کتاب نہ تھے، اُن پر بدایت اور اُتیت غالب تھی، ان کو جب کبھی کائنات عالم میں سے کسی شئی کی حقیقت یا زندگی و موت اور پیدائش و دنیا کا کوئی راز معلوم کرنا ہوتا تھا تو وہ اہل کتاب کی طرف رجوع کرتے تھے، اور یہ لوگ اپنی اپنی تحریف کتابوں کی سند سے



ان سے عجیب غریب باتیں کہتے تھے، اور اہل عرب ان کو اپنی سادہ لوحی سے باور کرایا کرتے تھے، پھر یہ عرب مسلمان ہو گئے تب بھی ان کے پُرانے خیالات اور قدیم سے سُنی ہوئی باتیں ان کے ذہنوں سے محو نہیں ہوئیں اور نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن مجید کی تفسیریں بھی اس طرح کی رکیک باتیں دخل پانے لگیں۔ اس طرح کی باتیں زیادہ تر کتب الاحیاء ونبأ ابن منبہ اور عبد اللہ بن سلام سے منقول ہیں، پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ مفسرین نے کچھ تو اپنے تساہل اور کچھ خوش اعتقادی کی بنا پر ان دعویٰوں سے اپنی تفسیروں کو کوڑ کر دیا، یہ سلسلہ برابر جاری رہا یہاں تک کہ مغرب میں ابو محمد بن عطیہ نے ان تفاسیر کی تنقید کی اور ان روایات و آثار میں جو اقرب الی الصحیح تھیں ان کو کُچن لیا، اور حسن للنجی کے نام سے ایک کتب میں ان سب کو جمع کر دیا، ابو محمد کے بعد قرطبی بھی اسی روش پر چلے اور انہوں نے اپنی مشہور تفسیر اسی انداز پر لکھی۔

تفسیر کی دوسری نوع یہ ہے کہ اس میں لغت، اعراب، اور بلاغت سے بحث کی جائے تاکہ ان کی روشنی میں قرآن مجید کے مطالب معانی کا ادراک کیا جاسکے، اس سلسلہ کی تفاسیر میں سب سے زیادہ اہم علامہ زرخشری کی کتاب الکشاف ہے لیکن چونکہ زرخشری معتزلی المذہب ہونے کی وجہ سے قرآنی بلاغت سے اپنے مذہب کے مطابق استدلال کرتے جاتے ہیں، اس لئے اہل سنت میں یہ تفسیر حیدان مقبول نہ ہو سکی۔ زرخشری کے بعد شرف الدین الطیبی نے ایک تفسیر لکھی جس میں انہوں نے زرخشری کی کتب کی شرح کی، اور جہاں انہوں نے معتزلی عقائد کے اثبات کیلئے قرآن مجید سے استدلال کئے تھے ان کی رکاوٹ دلائل قویہ سے ثابت کی۔

علامہ ابن خلدون کی اس تقریر سے یہ واضح ہوا ہو گا کہ قرآن مجید کی تفسیر ان دو مختلف نقطہ نظر کے ماتحت لکھی گئی ہیں۔ اب یہ بتانا کہ ہر تفسیر میں کتنا رطب ہے اور کتنا یابس ایک ماہر نقاد فن کا کام ہے، اور اس کی تحقیق و جستجو کے لئے ساہا سال حد کار ہیں۔ لیکن ہر حال اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ تفسیر کا فن مسلمانوں کا محبوب ترین فن ہے، اور انہوں نے اس سلسلے میں بڑی بڑی جانکاہیاں اور کاوشیں کی ہیں، مسلمانوں کی یہ تمام کوششیں اوراق پریشانی کی طرح پرانے دھتیں اور اردو دھتیں کوئی کتاب ایسی نہ تھی جس سے ان تمام کوششوں کی تلخ و ترنیب یکجا طور پر معلوم ہو سکتی۔

(ج)

خدا جزائے خیر دے پیش نظر کتاب تاریخ التفسیر کے فاضل مصنف کو کہ انہوں نے توجہ کی،  
اور اس کلمہ کو سرانجام کر کے ملک کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

اس کتاب کے مصنف اس سے پہلے تاریخ الحدیث لکھ کر مغز اہل قلم اور ارباب ذوق سے  
خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں، اور مجکو قوی اُمید ہے کہ ان کی یہ کتاب بھی اپنی پیشرو کتاب کی  
طرح وقت و قدر کی نگاہ سے دیکھی جائیگی، اور اُن دو خوان طبقہ اس سے بہت کچھ استفادہ کر سکیں گے۔

سعید احمد اکبر آبادی  
۱۲ مئی ۱۹۳۷ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله سيدنا محمد وآله واصحابه  
واذواجه واهل بيته اجمعين۔

## التماس

کم سوا چالیس برس سے میں ہر سال ایک کتاب تصنیف کر کے شائع کر دیتا تھا، بڑا ہوا اس  
بڑھاپے کا کہ اب کسی چھوٹے سے چھوٹے کام کا پورا کرنا بھی مشکل ہو گیا۔

مرحوم جوانی تجھے اللہ بخشے ۛ پتلا تو سلامت ہے مگر جان نہیں ہے  
خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے کرم سے میرے فرزند دلبند مولوی قاضی عبدالصمد  
صائم سلمہ، فاضل دیوبند و مولوی فاضل کو میرا لکھ بٹانے کی لائن کر دیا۔ اب چار سال سے وہ  
تصنیف و تالیف میں مشغول ہیں۔

میں نے تاریخ علم تفسیر کے متعلق چند مسودات لکھ کر سپرد کر دیے تھے، برخوردار موصوٹ  
یہ ضخیم کتاب مرتب کر کے پیش کر دی۔ بعد مطالعہ مجھ کو اطمینان ہو گیا کہ میرے حسب مراد کام ہو گیا۔  
امید ہے کہ مثل دیگر کتب کے یہ بھی مقبول اہل نظر ہوگی۔

خداوند ذوالجلال اپنے حبیب پاک کے طفیل سے اعلیٰ حضرت ولی نعمت سلطان العلوم،  
نظام الدولہ نظام الملک مظفر الملک الممالک آصف جاہ سابع میر عثمان علی خان بہادر فتح جنگ  
شہنشاہ دکن خدا اللہ ملکہ و سلطنتہ کے عمر و اقبال، ملک مال، اغراز و اولاد و اعمال صالحہ میں  
برکت عظیم بخشے اور برخوردار موصوٹ کے عمر و صحت و علم میں ترقی عطا فرمائے اور سعادت دارین  
نصیب فرمائے۔ اور مسلمانوں کو توفیق خیر اور ظاہری و باطنی ترقی سے بہرہ ور فرمائے، آمین

حفت یز فقیر

قاضی ظہیر الحسن

# الباب الاول في التاييج

## تفسير کی ضرورت

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزو تیری ۛ خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بوتیری  
تفسیر کے معنی بیان کرنا یا کھولنا یا کسی تحریر کے مطالب کو سامعین کے قریب فہم کر دینا ہے  
جو شخص جن اصول کو پیش کرتا ہے، اُن کی تفصیل و تشریح کرنا بھی اُسی کا کام ہے، اس کو سخت فہم  
استعداد و قابلیت کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، اسلئے یہ سمجھنا کہ اُس نے اپنے پیش کردہ اصولوں کے  
متعلق کچھ نہیں کہا، کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا، کیونکہ تمام اشخاص یکساں فہم و قابلیت کے نہیں ہوتے  
جب کلام وسیع پیمانہ پر صادر ہوتا ہے اور اس میں بے شمار مطالب کو می و مدفروں میں ادا کیا  
جاتا ہے، غیر محسوس اشیاء کے حالات کا آئینہ سامنے رکھا جاتا ہے، احکام کو اس اسلوب سے بیان  
کیا جاتا ہے کہ موجودہ ضرورت کو بھی کافی ہوں اور آئندہ بھی اُس سے حسب ضرورت استنباط ہوتا رہے  
تو کلام میں استعارہ، مجاز، بہیم، مجمل بھی کچھ ہوتا ہے، اگر یہ نہ ہو تو کلام ناقص رہ جائے یا لا انتہا  
ہو کہ حد محمل بشری سے گزر جائے۔ قرآن مجید میں یہ تمام اوصاف اس طرح جمع ہیں کہ شان فصاحت  
و بلاغت میں فرق نہیں آیا، بلکہ اور چار چاند لگ گئے۔

اس لئے کلام کو تفسیر و تشریح کی ضرورت ہے، قرآن ایک کامل مکمل کتاب ہے، مگر ہم کو اس کے  
سمجھنے کیلئے بہت سی چیزوں کی احتیاج ہے، مثلاً صرف، نحو، ادب، لغت، حدیث، تاریخ،  
جغرافیہ وغیرہ وغیرہ۔

قرآن میں تخم کی طرح سب کچھ موجود ہے، اس تخم سے درخت اُگانے کی قوت و قدرت خداوند  
کریم نے انسان کو عطا فرمائی ہے۔

قرآن مجید میں دو قسم کی آیتیں ہیں، ایک محکم، دوسری متشابہات،  
آیات محکم نے اُصول کی اس طرح وضاحت کی ہے کہ کسی شک و شبہ کی انجائش نہیں،  
آیات متشابہات (جو بہت سے معنوں کی تحمل ہو سکتی ہیں) کے اندر ذخائرِ علوم پہنچا دیے  
ان آیات سے دُنیا قیامت تک فائدہ اُٹھاتی رہے گی۔

أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ وَكُنَّا بِمَا

س میں کچھ آیات محکم ہیں کچھ متشابہات۔

محکم واضح المعنی صریح الدلالات، ان کے متعلق ارشاد ہے کہ یہ اُمّ الکتاب یعنی اصول ہیں جو واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں۔

متشابہات دو قسم کی ہیں ایک وہ جو بہت سے معنوں کی متعل ہو سکتی ہیں، ان کا تعلق زیادہ فروع سے ہے، اگر ان کی توضیح کی جاتی تو کلام کی انتہا نہ رہتی۔ دوسری وہ متشابہات جن کے معنی سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا، اس قسم کے متعلق ارشاد ہے مَا يَعْلَمُونَ تِلْكَ إِلَّا اللَّهُ، وَالَّذِي يَحْكُمُ فِي الْعِلْمِ يَفْعَلُونَ أَمَّا بِهِ (یعنی کوئی ان کی تائید نہیں جانتا اللہ کے سوا، اور ہر مین علوم کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے)۔

قرآن کریم نے ایک طرف تو یہ احسان کیا ہے کہ اصول کو واضح طور پر بیان کر دیا اور شکی شبہ کی گنجائش نہ چھوڑی۔ دوسری طرف یہ احسان کیا کہ متشابہات کو پیش کیا۔ کیونکہ متشابہات ذخائر علوم ہیں جن سے دنیا ہمیشہ مستمع ہوتی رہے گی، متشابہات کے سمجھنے کے لئے کثیر التعداد علوم و فنون میں کامل دستگاہ کی ضرورت ہے،

قرآن نے انسان کو علمی و عملی کمال تک پہنچنے کا راستہ بتا دیا ہے اور ایسے ایسے اسرار اور حراس سے مستور امور کی طرف رہنمائی کی ہے جہاں نہ عقل کی رسائی ہے نہ سائنس کی۔ قرآن بے شمار علوم کا سرچشمہ ہے، اس میں ظاہری و باطنی ترقی کے اصول موجود ہیں، بہت سے مطالب عالیہ اس کی عبارت کی تہ میں مستور ہیں، اس میں لطافت کے ساتھ فصاحت و بلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں۔ تہذیب اخلاق، تمدن، سیاست، عبادات، معاملات سبھی کی تعلیم ہے بعض لوگ كَقَدْ يَشْكُرُوا الْفُقَرَاءَ سے یہ مطلب نکالتے ہیں کہ قرآن اس قدر سہل ہے کہ کفر کے لئے علوم و فنون میں خاص مہارت کی ضرورت نہیں، یہ ایک عظیم الشان غلط فہمی ہے، آیت کورہ سے یہ مطلب ہے کہ جو اصول توحید و رسالت، عبادات و اخلاق و معاملات کے بیان ہوئے ہیں وہ ایسے سہل ہیں کہ بیان کرنے پر آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں، یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص قرآن کی تفسیر ترجمہ کر سکتا ہے،

قرآن کا طرز استدلال مطالب پر ایسا سہل الماخذ ہے کہ جس کو ایک بڑے سبڑا حکم اور ایک جاہل دونوں سمجھ سکتے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے فہم و مذاق کی بموجب اس دلیل سے مستفید ہو سکتا، بیان احکام میں ایسا سہل اور مؤثر طریق اختیار کیا ہے کہ جس سے بسندوں کے دلوں پر اثر ہو اور

وہ تعمیل کے لئے آمادہ ہو جائیں، کہیں تو اپنی ذات و صفات کے اثبات کے بعد بیان کیا ہے تاکہ  
اکرم کی شان مشفق علی پر آمادہ کر دے۔ کہیں حشر و نشر سے ملا کر، تاکہ اعمال کا نتیجہ عمل پر آمادہ کرے،  
کہیں گزشتہ قوموں کے حالات کے بعد کہ عبرت ہو اور نافرمانی سے باز رہیں۔

مفسر کو صرف و نحو، بیان، معانی، بدیع، فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث، علم قرآن  
علم کلام، علم تاریخ، علم جغرافیہ، علم اسماء الرجال، علم لغت، علم الزہد والرفاق، علم الاسرار، علم الجدل  
والخلاف، علم سیر، علم حقائق موجودات وغیرہ وغیرہ کی ضرورت ہے،

سب سے زیادہ حدیث پر عبور رکھنا ہے کیونکہ حضورؐ نے جو فرمایا وہ کلام الہی سے فرمایا ہے۔

خداوند دوا الجلال نے خود حضورؐ کو تفسیر و تشریح کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (سے نبی!)  
ہم نے یہ کلام تجھ پر اس لئے اتارا ہے کہ تو اس کو خوب کھول کر سمجھا دے۔

اس لئے پہلی تفسیر قرآن مجید کی حدیث، اور قرآن کے پہلے مفسر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں  
لیکن جس طرح قرآن میں عبارت النص، دلالت النص، اشارة النص، اقتضاء النص سے معنی و  
مطالب نکلتے ہیں اور اس میں ناسخ و منسوخ آیات ہیں، یہی صورتیں حدیث میں ہیں جس طرح قرآن  
میں الفاظ معانی موضوع لہ اور غیر موضوع لہ میں مستعمل ہیں، اسی طرح حدیث میں بھی ہیں۔

اس کے علاوہ علم حدیث ایک ایسا وسیع علم ہے کہ جس پر عبور حاصل کرنے کیلئے ایک عمر چاہیے  
اور علوم و فنون میں کافی دستگاہ چاہیے، یہ ہر شخص کا کام نہیں۔

اخرج ابن ابی حاتم عن طریق مالک بن انس عن ربيعة قال ان الله تبارك وتعالى  
انزل اليك الكتاب مفضلاً وترك فيه موضعاً للسنّة وسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم  
وترك فيها موضعاً للروائي (یعنی اللہ پاک نے کتاب مفصل نازل فرمائی مگر حدیث کیلئے جگہ باقی رکھی  
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان فرمائی مگر رائے کے لئے جگہ باقی رکھی، حدیث میں  
ان تمام امور پر نظر کر کے ائمہ امت مرحومہ نے قرآن مجید کی تفسیریں مرتب کیں، کیونکہ ہر شخص  
سے اس قدر تجربہ علمی حاصل کرنے کی امید نہیں ہو سکتی۔

فروعات کی کوئی حد و نہایت نہیں، ہمیشہ نئی نئی ضرورتیں پیش آتی رہتی ہیں، زمانہ  
رنگ بدلتا رہتا ہے، نئے نئے علوم و فنون ایجاد ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی کوئی کتاب نہیں جو تمام  
فروعات پر حاوی ہو، اس لئے ضرورت ہے کہ متوجر زمانہ شناس علما حدیث و فقہ و تفسیر کی خدمت میں

مشغول رہیں اور تراجم و تفاسیر کا سلسلہ جاری رہے تاکہ خدا و رسول کے احکام اہل زمانہ کی فہم سے قریب ہوتے رہیں اور پیش آمدہ ضروریات کا آسانی سے حل ہوتا رہے  
لیکن یہ نہیں کہ ہندوستان کے بعض بے علم مفسرین کی طرح ہر شخص تفسیر ترجمہ پر اس گھنڈ میں جرات کرے کہ وہ چند ایسی اردو کتابوں کا مصنف ہے جنکو شہرت کی سند حاصل ہوئی ہے۔  
بوریا بات گرچہ بافندہ است \* نہ بزندش بکار گاہ حیر

## تفسیر

قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ کرنا اور ان کا مطلب بیان کرنا علم تفسیر ہے۔  
تفسیر کے دو حصے ہیں۔

ایک معرفت نامہ و منورخ، اسباب نزول، مقاصد آیات کی تشریح، توضیح الفاظ غریبہ، شرح اجمال و ابہام، یہ حصہ نقل صحیح اور اقوال سلف صالحین سے متعلق ہے۔ سلفین یہی تفسیر رائج تھی اور اسی کو تفسیر کہتے تھے۔

دوسرا حصہ وہ ہے جو لغت، صرف، نحو، بیان، معانی وغیرہ علوم سے تعلق رکھتا ہے، یہ علوم حصہ اول کے مبادی ہیں، اسیں انکی حاجت ہوتی ہے، یہ حصہ نقل آثار سلف پر منحصر نہیں۔

## علم تفسیر کا موضوع

موضوع علم وہ ہوتا ہے کہ جس کے حالات ذاتیہ سے بحث ہوتی ہے نہ کہ حالات غریبہ سے، جو حالات خود موضوع کو عارض ہوں یا اس کے اجزاء کو یا اس کے مبادی کو وہ سب حالات ذاتیہ ہیں موضوع کی ذات ہی کی طرف منسوب ہوتے ہیں، اور اگر کسی خاص من وجہ یا عام من وجہ یا مباین کے ذریعہ عارض ہوں تو وہ حالات غریبہ ہیں۔

پس علم تفسیر کا موضوع قرآن مجید ہے کیونکہ اسیں اسکے مطالب مقاصد بیان کئے جاتے ہیں۔

## مبادی علم تفسیر

علم تفسیر وہ ہے جمیع الفاظ قرآن کی کیفیت نطق اور الفاظ کے معانی اور ان کے افرادی و ترکیبی حالات اور ان کے تمثات کا بیان ہوتا ہے۔

کیفیت لفظ کی قید سے علم قرأت کی طرف، الفاظ کے معانی کی قید سے علم لغت کی، اور الفاظ کے احکام انفرادی و ترکیبی کی قید صرف، نحو، بیان، بدیع کی اور حالت ترکیبی کی قید سے مدلولات حقیقیہ و مجازیہ کی اور تمامات کی قید سے ناسخ و منسوخ ظاہر و باطن وغیرہ اور توضیح و تفصیل احکامات کی طرف اشارہ ہے، لہذا یہ علوم علم تفسیر کے مبادی ہیں۔

بعض مفسرین نے صحیح روایات کے جمع کرنے میں سعی کی ہے، اور بعض نے باین خیال کہ ناظرین کے پیش نظر ہر قسم کی معلومات رہے، ربط یا بسبب کچھ جمع کر دیا ہے، بعض نے ضرورت سے زیادہ اپنے اجتہاد و رائے کو دخل دیا ہے، اس لئے کسی تفسیر کے متعلق یہ کہنا کہ اس کا ہر قول صحیح و مستند ہے مشکل ہے، پس وہی روایات صحیح ہیں جو صحیح ثابت ہو جائیں۔

کسی تفسیر کو معتبر کہنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس میں بہت کم نقائص ہیں، تفسیر بیضاوی ایک مقبول و معتبر و مشہور تفسیر ہے لیکن اس میں بھی ضعیف بلکہ موضوع روایات ہیں، علمائے اُس کے اس نقص کو افسوس کے ساتھ ظاہر کر دیا ہے، اکثر مفسرین نے محدثین کی طرح روایات لینے میں احتیاط نہیں کیا اسلئے قرآن کی وہ تفسیر جو کتب صحاح میں موجود ہے یا جائزہ ستہ کی شرائط پر ہے قابل اعتماد ان کے سوا کچھ ہے اس کی ذمہ داری مفسر پر ہے۔

مفسرین نے اقوال علماء و اسرائیلیات و تاریخی قصص و دیگر علوم سے بھی حسب ضرورت کام لیا ہے امدان کو بطور تائید و استدلال پیش کیا ہے، یہ ذخائر اسی حد تک قابل تسلیم ہیں جہاں تک کہ اسلامی روایات سے ان کی تطبیق ہو سکے۔

## تین قسم کی تفسیریں

۱۔ اس وقت تک جس قدر تفسیر لکھی گئی ہیں وہ تین قسم کی ہیں۔ (۱) جن میں صرف روایات، (۲) جن میں روایت کی کثرت اور روایت کی قلت ہے (۳) جامع بین الروایۃ والدرایۃ۔

## مفسر کا فرض

مفسر کو لازم ہے کہ ترجمہ و تفسیر میں احادیث و اقوال صحیحہ صلیغ صامعین کا اتباع کرے، اگر اس کے خلاف کرے گا تو یہ تفسیر بالرائے ہوگی جس کے متعلق حضور کا ارشاد ہے: **مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بغير علم و فی روايته بغيره فليتبوأ مقعده من النار** (جس نے قرآن میں بغير علم اپنی رائے کو



کچھ کہا، اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

## دورِ فتن

اسلام میں حضرت خلیفہ ثالث عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے آخر دور خلافت میں اختلاف و انشقاق رونما ہوا۔ اور وہ بڑھے بڑھے عظیم الشان فتنے بن گئے، اہل ضلالت نے حدیثیں بنانی شروع کیں اور بعض حدیثوں میں تحریف و تیسر و تبدل کیا، ائمہ اسلام کو حدیث کی حفاظت کی فکر ہوئی، انہوں نے حیرت انگیز جانفشانی کر کے حدیث کو سنبھال لیا، تفسیر اور دیگر علوم و فنون کی طرقت توجہ کرنے کی کسی کو فرصت نہ ہوئی اور جب قرآن و حدیث منضبط ہو گئے تو اس کی چند ادا ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ صحیح حدیث کے مقابلہ میں کسی کا قول معتبر نہیں مانا جاسکتا۔

بعض ایسے اشارے تھے کہ انہوں نے اپنے نام و لقب ائمہ اسلام کے نام و لقب پر رکھ کر دھوکہ دیا یا اپنی تصانیف کے وہی نام رکھے، اہل حق کی کتابوں میں تحریف کرنے کی کامیاب سعی کی، پریس اور مطبع تو تھے نہیں، قلمی کتابیں ہوتی تھیں اسلئے تحریف و تلبیس کرنے والوں کا داؤں چل گیا۔ بعض اہل باطل نے اہل حق کے لباس میں ظاہر ہو کر کارستانیاں کیں، ان کے علاوہ عالم اسلام میں ایسے ایسے فتنے برپا ہوئے کہ علماء، ائمہ دین قتل کئے گئے، شہر جلا دئے گئے، یہ حوادث ایسے تھے کہ ان میں تمام تصانیف کی حفاظت دشوار کیا بلکہ ناممکن تھی، اس لئے اہل شہر نے کتابوں میں تحریف بھی کی اور نہی کی، میں خود تصنیف کر کے اہل حق کے نام سے شائع کیں۔ بہت سے غلط اقوال سلف صالحین کی طرف منسوب کر دیئے، ان بزرگوں کا نام سن کر بعض اکابر بھی ان افلاط کا شکار ہو گئے بعض تفسیروں میں ایسے اقوال ہیں جو صاحب تفسیر کے عقائد و مذہب کے صریح خلاف ہیں یہ محرفین کی کارستانیال ہیں۔

اس لئے اخیر فیصلہ یہی ہے اور صحیح ہے کہ احادیث صحیحہ سے جو روایت ثابت ہو جائے، یا ائمہ ستہ کے معیار پر پوری اتر جائے یا وہ قول و روایت مسلمات اہل حق کے خلاف نہ ہو، صحیح ہے، باقی غلط ہے، خواہ وہ کسی کی طرف منسوب ہو۔

ایسے معاملہ میں کسی بزرگ کا نام سن کر مرعوب ہونا یا تساہل کرنا سخت غلطی ہے۔

# تفسیر تکرین اول میں

## تفسیر عہد رسالت میں

قرآن کلام الہی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، خداوند ذوالجلال نے حضور میں ایسی قابلیت پیدا کر دی تھی کہ آپ منشأ الہی کو سمجھ جاتے تھے اور آپ کو وحی جلی اور وحی خفی کے ذریعہ سے احکام سے آگاہ بھی کر دیا جاتا تھا۔ جو سورت یا آیت نازل ہوتی آپ مسلمانوں کو اس کا مطلب سمجھا دیتے تھے، اصل آیت کے علاوہ جو کلام ہوتا تھا، اس کو حدیث کہتے ہیں۔

## مفسرِ اول اور پہلی تفسیر

اس لئے قرآن مجید کے مفسرِ اول حضور علیہ السلام اور پہلی تفسیر حدیث رسول اکرم ہے۔ امام شافعی نے فرمایا ہے کہ آنحضرت نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا استنباط آیات قرآنی سے کیا ہے، ابن جریر جانی کا قول ہے کہ جس قدر صحیح حدیثیں ہیں انکی اصلیت قرآن میں مجنبہ یا قریب قریب

موجوہ ہے۔

## تطابق آیات حدیث

اسی وجہ سے اکثر صحابہ کا یہ طرز تھا کہ جب کوئی حدیث بیان کرتے تو اس کی تصدیق و توثیق کے لئے آیت پڑھتے۔

عن ابی ہریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تفضل صلوۃ الجمیع صلوۃ احدکم و احد بخمس عشرین جزءاً و یتجمع ملائکۃ اللیل والنہار فی صلوۃ الفجر ثم یقول ابو ہریرۃ و اقراوا ان شئوہم ان قنوا ان الفجر کان مشہوداً، اخرجه البخاری و احمد بن حنبل یعنی ابو ہریرہ نے کہا میں نے رسول کریم سے سنا ہے کہ جماعت کی نماز اور منفرد کی نماز میں پچیس جزو کا فرق ہے اور انہوں نے کہا کہ اگرچہ ہو تو اسی مفہوم حدیث کے مطابق پڑھو۔ ان قنوا ان الفجر کان مشہوداً، عن ابی ہریرۃ یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس المسکین الذی ترده اللقمۃ واللقمۃ انما المسکین الذی یتعفف اقراوا ان شئوہم لا یتسکون الناس الخاقانہ اخرجه البخاری و احمد یعنی ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں جس کو ایک لقمہ یا دو لقمے دئے جائیں

سکین وہ ہے جو سوال نہ کرے۔ اس کی شہادت میں یہ آیت پڑھو لَا يَشْكُرُونَ النَّاسَ الْحَقَّاه۔  
 عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تبارک وتعالی اعددت  
 لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر و اقروا ان شئتم فلا  
 تعلم نفس ما اخبرکم من فضلہ اعیین، اخرجه البخاری و احمد۔ یعنی ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول کریم نے  
 فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کیلئے یہ کچھ تیار کیا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ  
 کسی کان نے سنا نہ کسی قلب میں اس کا خطرہ گذرا، اسکی تصدیق میں یہ آیت پڑھو فلا تعلم نفس ما  
 اخبرکم من فضلہ اعیین

عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مؤمن الا اولی بہ فی الدنیا و  
 الآخرة و اقروا ان شئتم اللہ اولیٰ بالمؤمنین اخرجه البخاری و احمد۔ ابو ہریرہ نے کہا  
 کہ میں دنیا و آخرت میں سب سے بہتر ہوں اسکی تصدیق کیلئے یہ آیت پڑھو اللہ اولیٰ بالمؤمنین۔

## حفاظت حدیث

چونکہ دین کے معاملہ میں حضور نے جو کچھ فرمایا ہے حکم الہی فرمایا ہے اور اکثر احادیث آیات قرآنی  
 کی تفسیر میں ہیں اس لئے حضور نے حفاظت حدیث کی تاکید فرمائی ہے اور صحابہ اور تابعین بھی برابر  
 تاکید کرتے رہے ہیں قرآن مجید میں بھی ایسا ہی حکم ہے۔ مَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ (رسول جو کچھ  
 حکم دے اس کو مضبوط پکڑو)۔

عز ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصر اللہ امرأ سمع مقالتي فحفظها  
 و وعأها و اداها الخ (ابو داؤد و ترمذی) یعنی ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول کریم نے فرمایا ہے  
 خدا اس شخص کو خوش رکھے جس نے میری حدیث کو سنا اور محفوظ رکھا اور ادا کر دیا)۔

عن ابی ہریرۃ قال قال علی تذاکروا هذا الحديث و تزاو روا فانکم ان لم تفعلوا ابدا تسر  
 (مسند دارمی) حضرت علی نے فرمایا اس حدیث کو یاد کرتے رہو اور آپس میں ملتے رہو، اگر ایسا نہ کرو گے تو  
 حدیث متجاویگی، مسند دارمی)۔

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال تذاکروا هذا الحديث لا یفعلت منکم فائدہ لی مثل  
 القرآن عجوز محفوظ و انکم ان لم تذاکروا هذا الحديث یفعلت منکم و لا یقولن احد کما یقول احد  
 فلا احث الیوم بل حثت امس و یحدث الیوم و یحدث غدا (دارمی) سعید بن جبیر روایت

کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے کہا کہ اس حدیث کا ذکر کر دے رہو کہیں جاتی نہ رہے کیونکہ وہ قرآن کی طرح محفوظ و جمع نہیں، ایسا نہ کر دے گا تو حدیث مٹ جائیگی، کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے کل بیان کی، آج بیان نہیں کرتا بلکہ روزانہ بیان کروں

عن عطاء عن ابن عباس قال اذا سمعتم منا حدیثاً فاذکر وہ بینکم (دارمی) عطا کہتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا کہ جو مجھ سے سنا کرو اس کا ذکر کر دے (کیا کرو۔)

عن نافع عن ابن عمر قال اذا اراد احدکم ان یحدث فلیرد دلاً ثلاثاً (دارمی) نافع نے کہا کہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی حدیث بیان کرے تو تین مرتبہ اس کا انادہ کرے۔  
عن عطاء بن السائب عن ابيه عن ابن الاوص عن عبد الله قال تذاکرہم اھذا الحدیث فان حیاتیہ مذاکرہ (دارمی) عطا کہتے ہیں کہ ابن مسعود نے فرمایا کہ حدیث کو آپس میں ذکر کرتے رہو کیونکہ اس کی زندگی ہماری یاد ہے۔

عن ابی نصرۃ عن ابی سعید الخدری قال تذاکرہم الحدیث فان الحدیث بھیج الحدیث (حاکم) ابو نصرہ نے کہا کہ ابو سعید خدری نے فرمایا کہ حدیث کو یاد کیا کرو کہ حدیث حدیث کو یاد دلاتی ہے۔

## روایت کتابت حدیث

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو اگر حدیث ضروری چیز ہوتی تو آپ اس کے لکھنے اور حفاظت کا حکم دیتے، قرآن و حدیث و اقوال صحابہ و تابعین سے پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ حفاظت حدیث کی تاکید حضور علیہ السلام عادات و مباحات و سنن میں ایک امر کے پابند نہ رہتے تھے اور یہ ممکن اور سننا بھی نہ تھا بعض فردی احکام میں صلیت و وقت کی موافق تغیر و تبدل بھی فرمادیتے تھے، کتب حدیث و سیر میں ایسی مثالیں موجود ہیں، جیسے متعہ کی حلت و حرمت، اس لئے اللہ اسلام نے یہ اصول قرار دیا ہے کہ اخیر زمانہ کی حدیثیں قابل غل ہیں، کیونکہ ابتداء میں اسلام اور مسلمانوں کے حالات میں جلد جلد تغیر واقع ہو رہا تھا، قرآن مجید بتدریج نازل ہو رہا تھا اور اخیر زمانہ میں تمام معاملات پختگی کی حد کو پہنچ گئے تھے، اسلئے اخیر زمانہ کے حکم کو ابتدائی عہد کے حکم پر ترجیح دی جاتی ہے۔ ابتداء میں چونکہ مسلمانوں میں خواندہ اشخاص کم تھے، فہم و فراست میں سب یکساں نہ تھے، قرآن مکمل نہ تھا اس لئے حضور کو یہ خیال ہوا کہ ایسا نہ کہ کوئی شخص غلطی سے حدیث کے جملوں کو جزو آیت سمجھ کر لکھ لے اس لئے

آپ نے فرمایا کہ قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو اور جس نے لکھا ہو وہ مٹا ڈالے (مسلم)  
جب حالات مستقل ہو گئے، اور صحابہ حدیث و قرآن کے فرق کو سمجھنے لگے تو حضور نے کتابت و روایت حدیث کی اجازت دی اور حفاظت حدیث کی تاکید فرمائی، احفظوہ و اخباروہ من ورائکم (خود اس کو محفوظ رکھو، اور دوسروں کو پہنچا دو)

ایک انصاری سے حضورؐ نے فرمایا کہ جو سننا کر و لکھ لیا کرو (ترمذی)

عن عبد اللہ بن عمرؓ انہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی اريد ان اروي حلیثا فاردت انی لاستعین بکتابتہ یدی مع قلبی ارایت ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کان حدیثی فاستعن بیدک مع قلبک (دارمی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ حدیث بیان کروں مجھے لکھنے کی اجازت دیجئے، آپؐ نے فرمایا اگر میری حدیث ہے تو لکھ لیا کرو

چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ کو کتاب صدقہ نام جس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں حضورؐ کے عہد میں طیار ہو گئی تھی، بعض حدیثیں مثلاً کتاب الصدقہ حضورؐ نے خود حضرت ابوبکرؓ بن خرم صحابی کو لکھا ہی تھی، حضرت علیؓ، حضرت انسؓ وغیرہ اصحابؓ حدیثیں لکھیں تھیں۔ غرض عہد رسالت میں حدیث کا کافی تحریری ذخیرہ موجود تھا، بایں تحریرات کی نشاندہی ہم نے تاریخ الحدیث میں کی ہے، وفد تجیب جب حضورؐ علیہ السلام کے حضور میں پیش ہوا تو انہوں نے کچھ سوالات کئے، حضورؐ نے ان کے جوابات لکھا دیئے۔

چونکہ بعض احکام و معاملات میں بر بنائے مصلحت ضرورت وقت تخیر و تبدل ہوتا رہا ہے اسلئے حدیثوں میں نسخ و منسوخ ہیں اور کچھ حدیثیں غیر احکامی ہیں، اسلئے حضورؐ نے فرمایا ہے ایاکم و اکثرہ الحدیث عتی (مجھ سے زیادہ حدیثیں روایت نہ کرو) گویا روایت کی اجازت ہے، اکثریت کی ممانعت، اس کی وجہ یہ کہ غیر احکامی اور منسوخ حدیثیں عوام کے سامنے نہ آئیں جو ان کے ظہان کا باعث ہوں حضرت عمرؓ نے بھی یہی حکم دیا تھا قال ابو ہریرہؓ لما دلی عمرؓ قال اقلوا الروایۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فیما یعمل بہ (ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم روایت کرو سوائے احکامی حدیثوں کے) (مصنف عبدالرزاق)

حضرت عمرؓ نے کئی روایت کی ایک وجہ اور بھی بیان فرمائی ہے یعنی اگر حدیث میں کمی بیشی کا خطرہ نہ تھا تو میں بہت روایت کرتا جس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ حضرت عمرؓ روایت بالغنی کو روکنا چاہتے تھے اور پسند

نہ کرتے تھے، حضرت ابو بکر نے ایک مجموعہ پانچ سو حدیثوں کا مرتب کیا پھر اس کو جلا دیا یہ اسلئے کہ اس مجموعہ میں اسرائیلیات کی روایات تھیں، حضرت ابو بکر نے خود ایک اور وجہ بھی اس کی بیان فرمائی ہے کہ میں نے جس شخص کو ثقہ سمجھا روایت لکھی ہے معلوم نہیں وہ ثقہ تھا یا نہیں یعنی روایات کی تحقیق نہ کی تھی، اس مجموعہ میں تابعین کی روایات بھی تھیں صحابہ کی تحقیقات کی ہر حدت نہ تھی وہ سب ثقہ ہیں (الصحابۃ کلہم عدل) تابعین میں ثقہ اور غیر ثقہ دونوں قسم کے آدمی تھے اس لئے تحقیقات ضروری تھی۔ غرض حدیث کی روایت اور کتابت و حفاظت کی تاکید ہے اور حدیث کی روایت و کتابت کا سلسلہ عہد رسالت آج تک یہ دستور قائم ہے، اگر حدیث نہ ہو تو کما حقہ قرآن کے سمجھنے کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں کیونکہ ان اصول کی تفسیر جو محتاج اللہ ہیں ماحد اسکان و تحمل بشری اسی شخص کا کام ہے جو ان اصول کو پیش کرتا ہے،

یہی ضرورت حدیث کی اقوال صحابہ سے ثابت ہے، اور عقل سلیم بھی اسی طرف رہنمائی کرتی ہے، مختصر یہ کہ حضور علیہ السلام نے قرآن کی تفسیر فرمائی اور آپ کی تفسیر کا بہت کچھ حصہ آپ کی حیات ہی میں ضبط تحریر میں آیا، اور کچھ صحابہ کے سینوں میں محفوظ رہا جو اس عہد کے بعد ضبط تحریر میں آنا رہا۔ حدیث کی حفاظت و ضبط روایت میں صحابہ و تابعین و ائمہ نے اس قدر احتیاط کی ہے کہ وہ معجزہ سے کم نہیں۔ اس کی تفصیل ہم نے تاریخ الحدیث میں کی ہے،

باقی تفسیر کے نام سے کوئی کتاب آپ کے عہد میں مرتب نہیں ہوئی، حضور کے اسم گرامی کے ساتھ ایک تفسیر منسوب ہے جس کا نام تفسیر النبی ہے یہ شیخ ابوالحسن محمد بن قاسم الفقیہ کی روایت ہے۔

## تفسیر عہد خلافت راشدہ میں

عہد خلافت راشدہ میں مسلمانوں کی زیادہ توجہ حفظ قرآن اور تدوین حدیث اور ملکی معاملات پر رہی اسلئے تفسیر کے نام سے سوائے دو چار تحریرات کے اور کوئی کتاب مرتب نہیں ہوئی۔

تفسیر ابی بن کعبؓ یہ عہد خلافت راشدہ ہی میں وفات پائے گئے تھے، انکی تفسیر کا ایک بڑا نسخہ تھا جس کو ابو جعفر رازی بواسطہ بریج بن النسنس عن ابی العالیہ روایت کرتے تھے، امام ابن جریرؒ ابن ابی حاتم، امام احمد بن حنبل، حاکم نے اس سے روایات لی ہیں، حاکم نے مشتمل ہیں وفات پائی اس لئے یہ نسخہ پانچویں صدی تک ضرور موجود تھا (رسالہ مبادی التفسیر شیخ محمد خضریٰ دسپاٹی)

تفسیر عثمانیؓ۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کی تفسیر کا مجموعہ، یہ آخری تفسیر ابوالہی کے

نام سے مشہور تھا۔

ابو جعفر خاس متوفی ۳۳۸ھ نے اس سے روایات لی ہیں اسلئے نسخہ چوتھی صدی تک موجود تھا اور اب بھی متفرق کتب خانوں میں اس کے متفرق نسخے موجود ہیں۔

چونکہ اس عہد میں تابعین اپنے اساتذہ صحابہ کی حدیث اور اقوال جمع کرتے تھے اس لئے بہت مجموعے ہوں گے، چند مجموعوں کا تذکرہ ہم نے تاریخ الحدیث میں کیا ہے۔

انبار کے کتب خانہ میں کئی کتابیں صحابہ اور تابعین کی تالیف پائی گئیں (المقتطف)۔

اس عہد تک تفسیر کی یہ صورت تھی کہ آیت اور اس کے ساتھ حدیث یا تشریح تابعی، ایسے اس عہد میں ابوالاسود دہلی نے قرآن مجید پر اعراب لگائے اور اس کے متعلق ایک رسالہ لکھا اور علم نحو کے قواعد مرتب کئے، چونکہ اعراب کا بہت کچھ تعلق علم تفسیر سے ہے اسلئے یہ بھی علم تفسیر کے مبادی میں سے ہے،

اعراب علم نحو کا موجد تو سب نے ابوالاسود کو قرار دیا ہے مگر اس میں اختلاف ہے کہ یہ کام ابوالاکثر نے کس کے حکم سے کیا، بعض نے حضرت عمرؓ، بعض نے حضرت علیؓ، بعض نے زیاد بن ابیہؓ، بعض نے حجاج بن یوسفؓ کا نام لیا ہے، اس اختلاف کا باعث یہ ہے کہ ابوالاسود نے ان تمام حکام کا زمانہ پایا ہے، واقعہ یوں ہوا کہ ایک اعرابی نے مدینہ آکر سورہ براوت یاد کی، یاد کرانے والا کوئی کم علم تھا اس نے یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ بَرِّىْ مِنْ الْبَشَرِ لَکِنْ رَّسُوْلُهٗ کُوْس طرَحْ یاد کر لیا کہ رسولؐ کے لام کے نیچے زیر پڑے اس صورت میں یہ معنی ہوئے کہ اللہ مشرکین سے اور رسولؐ سے بنیارسہ، اعرابی نے کہا کہ اب اللہ رسولؐ سے بنیارسہ تو میں بھی بنیارسہوں، یہ خبر حضرت عمرؓ کو پہنچی انہوں نے اعرابی کو بلانے کہا کہ رسولؐ پر پیش ہے اب معنی یہ ہوئے کہ اللہ اور رسولؐ مشرکین سے بنیارسہ، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ قرآن وہ شخص پڑھا سکتا ہے جو ماہر علم لغت وغیرہ ہو اور ابوالاسود کو حکم دیا کہ اعراب لگائیں اور قواعد مرتب کریں۔ بعض نے اس واقعہ کو حضرت علیؓ اور بعض نے زیادؓ اور بعض نے حجاج کے زمانہ کا لکھا ہے مگر قرین قیاس یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت عمرؓ کے عہد کے ہے کیونکہ تعلیم قرآن و حدیث وغیرہ پر پابندیاں اسی عہد میں جاری ہوئیں۔ گمان غالب یہ ہے کہ اعراب حضرت عمرؓ کے عہد میں لگائے گئے اور رسالہ حضرت علیؓ کے عہد میں تصنیف کیا۔

ابوالاسود کا ایک مختصر رسالہ اعراب کے متعلق تھا اور ایک قواعد نحو کے متعلق، ان کا ایک رسالہ جو چینی تہروں کے چار ورق کا تھا جس میں بحث فاعل و مفعول لکھی تھی جو ان کے شاگرد یحییٰ بن یحییٰ

متوفی ۱۲۵ھ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا، محمد بن اسحق نے مدینہ حدیث (لنجداد کی نئی ہستی کا نام) میں محمد ابن حسین نلم ایک شخص کے کتب خانہ میں دیکھا تھا اور اس پر علان ثوری اور نصر بن عقیل متوفی ۱۲۵ھ کے دستخط تھے، اس کتب خانہ میں محمد بن اسحاق نے خالد بن البلیح کے ہاتھ کا لکھا قرآن مجید امام حسن امام حسین حضرت علی اور دیگر کاتبان رسول کی تحریریں، صحابہ، رموز، اور ابی عمرو بن علقمہ ۱۵۲ھ و ابو عمر شیبانی ۱۵۳ھ و ابن الدوابی و سیبویہ ۱۶۱ھ و فرات ۱۶۲ھ و کسائی ۱۶۳ھ کی تحریریں صرف و نحو و لغت کی اور سفیان بن عیینہ و سفیان ثوری و اوزاعی محدثین کی تحریریں بھی دیکھیں۔  
(فہرست ابن النديم)

## تفسیر عہد خلافت راشدہ کے بعد

تابعین اپنے اساتذہ صحابہ کی احادیث و اقوال لکھتے تھے، اس طرح بہت سے مجموعہ مرتب ہوئے جیسے صحیفہ ہمام بن منبہ ۱۳۱ھ شاگرد حضرت ابو ہریرہؓ، امام مسلم نے صحیح مسلم میں اس نسخہ سے روایات لی ہیں جو صحیح مسلم میں موجود ہیں، امام مسلم کی وفات ۲۶۱ھ میں ہوئی اسلئے یہ نسخہ تیسری صدی ہجری میں موجود تھا،

ہمام ابن منبہ نے ایک کتاب بد الخلق کے متعلق لکھی تھی، جس میں آیات اور انکی تفسیر اور احادیث تھیں، یہ کتاب ۱۵۸ھ تک موجود تھی (تاریخ الحدیث)

خلیفہ عبد الملک ابن مروان نے حضرت سعید بن جبیر تابعی سے قرآن کی تفسیر لکھائی یہ خزانہ ثانی میں محفوظ رہی، کچھ عرصہ بعد عطاء بن دینار کے ہاتھ آگئی اور انہیں کے نام سے مشہور ہوئی (میزان العدل) خلیفہ عبد الملک کی وفات ۸۶ھ میں ہوئی اسلئے یہ تفسیر ۸۶ھ سے قبل کی تصنیف تھی، محمد بن ابی ۱۲۳ھ نے تفسیر لکھی، یہ کتب خانہ خلیفہ بصری مصر میں موجود ہے۔

امام حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، محمد بن کعب قرظی نے تفسیریں لکھیں۔

(ایشان الحق علی خلق لابن ابی رباح)

ابو العالیہ عکرمہ، قتادہ، سدی، عطاء خراسانی، علی بن طلحہ، کلبی، شبل، ابن جریج، مقاتل، شعبہ، ثوری نے تفسیریں لکھیں۔

تابعین نے جو تفسیریں تصنیف کیں ان کا طرز یہ تھا کہ آیت اور اس کے تحت میں حدیث اور اقوال صحابہ و تابعین نقل کرتے تھے، قصص و علمی بحاث پر زیادہ توجہ نہ تھی۔

عکرمہ، علی بن ابی طلحہ، مقاتل نے علم الوجہ و النظائر پر کتابیں لکھیں چونکہ یہ سب بزرگ



مہمصر تھے، اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ شریف اولیت کس طرف ہے

## تفسیر قرن ثانی میں

قرآن مجید کے متعلق خداوند ذوالجلال نے خود فرمایا ہے: ﴿أَنَّا لَكَ لِخَافِظُونَ﴾ (ہم اس کے نگہبان ہیں) یہ وعدہ اس صفائی سے پورا ہوا کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں مخالفین بھی اس کے قائل ہیں کہ قرآن تحریف و تصرف سے پاک ہے، سر ولیم میور لکھتا ہے کہ قرآن کے سوا ایسی کوئی کتاب نہیں جو بارہ سو برس سے مجنبہ موجود رہی ہو (لائف آف محمد)

اور درحقیقت خداوند کریم نے قرآن کی حفاظت کا ایسا سامان کرا دیا کہ جس میں تغیر کا امکان دوہم بھی باقی نہ رہا، مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک پانچ وقت قرآن نمازیں پڑھا جاتا، کروڑوں حافظ دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، اس کے علاوہ حروف و حرکات تک شمار میں آکر محفوظ ہو گئے ہیں، تین سو سے زیادہ علوم اس کی حفاظت و صیانت کے لئے مدون ہوئے اور ابتدائی زمانہ سے لیکر دسویں صدی تک قرآن کے لئے علوم فنون ایجاد ہوتے رہے،

آبوفید مورخ ۳۱۵ھ نے علم غرائب التفسیر (کم استعمال ہونے والے الفاظ کا علم) پر کتاب لکھی  
امام کسائی نے علم تشابہ القرآن پر تصنیف کی۔

امام شافعی نے علم احکام القرآن پر اور علم فضائل القرآن پر تصانیف کیں۔

محمد بن مستقر قطرب بصری ۳۱۵ھ نے علم آیات مجتہد پر کتاب لکھی۔

اس قرن میں ساڑھے سے زیادہ کتابیں علوم قرآن اور تفسیر قرآن اور علوم تفسیر کے متعلق تصنیف ہوئیں، اور اس قرن سے تفسیر میں علمی نکات پر بھی بحث ہونے لگی،

## تفسیر قرن ثالث میں

اس قرن میں تفسیر و علم تفسیر کے متعلق سو سے زیادہ تصانیف ہوئیں اور بعض فنون ایجاد ہوئے۔

علم افراد و جمع۔ اس کے متعلق سب سے پہلی تصنیف شیخ ابوالحسن سعید بن سعدہ الاشعث الاوسط ۳۱۵ھ نے کی۔

علم اسباب النزول پر سب سے پہلے شیخ علی بن مدینی ۳۲۵ھ نے کتاب لکھی۔

علم اختلاف المصاحف پر سب سے پہلے شیخ ابو حاتم رسل بن محمد سجستانی رحمہ اللہ نے تصنیف کی  
علم ناسخ و منسوخ پر ابو عبیدہ قاسم بن سلام رحمہ اللہ نے کتاب لکھی۔  
اس عہد سے اسرائیلیات اور تاریخی قصص کا ذکر بھی تفاسیر میں آنے لگا۔

## تفسیر عہد اختلافی میں

اس عہد میں بہت سے مفسرین گذرے ہیں، اور علم تفسیر کے متعلق بہت سی کتابیں تصنیف  
ہوئی ہیں اور تفسیریں بہت ضخیم لکھی گئی ہیں بعض جدید فنون پر تصانیف ہوئی ہیں۔  
علم سجود القرآن پر شیخ ابواسحاق ابراہیم محمد الحارثی رحمہ اللہ  
علم صنائر پر شیخ ابو علی احمد بن جعفر دینوری رحمہ اللہ  
علم شواذ فی القراءۃ پر شیخ ابو العباس احمد بن یحییٰ معروف ثعلب رحمہ اللہ  
علم اعجاز القرآن پر شیخ محمد بن یزید واسطی رحمہ اللہ  
علم قواعد آیات پر ایضاً  
علم وقف ابتداء پر شیخ ابواسحاق ابراہیم بن ساری نحوی رحمہ اللہ  
نے تصانیف کیں۔

## تفسیر قرون ثلاثہ کے بعد

جس قدر زمانہ آگے بڑھتا گیا، اور اسلام مختلف ممالک اقوام میں پھیلتا گیا، تفاسیر تراجم  
کی حاجت ہونے لگی، اس لئے مختلف ممالک میں مختلف زبانوں میں تفسیریں لکھی گئیں اور بہت  
فنون پر تصانیف ہوئیں، دیگر علوم و فنون اسرائیلیات کے انبار، تاریخی واقعات سے تفسیریں بھی  
گئیں، بعض ایسے مفسر ہوئے کہ انہوں نے اسناد کو حذف کر کے روایتیں لکھیں، اس طرح کیا اور  
جلسائوں کو موقع مل گیا اور انہوں نے بہت بے اصل قصے اور اقوال و واقعات صحابہ تابعین اور  
سلف صالحین کی طرف منسوب کر دیے، اور ان کے بعد ایسے مفسرین کے اعتماد پر ان کو نقل کرتے چلے گئے  
بعض ایسے مفسر ہوئے کہ انہوں نے اپنے اپنے مذاق پر تفسیریں لکھیں، صرفی، نحوی، علمائے  
صرف و نحو کے نکات پیدا کئے، محذوبوں، صرفوں، اویسوں نے اپنی طرف تہیج تان کی، فلسفیوں نے  
فلسفہ بھر دیا، صوفیوں نے اپنے رنگ میں رنگنے کی سعی کی، غرض مفسرین کے فرائض اور تفسیر کی شان کو

بہت سوں نے بھلا دیا، چوتھی صدی سے چھٹی صدی تک جو کام ہوا اگرچہ وہ تفسیر کے مقاصد کسی قدر دور تھا لیکن پھر بھی ایک گونہ اسکی ضرورت تھی اور وہ مفید تھا، امام فخر الدین رازی نے تفسیر لکھی اس میں علوم اور عقلیات پر اس درجہ بحث کی کہ مخالف کیلئے کوئی گنجائش نہ چھوڑی، اُس زمانہ میں اسی کی ضرورت تھی لیکن پُرانے لوگ کہہ اُٹھے اور سچ کہا کہ امام رازی کی تفسیر میں تفسیر کے سوا سب کچھ ہے کیونکہ اصل تفسیر تو یہ تھی کہ ایک آیت اور اس کے ساتھ حدیث یا اقوال صحابہ و تابعین، یہ تکلفات نہ تھے، یہ تکلفات اس درجہ بڑھے کہ خواجہ نظامی گنجوی گھبرا کر چلا اُٹھے ۵

دین ترا در پئے آرایش اند در پئے آرایش و پیرایش اند  
بس کہ برو بستہ شدہ برگ ساز گر توبہ بینی نہ شتائیش باز  
مگر یہ سلسلہ ایسا شروع ہو گیا تھا کہ پھر ترقی ہی کرتا چلا گیا، لیکن زمانہ کی موافق وہ ایک درجہ مفید تھا، بارہویں صدی کے نصف سے جو کام ہوا ہے وہ مفید کم اور ضرر زیادہ۔

رسم خط قرآن پر ابو عمر الدوانی

احاد شراط مفسرین پر ابن جوزی

خواص قرآن پر ابو سعید عبدالقادر بن ظاہر التیمی ۴۲۹ھ

مبہمات القرآن پر شہبیلی

طرز مجادلہ پر نجم الدین طونی

امثال القرآن پر امام ابوالحسن مازنی ۴۵۰ھ

علوم القرآن پر قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف ابن العربی ۵۴۳ھ

مناسبة آیات و سور پر شیخ ابوجعفر احمد بن ابراہیم بن زبیر غزنائی ۵۸۰ھ

علوم فوائد و علم بلاغ پر شیخ ابن ابی الاصبغ قرطبی ۵۴۴ھ

علم کنایات و تعریض پر شیخ ابن باقیہ ۵۸۵ھ

علم تشبیہ و استعارات پر شیخ ابوالقاسم البندار

علوم وجوہ مخاطبات پر ابن الجوزی

علم حقیقہ و مجاز پر شیخ عز الدین عبدالسلام ۶۱۲ھ

نئے تالیفات کیں اور بہت سے علوم و فنون پر مصنفین نے کتابیں لکھیں ضخیم و مجلد تفسیریں تصنیف ہوئیں۔ ابتدا سے لیکر آج تک کس قدر تفسیریں لکھی گئیں ان کا شمار شکل ہے، میں نے سچی فکر صرف

ہندوستان ہی کی تمام تفاسیر کو معلوم کر لوں، کامیاب نہ ہو سکا، پانسو سے زیادہ تفاسیر کے اسماء تو میں نے دیکھے ہیں۔

## تفسیر اور خاندان نبوت

یہ کئی جگہ عرض کیا جا چکا ہے کہ حدیث قرآن مجید کی تفسیر ہے اور فقہ حدیث کی تفسیر ہے، اس کے ہر حدیث مفسر ہے، اگر وراج یہ ہو گیا ہے کہ جو علماء درس و تدریس تصنیف و تالیف علم حدیث میں مشغول ہیں محدث کہلاتے ہیں، اور جو علم تفسیر کی تعلیم و تعلم میں مصروف ہیں مفسر مشہور ہیں۔

اصحاب و ازواج رسول و آل پاک کے تقریباً سبھی افراد محدث و مفسر تھے، اور ازواج مطہرات کے ذریعہ بہت کچھ علم امت کو پہنچا ہے، حضرت محمود بن لبید کا قول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں حدیث کا مخزن تھیں، مگر حضرت عائشہ و ام سلمہ کا ان میں کوئی حریف نہ تھا (طبقات ابن سعد)

ازواج مطہرات میں باعتبار علم و فضل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ سب سے بلند ہے یہ بڑی عالمہ فاضلہ ماہر حدیث و تفسیر تسلیم کی گئی ہیں۔ وفات حدیث میں مکثرین میں ان کا تیسرا نمبر ہے

ان سے (۲۲۱۰) حدیثیں مروی ہیں، ان میں سے (۱۷۴) متفق علیہ (۵۴) افراد بخاری (۶۸) افراد مسلم ہیں۔ اسلئے صحیح بخاری میں ان کی کل روایات (۲۲۸) ہیں اور صحیح مسلم میں (۲۴۲) ہیں،

بعض ائمہ کا قول ہے کہ احکام شرعیہ میں آپ ان سے منقول ہے، مجتہدین صحابہ ان سے حدیث و تفسیر و مسائل دریافت کیا کرتے تھے، صحیح مسلم کے آخرین انکی تفسیر کا کسی قدر حصہ منقول ہے،

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی ماہر حدیث و تفسیر تھیں ان کا سقلین میں پہلا نمبر ہے (۳۷۸) حدیثیں روایت کیں، ان میں سے تیرہ متفق علیہ، تین افراد بخاری، تین افراد مسلم ہیں، اگر

ان کے فتاویٰ کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم رسالہ طیار ہو جائے ان کے فتاویٰ کی یہ خصوصیت ہے کہ عمداً متفق علیہ ہیں۔

ترجمان القرآن جبر الامت حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے، صحابہ میں سب سے بڑے مفسر تسلیم کئے گئے ہیں، مکثرین میں ان کا دوسرا نمبر ہے

(۲۶۶۰) حدیثیں روایت کی ہیں، ایک تفسیر بھی انکی مشہور ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ کریم اللہ وجہہ حدیث و تفسیر کے بڑے امام تھے، مسروق تابعی کا قول ہے کہ تمام اصحاب کا علم علی و عبداللہ بن مسعود میں محصور تھا، تواسطیں میں ان کا تیسرا نمبر ہے،

ان کی روایات کی تعداد (۵۸۶) ہے یہ تعداد خلفاء ثلاثہ میں سے کسی کی بھی نہیں، صحیح بخاری میں حضرت علیؓ کی (۴۹) روایتیں ہیں، اتنی روایتیں نہ حضرت ابو بکرؓ کی ہیں نہ حضرت عثمانؓ کی، جگر گوشہ رسول کریم حضرت فاطمہ زہراؓ رضی اللہ عنہا صنف کے بعد چھ پہلے زندہ رہیں، (۱۸) حدیثیں روایت کیں، یہ تعداد ازواج مطہرات میں سے حضرت زینبؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت جویریہؓ حضرت سودہؓ سے زیادہ ہے،

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے براہ راست رسول کریمؐ سے (۱۳) اور حضرت امام حسینؑ (۱۷) روایتیں کیں ہیں، باقی ان دونوں حضرات کی کل روایات کا شمار نہیں ہوا، یہ تعداد بھی بہت سے جلیل القدر اصحاب بالخصوص اُن میں اصحاب زیادہ ہے جنکی روایات کا شمار ہو کر فہرست مرتب ہو گئی ہے، یہ فہرست راقم سطور نے تلخیص الحدیث میں نقل کی ہے۔ اور ازواج مطہرات میں ام المومنین حضرت جویریہؓ و ام المومنین حضرت سودہؓ سے زیادہ ہے،

یہاں یہ بات بھی خیال میں رکھنی چاہئے کہ چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ جو کوئی میری طرف غلط بات منسوب کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہے، اسلئے اکثر صحابہ روایت حدیث کرتے ہوئے گھبراتے تھے کہ کہیں کوئی کمی بیشی نہ ہو جائے، اور کثرت روایت سے دوسروں کو بھی منع کرتے تھے، خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک تھا، اور اسی کا اثر خاندان نبوت پر تھا۔

امام باقرؑ، امام جعفر صادقؑ رضی اللہ عنہما یہ دونوں باپ بیٹے اسلام کے بڑے چار مجتہدین امام اعظمؑ، امام مالکؑ، امام سفیان ثوریؑ، امام وزاعیؑ کے استاد تھے، امام اعظم کا قول ہے کہ میں نے امام جعفر کا مشل نہیں دیکھا، امام باقرؑ کی تفسیر بھی تھی، (فہرست ابن اندیم)

امام المفسرین امام حسن بصریؑ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا، حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے، علاوہ دیگر اصحاب و تابعین کے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بھی شاگرد تھے، صوفیاء نے ان کو حضرت علیؓ کا شاگرد لکھا ہے لیکن محدثین کو اس میں کلام مگر امام حسن سے فیض یافتہ ہونے میں شک نہیں،

جس روایت کو حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنے پدر بزرگوار حضرت امام حسینؑ سے اور انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہوا اسکو اصطلاح محشین میں اصح الاسانید کہتے ہیں صحابہ میں سب بڑے مفسرین مانے گئے ہیں، عبد اللہ بن عباسؓ، علی رضی اللہ عنہ بن حویر، اول الذکر، دونوں حضرات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں، صحابیات میں حضرت عائشہؓ

و حضرت ام سلمہ ماہر حدیث تفسیر تسلیم کی گئی ہیں۔ یہ دونوں اہبات المؤمنین ہیں۔ غرض ہمارا مقصد  
سلسلہ اصحاب کبار و خاندان نبوت سے چلا آیا ہے۔

## تفسیر اور ہندوستان

جہاں کہیں کوئی صحابی یا تابعی یا تابع تابعی یا مسلمان پہنچا، قرآن و حدیث اس کے ساتھ  
گیا، چند تاریخی شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اسلام عبد رسول کریم ہی میں پہنچا  
تھا، (اس کے متعلق مفصل مضمون والد ماجد نے اپنی کتاب غازیان ہند میں لکھا ہے)۔

بعض فرامات کے متعلق مشہور ہے کہ صحابہ کے فرامات ہیں، حضرت تیمم صحابی (تیمم الداری نہیں  
کوئی دوسرے) ہندوستان میں آئے، یہیں وفات پائی، کولم علاقہ مداس میں ان کا مزار زیارت گاہ  
خلاتق ہے، یہیں ایک قبر سے اس پر یہ کتبہ ہے (اسمعیل بن مالک بن دینار ۱۹۸ھ)۔ مالک بن  
متوفی ۱۷ھ مشہور تابعی اور مفسر ہیں، اسماعیل ان کے بیٹے شیخ تابعی ہوئے اور کچھ عجیب نہیں کہ تابعی  
ہوں کیونکہ ان کی ولادت سنہ ۴۰ھ کی بھی فرض کی جائے تو اس زمانہ میں بہت سے اصحاب زندہ تھے،  
ممکن ہے کسی صحابی کی دولت دیدار سے شرف ہوئے ہوں، خیر تابعی ہوں یا انہوں، تابعی تابعی ہونے  
میں تو شک نہیں، قرن اول کے محدثین و مجتہدین و مصنفین میں امام اوزاعی کا خاص مرتبہ ہے، یہ  
تابعی تابعین میں سے تھے، امام ابو حنیفہ امام مالک کے سمعہ تھے، ان کا مذہب شام و اندلس میں  
تک جاری رہا پھر مدوم ہو گیا، تذکرۃ الحفاظ میں ان کے بیان میں لکھا ہے واصلہ من سبھی السند  
(ان کی اصل سند کے قیدیوں میں سے ہے)

ابو معشر خنیج بن عبد الرحمن مشہور محدث و فقیہ و مصنف سندھ کے تھے، سنہ ۱۴۰ھ میں وفات  
پائی خلیفہ دارالمنزل رشید نے نماز جنازہ پڑھائی۔

مشہور محدث راجا جرج کو امام حاکم نے دکن منار کے ان الحدیث (حدیث کے ارکان میں سے  
لیکھ رکھ کر) لکھا ہے سندھی تھے، سنہ ۱۴۰ھ میں وفات پائی، ہندوستان سے ایران گئے تھے،  
اسفراینی مشہور تھے، اسی طرح ہندوستان میں بہت سے محدث و فقیہ گذرے ہیں، ہم نے تاریخ الحدیث  
میں ان کا مفصل تذکرہ کیا ہے،

حدیث قرآن کی اور فقہ قرآن و حدیث دونوں کی تفسیر ہے، اور یہی دونوں تفسیر کا اعز ہیں  
مسلمان جب ہندوستان آئے تو عرصہ تک جنگ و جدال کا سلسلہ قائم رہا پھر وقتاً فوقتاً سفید

انقلابات رونما ہوئے، اس لئے ابتدائی دور کے مصنفین و علمائے حالات کتابوں میں کم ملتے ہیں جس ملک کے ایسے کامل محدث گذرے ہوں کہ جنہوں نے مجتہدین کی صف اول میں جگہ پائی ہو جہاں ایسے محدث ہوئے ہوں جن کی تعریف امام حاکم نے کی ہو، جہاں کنز العمال جیسی کتب تصنیف ہوئی ہو وہاں حدیث و تفسیر کا کس قدر ذخیرہ ہوگا۔

ایک تفسیر ہندوستان میں ایسی لکھی گئی ہے جس کی نظیر عالم اسلام پیش نہیں کر سکا اور علماء نے اس کی مدح کی ہے، یعنی سواطع الالہام فیضی۔

مجھے مفسرین ہند کے حالات کا حقہ دریافت نہیں ہو سکے، مجھے اندازہ ہے کہ میری معلومات بہت کم ہے، ہموئی تلاش سے جس قدر فراہم کر سکا ہوں پیش کرتا ہوں، چونکہ ملک دکن کے متعلق علویہ مضمون ہے، اس لئے دکن کے مفسرین کا یہاں ذکر نہ ہوگا۔

مولانا عبد اللہ بن الہ داد طبعی۔ تلبیہ موضع ہے ملتان کے پاس، متوفی ۹۲۲ھ، یہ صاحب تفسیر ہیں،

شیخ محمد طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار متوفی ۹۸۲ھ

شیخ حسن محمد گجراتی، ان کی تفسیر کا نام تفسیر محمدی ہے، ۹۸۲ھ میں وفات پائی۔

شیخ مبارک بن خضر ناگوری (والد فیضی) ان کی تفسیر کا نام منبع عیون المعانی چار

جلدوں میں ہے، ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔

علامہ ابو الفیض فیض اللہ فیضی، اکبر بادشاہ کے مصاحب تھے، ان کی تفسیر سواطع الالہام دو جلدوں میں ہے اس تفسیر میں کوئی حرف منقوط نہیں آیا، دو سال میں تصنیف کی۔ ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔

قاضی عبد الشہید سید ہاروی، ان کی تفسیر کا نام بیان القرآن تھا، دس جلدیں تھیں، شیخ نظام الدین تھانی سیر ملخی، ان کی تفسیر کا نام تفسیر نظامی ہے ۱۰۲۳ھ میں وفات پائی ملا عبد السلام لاہوری شاگرد ملا فتح اللہ شیرازی بیضاوی کے محشی ہیں ۱۰۳۸ھ میں وفات پائی۔

ملا عبد السلام دیوہ شاگرد ملا عبد السلام لاہوری بیضاوی کے محشی ہیں متوفی ۱۰۳۸ھ ملا عبد الحکیم سیالکوٹ کے رہنے والے تھے، ملا کمال الدین کشمیری کے شاگرد تھے، شاہجہان بادشاہ ان کی بہت قدر کرتا تھا، دو مرتبہ ان کو ترازویں روپیے تولا اور جس قدر روپیہ

تول میں آیا ان کو دیدیا لکھا ہے کہ ہر تول پر چھ ہزار روپیہ آیا، چند مواضعات جاگیر دے، بیضاوی پران کا حاشیہ ہے، ۱۶۷۷ء میں وفات پائی۔

مولانا الہ داد جونپوری شہزاد مولانا عبداللہ تلمینی، ملاک پران کا حاشیہ ہے، غالباً ۱۷۷۷ء میں وفات پائی۔

شیخ جمال الدین چشتی عرف جن، گجرات کے رہنے والے تھے، تفسیر حسینی، تفسیر محموی، تفسیر بیضاوی، تفسیر دارک پران کے حواشی ہیں۔ ایک تفسیر مختصر اور ایک تفسیر نصیری ان کی تصنیف ہے ۱۷۷۷ء میں وفات پائی۔

مولانا غلام نقشبند بن عطاء اللہ لکھنوی متوفی ۱۷۷۷ء، حاشیہ انوار القرآن انکی تفسیر ربیع قرآن پر ہے۔

شیخ نور الدین (سن وفات غالباً ۱۷۷۷ء) انکی ایک تفسیر الرحمانی للبع المثنائی اور ایک تفسیر الربانی علی سورۃ البقرہ، اوائل بیضاوی پران کا حاشیہ ہے،

شیخ احمد عرف ملا جیون امیٹھوی (ایسیٹی ایک قصبہ، نواح لکھنویں) یہ عالمگیر بادشاہ کے استاد تھے، ان کی تفسیر کا نام تفسیر احمدی ہے، ۱۷۷۷ء میں وفات پائی۔

حافظ اماں اللہ بارسا بیضاوی پران کا حاشیہ ہے، ۱۷۷۷ء میں وفات پائی۔ ملا علی صخر قنوجی، ان کی تفسیر کا نام ثواب التنزیل ہے، اچھی تفسیر ہے، ۱۷۷۷ء میں وفات پائی۔

شیخ نور الدین محمد صالح احمد آبادی ڈیڑھ سو کتابوں کے مصنف تھے تفسیر مختصر، تفسیر نورانی للبع المثنائی، تفسیر سورۃ البقرہ، حاشیہ بیضاوی ان کی تصنیف ہے، حنفی المذہب ہے، ۱۷۷۷ء میں پیدا ہوئے، ۱۷۷۷ء میں وفات پائی۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ابن شاہ عبدالرحیم دہلوی، شاہ صاحب کیتھن اسقدر کہنا ہے کہ انام وقت تھے، کثیر التصانیف تھے، فتح الرحمن ان کا ترجمہ ہے، اور فتح اخیر تفسیر ہے، ۱۷۷۷ء میں وفات پائی۔

مولوی رستم علی قنوجی بن ملا علی صخر ان کی تفسیر کا نام تفسیر صغیر ہے، اچھی تفسیر ہے، ۱۷۷۷ء میں وفات پائی۔

مولوی عبدالباسط بن مولوی رستم علی قنوجی، ان کی تفسیر کا نام ذوالفقار خانی ہے



۱۲۲۳ھ میں وفات پائی۔

**قاضی شہداء اللہ یانی** تھے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ کے مرید اور شاہ ولی اللہؒ کے شاگرد تھے، شاہ عبدالعزیزؒ ان کو نبیؑ کی وقت کہا کرتے تھے اور حضرت مرزا صاحبؒ علم الہدیٰ کے لقب سے یاد فرماتے تھے، ان کی تفسیر عربی میں تفسیر مظہری نام نہایت معتبر تفسیر ہے، سنایا ہے کہ اس کے ایک جزو کا اردو میں ترجمہ بھی ہو گیا ہے،

اعلیٰ حضرت سلطان العلوم میر عثمان عین خان بہادر شہنشاہِ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنت کے دستِ کرم سے زیر طبع ہے، قاضی صاحبؒ نے ۱۲۵۲ھ میں وفات پائی۔

**شاہ عبدالقادر دہلوی** شاہ ولی اللہ دہلوی کے بیٹے تھے، امام وقت تھے، ان کا اردو ترجمہ مع مختصر فوائد موضع القرآن نہایت مستند ترجمہ ہے، ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی۔

**شاہ عبد العزیز دہلوی** شاہ ولی اللہ دہلوی کے بیٹے، امام وقت تھے، انکی تفسیر کا نام فتح العزیز ہے نہایت معتبر و مستند تفسیر ہے، ۱۲۳۹ھ میں وفات پائی۔

**مولوی ولی اللہ بن سید احمد علی** فرخ آبادی انکی تفسیر نظم الجواہر تین جلدوں میں ہے ۱۲۳۹ھ میں وفات پائی۔

**سید اولاد حسن قنوجی** سیدہ دیل لطفین کی تفسیر لکھی ۱۲۵۳ھ میں وفات پائی۔  
**مفتی محمد سعید احمد مدراسی**، ان کی فارسی میں تفسیر غرائب الرحمن نام ہے (مطبوعہ ۱۲۲۱ھ)  
**نواب قطب الدین خان دہلوی**، شاہ عبدالعزیز دہلوی و شاہ اسمٰعیلؒ کے شاگرد تھے محدث و مفیر، جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے، ان کی تفسیر کا نام جامع التفاسیر ہے معتبر تفسیر ہے غالباً ۱۲۶۵ھ میں وفات پائی۔

**شاہ رؤف احمد بھوپالی** انکی تفسیر رؤفی تین جلدوں میں ہے، ۱۲۷۲ھ میں طبع ہوئی  
**مولانا ابوالبرکات کن الدین** معروف مولوی تراب علی لکھنوی ان کی شرح تفسیر حلالین ہے، اس کا نام ہلالین ہے، ۱۲۸۵ھ میں وفات پائی۔

**مولانا حیدر علی فیض آبادی** تفسیر فتح العزیز مصنفہ شاہ عبدالعزیز پر ان کا ذیل ہے غالباً ۱۲۸۵ھ کی تصنیف ہے،

**مفتی محمد یوسف حنفی** فرنگی محلی لکھنوی، ان کا بیضاوی پر حاشیہ ہے، ۱۲۸۶ھ میں وفات پائی۔

مولوی سلام اللہ بن شیخ الاسلام دہلوی، ان کی تصنیف کا نام کمالین ہے تفسیر  
جلالین کی شرح ہے (مطبوعہ ۱۲۸۴ھ)

مولوی فیض الحسن بہارنپوری، ان کی تصنیف جلالین پر تلیق ہے (مطبوعہ ۱۲۸۴ھ)  
مولوی لطف اللہ بنگالی ان کی تفسیر کا نام فاتحہ الکتاب ہے، ۱۲۸۴ھ میں قبل کی تصنیف ہے،  
شاہ عبدالحکیم دہلوی ان کی تفسیر کا نام تفسیر وحی ہے، ۱۲۹۳ھ میں وفات پائی۔

مولوی ہدایت اللہ قاضی محمد علی صدیقی نقشبندی کے شاگرد تھے، ان کی تفسیر کا نام  
تفسیر الکلام ہے، ۱۳۰۳ھ میں وفات پائی۔

مولانا صبغت اللہ بن محمد غوث بن محمد ناصر الدین مدرسی، ان کی تفسیر کا نام فیض الکریم ہے  
مولوی سید ابوالقاسم لاہوری، ان کی تفسیر کا نام لؤلؤ التشریل ہے۔

سید مرتضیٰ بلگرامی شاگرد شاہ ولی اللہ کثیر التصانیف تھے، سورہ یونس کی تفسیر لکھی  
مولوی مشتاق احمد حسینی امیٹھوی ان کی تفسیر سورہ الاعلیٰ کی ہے، اس کا نام  
الکلام الاعلیٰ فی تفسیر سورہ الاعلیٰ با حادیث الصطفیٰ ہے۔

نواب صدیق حسن خان ابن سید اولاد حسین قنوجی، ۱۲۸۴ھ میں پیدا ہوئے  
۱۳۰۳ھ میں وفات پائی، سادات قنوج سے تھے عالم متبحر تھے، عربی، فارسی، اردو نظم و نثر  
لکھنے میں خاص ملکہ تھا، توفیق خلص تھا، قریب تین سو کتبوں کے اعلیٰ تصنیف سے ہیں۔

نواب شاہجہاں بیگم ذالیہ بیوپال نے ان سے عقد ثانی کیا تھا، تفسیر میں ان کی کئی تصنیفیں  
ہیں، تفسیر فتح البیان ۴ جلدوں میں ہے یہ تفسیر فتح القدیر شوکانی کی تلخیص ہے، لیکن اس میں اور  
دوسری تصنیف ترجمان القرآن میں شیخ احمد بن محمد ابن ثابخی زادہ متوفی ۹۸۶ھ اور حاشیہ جل  
وغیرہ سے نقل کر کے اضافہ کیا ہے، نواب صاحب کے تلمیذ مولوی ذوالفقار احمد نے لکھا ہے۔

”چونکہ فتح البیان و ترجمان القرآن و تکریم ترجمان القرآن میں ان لوگوں کی کتب اکثر منقول  
اور لکھتے ہیں:-

”فتح البیان تفسیر فتح القدیر امام شوکانی کی تلخیص ہے لیکن یہ نثری تلخیص نہیں بلکہ اور کتب تفسیر  
اس میں بہت زیادتی کی گئی ہے،“

اور لکھتے ہیں:-

آٹھ ماہ میں فتح القدیر سے فتح البیان تلخیص فرمائی پھر مدارک و خازن سے اُس پر زیادتی کی پھر نظر پڑا

کہ جعل وغیرہ سے کچھ اور زیادہ ہو، (قضاء الارب)

تفسیر اور حدیث کی کتابیں کتب سابقین ہی کی مدد سے تالیف ہوتی ہیں، کسی کتاب سے نقل کرنا یا کسی کی تلخیص کرنا عیب نہیں، لیکن نواب صاحب نے اکسیر فی اصول التفسیر میں بڑے بڑے مفسرین پر ہاتھ صاف کیا ہے اور نقل و تلخیص کو ان کے حق میں بطور طنز و طعن لکھا ہے اس لئے ہم نے ان حوالوں کو نقل کیا،

نواب صاحب کی اُردو تفسیر ترجمان القرآن اور عربی تفسیر فتح البیان جس تفسیر کی تلخیص ہیں یعنی فتح القدر شوکانی وہ تفسیر ابن کثیر، بیضاوی، جلالین، کشاف وغیرہ وغیرہ تفاسیر مرتب کی گئی ہے اور تفسیر ابوالسعود سے بہت کچھ مدلی گئی ہے، چنانچہ مولوی ذوالفقار احمد صاحب لکھتے ہیں: ”شیخ شیوخ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر فتح القدر میں درایت کی بنا اس ہی (تفسیر ابوالسعود) پر رکھی ہے“ (قضاء الارب)

تفسیر ابوالسعود ایک مقبول اور عمدہ تفسیر ہے، اور قاضی شوکانی کی تفسیر کی گویا بنا اسی پر ہے لیکن نواب صاحب اس تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں: ”ماخذ این تفسیر کشاف و بیضاوی و شرح حاشی اوست مضامین اینہا را بجارت رشتی و سبک انتی بر لباط و ضبط کلام مولوی سادہ و داد بلات داد گویا کتاب علم معانی و بیان است مقصود تفسیر در ان کمتر توان یافت (اکسیر فی اصول التفسیر) یہ اس تفسیر پر رائے ہے جس کے خوشہ چین کے خود خوشہ چین ہیں گویا نواب صاحب کے نزدیک بیضاوی و کشاف وغیرہ کتب سابقین وغیرہ سے نقل کرنا، ان کے مطالب کو وضع کرنا سرقہ ہے اور مقصود تفسیر نہ کشاف میں ہے نہ بیضاوی میں نہ تفسیر ابوالسعود میں، اگر ہے تو ان سب کی تلخیص تفسیر شوکانی اور نواب صاحب کی تفسیر میں، سبحان اللہ کیا کہنا؟

ادور دین کر نیلیو میں فنڈیک نے اپنی کتاب اکتفاء القنوع باہر المطبوع (مطبوعہ قاہرہ) میں نواب صاحب کے ترجمے میں اُن پر چند اعتراضات کئے ہیں، ان کے جوابات مولوی ذوالفقار احمد نقوی سازنگوری شاگرد نواب صاحب نے قضاء الارب میں دئے ہیں۔

مبطلہ دیگر اعتراضات کے صاحب اکتفاء القنوع نے نواب صاحب کے حسب نسب و غربت افلاک پر بھی اعتراض کیا ہے، میرے نزدیک ایسی کتاب جیسے مصنفین و علما کا تذکرہ ہو اس میں کسی کے علم اور تصنیف پر بحث یا نکتہ چینی کرنا تو درست ہے، حسب نسب و غربت و افلاس پر طنز و طعن کرنا روا نہیں اس لئے میں صاحب اکتفاء کے اس قسم کے اعتراضات کو قابل توجہ خیال نہیں کرتا، باقی یہ سب کو تسلیم ہے

اور مجیب صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے کہ کتاب الکفایہ القنوع ایک اچھی کتاب ہے،  
مجبیب صاحب نے لکھا ہے کہ صاحب الکفایہ غیر ملک کا باشندہ تھا اسکو جیسی خبر ہو چنی اُس نے  
نقل کر دی۔

یہ صحیح ہے اور بے شک اس حد تک وہ مصنف محذور ہے لیکن میں پھر وہی کہوں گا کہ مصنف  
و تالیف علم و فضل کے متعلق اس کو اپنی کتاب میں ہر قسم کی خبر نقل کرنا تھا حسب نسب اور غربت افلاس کا  
ذکر ہی نہ کرنا تھا، اور اگر صاحب الکفایہ نے یہ غلطی کی تھی تو مجیب کو ایسی لچر بات پر توجہ نہ کرنی چاہیے تھی،  
زیر دست اور قابل لحاظ تو تین اعتراض ہیں۔

پہلا اعتراض یہ ہے کہ نواب صاحب اپنی تصانیف میں اپنا تذکرہ نہایت فخر کے ساتھ کرنے میں  
مجیب نے اس کا جواب نہیں دیا، یہ اعتراض صحیح ہے، اگر فی اصول التفسیر میں جا بجا اپنی تصانیف  
کی مدح کی ہے، ان کے والد نے سورہ ویل للمطففین کی تفسیر لکھی، اس کی حواشی لکھی ہے، باقی کوئی مفسر  
ایسا نہیں جس پر نواب صاحب نے چوٹ نہیں کی، بڑے مفسروں علاوہ محمود آدوسی، نواب قطب الدین خان  
کو چھوڑ دیا، اپنے والد کو صرف ایک سورت کی تفسیر لکھنے پر طبقات مفسرین میں شامل کر دیا،  
کتاب اتحاف النبلا میں اپنا طویل ترجمہ لکھا ہے، اپنے مدحیہ قصائد نقل کئے ہیں، اپنے فرزند مولوی  
نور الحسن خان کی التریف لکھی ہے۔

ان باتوں سے ضرور ثابت ہوتا ہے کہ نواب صاحب مزاج میں نمائش تھی،  
دوسرا اعتراض یہ ہے کہ نواب صاحب نے مختلف شہروں سے علماء کو طلب کر کے جمع کر لیا تھا، اور  
ان سے تصنیف و تالیف کرا کر اپنے اور اپنے فرزند مولوی نور الحسن خان کے نام سے شائع کراتے تھے،  
والد ماجد عرصہ تک بھوبال میں مقیم رہے وہ بھی ایسا ہی فرماتے تھے، اور بعض علماء وثقات سے  
بھی ایسا ہی ہوتا ہے، یہ اعتراض نواب صاحب پر ان کی زندگی میں ان کے معاصرین نے بھی کیا تھا، نواب  
صاحب خود اس کا اطمینان بخش جواب دیکھے، اس کے علاوہ ہر بڑے بڑے اور چھوٹے سچے مصنف  
کا ایک خاص رنگ ہوتا ہے، اُس کی جھلک اس کی ہر تصنیف میں ہوتی ہے، نواب صاحب کی اکثر تصانیف  
کا رنگ ایک دوسرے سے نہیں ملتا۔

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ قدامت کی نایاب تالیفات و تصنیفات کو بصرف زرخیز حاصل کر کے  
اپنے اور اپنے فرزند مولوی نور الحسن خان کے نام سے شائع کرا دیتے تھے، معترض نے چند کتابوں کے  
نام لکھے ہیں۔

مجیب نے اس اعتراض کا جواب نامکافی دیا ہے، چند ایسی کتابوں کے نام لکھ کر جو کسی کتاب کی  
تجزیہ یا ترجمہ ہیں اس اعتراض کو مٹانا چاہا ہے لیکن معترض نے جن کتابوں کے نام لکھے ہیں یا جو  
دئے ہیں ان کے متعلق مجیب نے کچھ نہیں لکھا۔

یہ اعتراض صحیح ہے، کتاب سبل السلام مصنفہ وزیر محمد بن اسماعیل بمانی کا نام فتح العلام رکھ کر  
اپنے فرزند مولوی نور الحسن خان کے نام سے شائع کرائی، بعد کو اصل کتاب مصر سے شائع ہوئی،  
دونوں موجود ہیں، سرموفق نہیں، مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی شائع مشکوٰۃ شریف  
فرماتے تھے کہ ان کو دشمن میں ایک مصری عالم نے ایک طبیعہ کتاب متقدمین کی دکھا کر کہا کہ یہ کتاب  
نواب صدیقی حسن خان اپنے نام سے شائع کرا چکے ہیں، انوس مولانا کو اس کتاب کا نام یاد نہیں  
پہر حال نواب صاحب بڑے عالم تھے، اور جس طرح بھی ہوا انہوں نے علم حدیث کی بڑی حدت کی  
حکیم محمد حسن، سادات امر وہیں سے تھے، اجیر کالج میں پروفیسر تھے، مان کی تفسیر کا  
نام غایت البرکات ہے اور بھی کئی تصنیفیں ہیں اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں لیکن ان کی تمام بہت  
اس پر صرف تھی کہ قرآن مجید اور بائبل میں تطبیق کی جائے، غالباً ۱۹۹۹ء میں وفات پائی۔

مولانا احمد حسن۔ سادات امر وہیں سے تھے، نہایت حسین و جمیل و وجہ و شکل تھے  
مولانا محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد، شاہ عبدالغنی مہاجر مدنی و حاجی امداد اللہ مہاجر کی طرف سے  
مجاز طریقت تھے، محدث تھے، مفسر تھے، فقیہ تھے، وعظ و تقریریں صاحب کمال تھے، جن ظاہری  
و باطنی سے آراستہ پیرا تھے، صاحب زہد و تقویٰ تھے، اس زمانہ میں علم تفسیر میں کوئی ان کا نظیر  
نہ تھا، مدرسہ امروہہ کے صدر مدرس تھے، نواب سلطان جہان بیگم والیہ بھوپال نے افسری دیوانی کا عہدہ  
پیش کیا، آپ نے قبول کیا۔

مقبول جو ذرہ ہوا درگاہ میں رب کی وہ ملتفت نہ رہا اعظم نہیں ہوتا  
آپ کے درس میں طلبہ کا نجوم رہتا تھا، درس و تدریس کی وجہ سے تالیف تصنیف کی فرصت  
نہ پائی۔ ۱۳۳۳ء میں وفات پائی، بعد وفات ان کے چند مضامین کا مجموعہ از نام افادات احمدیہ  
شائع ہوا جو ہر طرح لائق دید و داد ہے۔ ان کے صاحبزادے مولانا حافظ قاری سید محمد صاحب  
گبرگین تقیم ہیں، تفسیر و ترجمہ میں ان کو بھی بدیہی حاصل ہے،

مولانا عبدالحق دہلوی، ان کی تفسیر کا نام فتح المنان ہے جو تفسیر حقانی ہمشور ہے بہترین  
تفسیر ہے مصنف کے علمی کمالات کی شاہد عادل ہے، غالباً ۱۹۹۹ء میں وفات پائی۔

مولانا محمود حسن، دیوبند کے رہنے والے، اود دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے، مولانا محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد تھے، شیخ الہند لقب تھا چند کتابوں کے مصنف تھے، ان کا اردو ترجمہ قرآن مجید نہایت صحیح و مقبول ہے، اس ترجمہ پر ان کے شاگرد رشید مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے بہترین فوائد لکھے ہیں، شیخ الہند نے ۱۳۳۹ھ میں وفات پائی۔

## مفسرین حال

مولانا اشرف علی، تھانہ بھون ضلع مظفر نگر کے باشندے ہیں، مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی اور مولانا محمود حسن شیخ الہند کے شاگرد ہیں، حاجی امداد اللہ مہاجر کی طرف سے مجاز طریقت ہیں، چھ سو کتابوں کے مصنف ہیں، ان کی تفسیر بیان القرآن نام ۱۲ جلدوں میں ہے بہترین تفسیر ہے قرآن مجید کا ترجمہ بھی کیا ہے، جو صحیح و مستند ہے،

مولانا احمد علی، لاہور میں رہتے ہیں، مولانا عبید اللہ سندھی علمائے حقانی (شاگرد شیخ الہند) کے شاگرد ہیں تفسیر کا درس دیتے ہیں، طلبہ کا ہجوم رہتا ہے۔ چند سو توں کی تفاسیر بھی شائع کی ہیں راقم سطور بھی ایک عشرہ تک شامل درس رہا ہے۔

خواجہ عبدالحی جامی ندوۃ اسلامیہ دہلی میں پروفیسر ہیں، ان کی تفسیر کا نام الخلافۃ الکبریٰ علماء کو ان کی تفسیر سے اختلاف ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد، محی الدین احمد نام، کلکتہ میں رہتے ہیں، ہندوستان کے ہندو عالم اور لیڈر ہیں، کثیر النصایف ہیں، صاحب تفسیر ہیں، لیکن علماء کو ان کی تفسیر پر اعتراض ہے،

مولانا شبیر احمد عثمانی، دیوبند کے باشندے، شیخ الہند کے شاگرد ہیں، جامیہ البیہل کے صدر مدرس اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مہتمم ہیں مشہور مصنف و نامور عالم ہیں، فتح الملہم نام شرح صحیح مسلم ان کی تصنیف ہے، قرآن مجید مترجمہ شیخ الہند پر بہترین فوائد لکھے ہیں، فوائد کیا ہیں مختصر و معتبر تفسیر ہے،

مولوی عاشق الہی، میرٹھ کے رہنے والے مولانا خلیل احمد ہند پوری کے شاگرد ہیں کثیر النصایف ہیں، قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے، جو معتبر و مستند ہے۔

مولوی ثناء اللہ۔ امرتسر کے باشندے، شیخ الہند کے شاگرد ہیں، مذہب المحدث کے پیرو ہیں، مشہور مناظر و مصنف ہیں، کثیر النصایف ہیں، ان کی تفسیر کا نام تفسیر ثنائی ہے کہیں

آریوں کے اعتراضات کا رد ہے۔

مولانا حسین احمد مدنی۔ قدیم باشندے فیض آباد کے ہیں، دینیہ منورہ میں عرصہ تک ہے  
حرم نبوی میں درس دیا کرتے تھے، شیخ الہند کے شاگرد ہیں، مولانا رشید احمد گنگوہی کی طرف سے  
مجاز طریقت ہیں، اس وقت دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس ہیں، محدث ہیں، مفسر ہیں، آپ کے  
درس میں طلباء کا حجوم رہتا ہے، جامع کمالات ظاہری و باطنی ہیں، ہندوستان کے نامور عالم اور شیعہ  
ہیں، صاحب تصنیف ہیں، اسلامی و قومی و ملکی خدمات کی بدولت بہت سے مصائب الآلام برداشت  
کئے ہیں، شیخ الہند ثانی و امیر الہند شہر ہیں، ہندوستان کی ایک عظیم الشان اور مقتدر رہنمائی  
احمد جبل ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے، متراض سخی بہان نواز ہیں، حلم و انکسار و تواضع خدمت خلق  
آپ کا طرہ امتیاز ہے۔

ثابت قدم فقر کو ہے نفس کشی شرط + بے دیلو کے مارے ہوئے رستم نہیں ہوتا  
ہندوستان کے تمام شہروں میں محدث و مفتی گذرے ہیں اور اس زمانہ میں تو بہت سے  
قبضات میں بھی مدارس قائم ہیں۔

بدایوں، لکھنؤ، آگرہ، لاہور، دہلی یہ شہر مرکز علوم رہے ہیں، میں نے ان مقامات کے  
بعض مشاہیر کو خطوط لکھے تاکہ علما کے حالات معلوم کروں مگر کسی طرف سے جواب موصول نہیں  
ہوا۔ لہذا اپنی محدود معلومات ہی پر اکتفا کیا گیا۔ میں نے تعصب اور کسی خیال کو دخل نہیں دیا بلکہ  
جہاں تک میری معلومات تھیں ہر خیال کے علما کا میں نے ذکر کیا ہے۔

کفر امت در طریقت مکنیہ داشتن  
آئین مامت سینہ چو آئینہ داشتن





تاریخ وفات کہہ جتناۃ القردوس تزلزلہ۔

مولوی عبدالصمد بن نواب شکوہ الملک نصیر الدولہ عبدالوہاب خان نصرت جنگ ،

ان کی تفسیر کا نام تفسیر وانی ہے جو کئی زبان میں ہے عشتہام میں وفات پائی۔

مولوی غفر اللہ عنہم ہرنگ اورنگ آبادی ، اردو میں بیسویں بارہ کی تفسیر لکھی جس کا نام چراغ ابدی ہے  
یعنی سببہ ام کی تصنیف ہے۔ اور بیت سے محدث و مفسر علما گذرے ہیں۔

## تفسیر اور سلطان العلوم

اعلیٰ حضرت سلطان العلوم میر عثمان علیخان بہادر شہنشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ  
و حقیقت سلطان العلوم ہیں ، دنیا کا کوئی حصہ و خط ایسا نہیں جہاں کے علما اعلیٰ حضرت کی وظیفہ خوا  
ہیں ، علما و مصنفین کا ایک گروہ کثیر حضور کے دست کرم کے طفیل میں باطمینان درس و تدریس تصنیف  
و تالیف میں مشغول ہے ، اعلیٰ حضرت کے عہد سعادت مہدی میں جو جو علمی ترقیاں ہوئیں ان سب کا بیان  
اس کتاب کے مقصد سے خارج ہے ، یہاں صرف علوم دینیہ کا مختصر تذکرہ مقصود ہے کیونکہ مفصل بیان  
ہم تاریخ الحدیث میں کر چکے ہیں۔ خاص بلوہ میں دائرۃ المعارف ، اشاعت العلوم ، ادارہ علمیہ  
اور کئی ادارے قدیم و جدید کتب کی اشاعت کی خدمت انجام دے رہے ہیں ، سلف صالحین کی وہ  
نادر و نایاب تصانیف جن کا نام ہی بڑے بڑے علما نے سنا تھا ، آج شہنشاہ دین پرور و علم دوست  
کے دست کرم سے ہر طالب علم کے ہاتھ میں ہیں ، دائرۃ المعارف نے عرب و عجم و یورپ سے اکملہ اسلام  
کی تصانیف کو تلاش کر کے طبع کرایا ہے ، ان مطبوعات کی فہرست ڈیڑھ جزو پر شائع ہوئی ہے اور ان میں  
سے خاص خاص کتابیں یہ ہیں۔

کنز العمال ، مستدرک ، متن کبری ، مشکل الآثار ، جامع المسانید ، مسند ابی داؤد طیالسی ، تہذیب  
التہذیب ، تذکرۃ الحفاظ ، لسان المیزان ، تجرید اسماء و صحابہ ، وغیرہ وغیرہ

بلوہ کے علاوہ ہندوستان کی تمام مشہور درسگاہوں اور اداروں کی ادارہ جاری ہے شل ڈیویڈ  
نورۃ العلماء ، مدرسہ ہدایوں ، مدرسہ گنیہ ، مظاہر العلوم سہانپور ، دارالمصنفین اعظم گڑھ وغیرہ وغیرہ  
اس عہد ہدایوں میں قدیم تفاسیر میں سے الکہف الترغیم فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم مصنفہ شیخ  
عبدلکریم ابن سبط الشیخ عبدالقادر جیلانی متوفی ۷۹۹ھ دائرۃ المعارف نے شائع کی ہے۔

تفسیر منظری مصنفہ قاضی ثناء اللہ منجانب اشاعت العلوم شائع ہو رہی ہے۔

تفسیر بقاعی مصنفہ شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی ۷۹۹ھ جو ایک بے نظیر تفسیر ہے

دائرۃ المعارف میں زیر تجویز طبع ہے،

مولوی وحید الزمان خان النخاطب نواب قارنواز جنگ شاگرد مولانا لطف اللہ علی گڑھی تمام کتب محل کے مترجم اور تفسیر وحیدی کے مصنف ہیں، ان کی تصانیف معتبر ہیں۔

مولوی ثناء اللہ امرت سری صاحب تفسیر ثنائی و وظیفہ خوار دولت آصفیہ ہیں۔  
مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی و وظیفہ خوار دولت آصفیہ ہیں۔

مولانا عبد البصیر آزاد عقیقی سیوہاروی ابن حافظ نور الحسن، شیخ الہند مولانا انور شاہ مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا خلیل احمد بہار پوری و مفتی عزیز الرحمن دیوبندی کے شاگرد ہیں، پندرہ سال سے دکن میں مقیم ہیں۔ ایک درجن سے زیادہ مفید کتب کے مصنف ہیں، ان کی تفسیر کا نام سرائے الفیل فی تفسیر سورۃ الفیل ہے، اس تفسیر کو مشہور علمائے ہند نے پسند کیا ہے، راقم سطور کے چچا زاد بھائی ہیں۔

راقم سطور اپنے والد ماجد قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم کے ذریعہ سے نمکونہ دولت آصفیہ ہے۔ دعا گوئے این دولت مندہ وار ۛ خدایا تو این سایہ پائندہ وار راقم سطور کے اسنادیہ ہیں۔

البیان المستند فی اسانید عبد الصمد

(۱) حضرت شیخ الہند ثانی مولانا حسین احمد مدنی مدظلہ العالی

حضرت مولانا مدظلہ شاگرد ہیں حضرت شیخ الہند کے

نیز حضرت مولانا کوئٹہ مولانا عبد الحلیم مولانا قاسم نانوتوی سے

نیز حضرت کوئٹہ مولانا رشید احمد گنگوہی سے۔

نیز حضرت کوئٹہ مولانا خلیل احمد بہار پوری سے۔

نیز حضرت کوئٹہ مولانا صاحب اللہ شافعی مکی سے

نیز حضرت کوئٹہ مولانا عبد الحلیم براہ مدنی سے

نیز حضرت کوئٹہ مولانا عثمان عبد السلام داغستانی مفتی باخات مدنیہ منورہ سے

(۲) مولانا اغرا علی امروہوی مدظلہ تلمیذ شیخ الہند۔

(۳) مولانا امیر غفر حسین عرف میان صاحب مدظلہ تلمیذ شیخ الہند

(۴) مولانا عبد السمیع دیوبندی مدظلہ شاگرد شیخ الہند

(۵) مولانا محمد ابراہیم ملایوی مدظلہ شاگرد شیخ الہند

(۶) مفتی محمد شفیع مدظلہ شاگرد مولانا سید انور شاہ کشمیری؟

راقم سطور نے اس وقت تک کتابیں تصنیف کی ہیں۔ (۱) اربعین عظم (۲) سوڈی اردو (۳) ضروری کہانیاں (۴) محمود اور فردوسی (۵) تاریخ الحدیث (۶) الدلائل المنون فی تفسیر سورۃ الانعام (۷) یہ تاریخ تفسیر۔

تاریخ الحدیث کو علماء جامعہ ازہر نے بھی طلب فرمایا اور پسند فرمایا ہے، محمود اور فردوسی یہ کتاب دوبار شائع ہوئی اور ہاتھوں ہاتھ پھیل گئی پھر بھی فرمائشیں بدستور ہیں، کابل طلب کی گئی تھی، کابل کے اخبار انیس نے اپنے پرچہ ۲۷ صفر ۱۳۵۵ء میں اس پر طویل اور زبردست رپورٹ کیا ہے، اور جناب عبدالحی صاحب مدیر اخبار طلوع افغان قندھار نے اس کے فارسی میں ترجمہ کرنے کی اجازت حاصل کی ہے، اعلیٰ حضرت کے عہدہ چالیوں میں جو دینی و علمی خدمات انجام پائی ہیں ان کی نظر تاریخ اسلام میں نہیں، اکثر اسلامی مدارس و مصنفین کو امداد دیا جاتی ہے۔ حضور کی یہ قدردانی صرف مسلمانوں ہی تک محدود نہیں بلکہ غیر مسلم اداروں کو بھی امداد دیا جاتی ہے، ان کے تذکرہ کا یہ موقع نہیں، خاکسار نے ان کا مفصل ذکر اپنی کتاب ضروری کہانیاں میں کیا ہے،

## شجرات محدثین و مفسرین مصنفین ہند

ہندوستان کے علماء کا سلسلہ سمجھنے کیلئے مختصراً یہ چند سلسلے لکھے جاتے ہیں، ایک ایک محدث و مفسر و مصنف کے بہت سے اساتذہ ہیں، اس لئے سلسلے بھی بہت ہیں، سب کا تذکرہ دشوار ہے، اکثر سلاسل علماء کی تصانیف میں مذکور ہیں۔

شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالغفر نے اپنی متعدد تصانیف میں مفصل اپنی اسناد کو لکھا ہے۔

شاہ عبدالنبی مجددی عمری کے اسناد رسالہ الایانہ الجنبی فی اسانید الشیخ عبدالنبی میں مذکور ہیں۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن کے اسناد رسالہ الدلائل المنون فی اسانید شیخ الہند محمود میں ہیں۔

مولانا سید انور شاہ کشمیری کے اسناد رسالہ المسک الزفر من اسانید الشیخ الانوری میں ہیں۔

شیخ الہند ثانی امیر الہند مولانا سید حسین احمد مدنی مدظلہ العالی کے اسناد کا تذکرہ سلسلہ الزبرجد

فی اسانید الشیخ حسین احمد میں ہے۔

(۱) شاہ ولی اللہ عز الشیخ عجل انھل بن خواجہ محصوم عرقہ الوثقی.....

..... عن الشیخ احمد مجد الفثانی عن الشیخ یعقوب الصدوق الکشمیری عن

احمد بن حجر المکی عن القاضی زکریا عن الحافظ ابن حجر العسقلانی۔

(۲) الشیخ نور الحق بن الشیخ عبد الحق الدہلوی عن خواجه معصوم عمرہ الوثقی۔  
 (۳) الشیخ نور الحق بن الشیخ عبد الحق الدہلوی عن عبد الوہاب المتقی عن علی المتقی عن  
 ابی الحسن البکری عن الامام السیوطی عن الشاذلی ابی العباس الطرہیف عن الحافظ ابن حجر  
 (۴) شاہ ولی اللہ عن ابی طاہر انکری المدنی عن الشیخ عبد اللہ اللیب اللہوری  
 عن الملا عبد الحکیم السیالکوٹی عن الشیخ عبد الحق الدہلوی۔

(۵) الحافظ ابن حجر العسقلانی عن ابی الفضل النراقی عن ابی الفضل العلانی عن  
 الحافظ منذری عن الحافظ عبد الغنی بن عبد الواحد المقدسی عن ابی موسی المدنی عن الفحظ  
 اسمعیل التیمی عن الحافظ حمید عن الخطیب البغدادی۔

خطیب بغدادی سے قبل و بعد بہت سے سلاسل ہیں جو کتابوں میں مذکور ہیں۔ سلسلہ منذریہ  
 راقم سطور نے بہت سی کتابوں کے مطالعہ کے بعد مرتب کیا ہے، اس میں تعداد رجال کم ہے،  
 خطیب البغدادی عن الامام سعد الزنجانی عن حیان بن مہرون الصدقی عن ابی جعفر  
 الرازی عن عبد اللہ بن عبد اللہ قاضی ری عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن عمر و عثمان و  
 علی و عبد اللہ بن مسعود و عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

## شجرہ محدثین و مفسرین عالم

سلاسل کثرت سے ہیں، یہاں صرف دو سلسلے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) امام ابو حنیفہ امام اعظم عن حماد بن سلیمان عن ابراہیم النخعی عن علقمہ بن  
 قیس النخعی عن عبد اللہ بن مسعود و علی ابن ابی طالب و غیرہما رضی اللہ عنہم۔

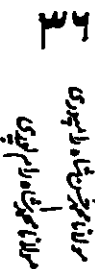
(تفصیل ملاحظہ فرمادے ۱۲۵ و ۱۲۶ پر)

امام ابو حنیفہ امام اعظم



۱۱ مہینہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی



# الباب الثانی فی الکتاب

تمام تفاسیر و کتب کے متعلق کچھ لکھنا تو کیا ان کی فہرست بھی مرتب نہیں ہو سکتی، اس باب میں بعض بہت زیادہ مشہور تصانیف کے متعلق مختصراً لکھا جائے گا، بعض مشہور مفسرین کی کئی کئی تفاسیر ہیں، میں نے طوالت سے بچنے کیلئے ایک ہی کا ذکر کیا ہے، بعض اسما کے ساتھ اور بھی ایک دو نام لکھ دیے ہیں، اس باب میں تقریباً پانچو تفاسیر کے اسما و حالات درج ہیں۔

## تصانیف مکتوبہ

### تصانیف عہد رسالت

حضور علیہ السلام آیات قرآنی کو تشریح و تفصیل لکھتا سمجھاتے تھے، اس لئے قرآن کے سب سے پہلے مفسر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قرآن کی سب سے پہلی تفسیر احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، احادیث کا زیادہ تعلق آیات قرآنی سے ہے، اس لئے حدیث کا ہر مجموعہ قرآن کی تفسیر ہے۔

خاکسار نے تاریخ الحدیث میں عہد رسالت کے حدیث کے (۲۲) مجموعوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے کتاب الصدقہ خود حضور نے حضرت ابوبکر بن حزم صحابی کو لکھائی، یہ دو صفحہ کا رسالہ تھا، اس میں زکوٰۃ کے احکام تھے، گویا آیات زکوٰۃ کی تفسیر تھی، اس کی نقول دیگر اسرار کو بھی بھیجی گئیں (دارقطنی و مسند احمد بن حنبل)

حضور نے حضرت وائل بن حجر صحابی کو ناز، روزہ، ربو، شراب وغیرہ کے احکام لکھا دیے تھے،

یہ گویا آیات صوم و صلوة وغیرہ کی تفسیر تھی، (مجمع صغیر)

ان ۲۲ مجموعوں میں سے سب زیادہ ضخیم حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص کی کتاب صاۃ تھی

اس میں ایک ہزار حدیثیں تھیں (بخاری، اصالب، طبقات ابن سعد، ابو داؤد) لیکن حضور کے عہد رسالت میں جو کچھ لکھا گیا وہ سب حدیثوں کا ذخیرہ تھا، خالص تفسیر کے نام سے کوئی مجموعہ نہ تھا،

## تصانیف عہد خلافت راشدہ

تفسیر اُتی ۱۲ حضرت ابی بن کعب صحابی رضی اللہ عنہ متوفی ۳۵ھ ہجری نے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا، اس مجموعہ سے امام احمد بن حنبل نے سنہ ۲۴۱ھ میں امام جریر طبری نے تفسیریں امام حاکم نے مستدرک میں بہت کچھ لیا ہے، حاکم نے ۲۵۰ھ میں وفات پائی، اسلئے یہ تفسیر پانچویں صدی تک ضرور موجود تھی، (رسالہ مبادی التفسیر شیخ محمد خضریٰ دمیاطی)

تفسیر عباسی - حضرت عبداللہ بن عباس صحابی رضی اللہ عنہ متوفی ۴۲ھ کی تفسیر کا مجموعہ حضرت ابن عباس کی تفسیر کے متعلق مختلف روایات ہیں، انہیں زیادہ معتبرہ روایات ہیں جو کہ معاویہ ابن ابی صراح نے علی بن طلحہ سے اور انہوں نے ابن عباس سے کی ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسی سلسلہ پر اعتماد کیا ہے، ان کے علاوہ عکرمہ متوفی ۵۸ھ و طاؤس بن کیسان متوفی ۶۲ھ و قیس بن مسلم کوئی متوفی ۱۲۰ھ کے طریق بھی صحیح ہیں۔ حضرت ابن عباس کی تفسیر کے متفرق و مختلف نسخے مکتب خانوں میں ہیں۔

## تصانیف عہد خلافت راشدہ کے بعد

تفسیر سعید بن جبیر، حضرت سعید بن جبیر تابعی متوفی ۹۵ھ کی تصنیف تھی، حضرت سعید نے یہ تفسیر حب فرمایش خلیفہ عبدالملک بن مروان تصنیف کی تھی، اس خلیفہ نے ۸۶ھ میں وفات پائی اسلئے یہ تفسیر ۸۶ھ سے قبل کی تصنیف ہے،

خلیفہ نے اس کو شاہی خزانہ میں محفوظ کرادیا تھا کچھ عرصہ کے بعد یہ تفسیر حضرت عطاء بن دیند تابعی متوفی ۱۲۶ھ کے ہاتھ آگئی اور انہیں کے نام سے مشہور ہوئی (میزان الاعتدال)

تفسیر ابی العالیہ - حضرت ابی العالیہ رباحی تابعی متوفی ۹۹ھ کی تصنیف ہے، حضرت ابی بن کعب صحابی کی تفسیر کا مجموعہ تھا، ابوالعالیہ سے ربیع ابن انس اور ان سے ابو جعفر رازی روایت کرتے تھے، یہ سلسلہ معتبر ہے، امام ابن جریر اور امام احمد بن حنبل و حاکم و ابن ابی حاتم اسی سلسلہ سے روایت کرتے تھے،

تفسیر اسود بن یزید - حضرت اسود بن یزید تابعی متوفی ۹۵ھ کی تصنیف -

تفسیر نخعی - حضرت ابراہیم نخعی تابعی متوفی ۹۵ھ کی تصنیف -



تفسیر عکرمہ - حضرت نکرہ تابعی (مولیٰ حضرت ابن عباس) متوفی ۵۸ھ کی تفسیر۔  
تفسیر حسن - حضرت حن بصری تابعی متوفی ۱۱۵ھ کی تفسیر۔

تفسیر امام باقر - حضرت امام باقر علیؑ فرزند امام زین العابدین متوفی ۱۱۲ھ کی تفسیر۔  
تفسیر عطاء - حضرت عطاء بن ابی رباح تابعی متوفی ۱۱۳ھ کی تفسیر۔

تفسیر قتادہ - حضرت قتادہ بن دعائمہ تابعی متوفی ۱۱۴ھ کی تفسیر۔

تفسیر قرضی - حضرت محمد بن کعب قرظی تابعی متوفی ۱۱۵ھ کی تفسیر۔

تفسیر مجاہد حضرت ابوالحجاج مجاہد بن جبر متوفی ۱۲۳ھ کی تفسیر۔ یہ کتب خانہ خدیو مصر

میں موجود ہے۔

تفسیر سدی حضرت اسماعیل بن عبد الرحمن سدی متوفی ۱۲۴ھ کی تفسیر۔ اسکی روایت اسباط

ابن نصر نے کی ہے اور یہ ضعیف ہیں۔

تفسیر عطاء - حضرت عطاء بن مسلم خراسانی متوفی ۱۲۵ھ کی تفسیر۔

تفسیر ابوالبسی - حضرت علی بن ابی طلحہ متوفی ۱۲۳ھ کی تفسیر، یہ تفاسیر حضرت ابن عباسؓ کا

مجموعہ تھا، حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہ نسخہ ابوصلح کاتب امام لیث محدث کے پاس تھا وہ اس کو

معاویہ ابن ابی صلح سے اور وہ علی بن ابی طلحہ سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے تھے، ابی صلح

نے ۲۲۳ھ میں وفات پائی، یہ اندلس کے قاضی تھے، ابن جریر، ابن ابی حاتم، اور ابن المنذر نے

اپنی تفاسیر میں کئی واسطہ سے ابوصلح سے روایت کی ہے، ابوجعفر نخاس متوفی ۳۳۸ھ نے اپنی

کتاب ناخ میں ابوصلح کے سلسلہ سے روایت کی ہے۔

تفسیر کلبی - شیخ ابونصر محمد بن السائب کوفی متوفی ۱۲۶ھ کی تفسیر۔ یہ ضعیف روایت ہے میں

تفسیر شبیل - شیخ شبیل بن عباد متوفی ۱۲۸ھ کی تفسیر، انہوں نے بواسطہ ابن ابی نجیح

روایت کی ہے یہ سلسلہ قریب بھوت ہے

تفسیر ابن جریج - شیخ عبدالملک بن عبدالغزیز اموی معروف ابن جریج متوفی ۱۵۸ھ

کی تفسیر۔

تفسیر مقاتل - شیخ مقاتل بن سلیمان بن بشیر الاندلی متوفی ۱۵۸ھ کی تفسیر، ضعیف

روایتیں ہیں۔ یہ تفسیر غیر معتبر ہے۔

تفسیر ابوروق الہمدانی - مصنفہ عطیہ بن حارث کوفی، قریب ایک سو کے قریب بھوت ہے،

تفسیر شعبہ - امام شعبہ بن الحجاج تابعی متوفی ۱۶۰ھ کی تفسیر -  
تفسیر ثوری - امام سفیان ثوری متوفی ۱۶۱ھ کی تفسیر و کتب خانہ ریاست رام پور میں موجود ہے

## تصانیف قرن ثانی

غرائب القرآن - مصنفہ شیخ ابو نعیم مورخ متوفی ۱۷۴ھ  
تفسیر القرآن - مصنفہ امام مالک متوفی ۱۷۹ھ  
تفسیر حجاج - مصنفہ شیخ حجاج بن محمد متوفی ۱۸۶ھ ایک جلد قریب بصحت ہے،  
البرہان فی توجیہ متشابه القرآن - مصنفہ امام کاشی ۱۸۹ھ -  
تفسیر ثور - مصنفہ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ثور صفحانی متوفی ۱۹۰ھ تین جلد قریب بصحت  
تفسیر وکیع - مصنفہ شیخ وکیع ابن الجراح محدث متوفی ۱۹۶ھ  
تفسیر سفیان - مصنفہ شیخ سفیان بن عیینہ محدث متوفی ۱۹۸ھ  
تفسیر ہشیم - مصنفہ شیخ ہشیم بن بشیر متوفی ۱۹۹ھ  
تفسیر ابن وریب - مصنفہ شیخ عبد اللہ بن وریب بن مسلم الفہمی القرشی متوفی ۱۹۹ھ  
احکام القرآن - مصنفہ امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ؛ شیخ ابوجعفر کی قیسی متوفی ۲۳۷ھ نے  
اس کا اختصار کیا اور مختصر احکام القرآن نام رکھا، شیخ ابوبکر احمد بن حنین بیہقی متوفی ۳۵۸ھ و  
شیخ جمال الدین محمود بن احمد معروف ابن سراج قزوئی حنفی متوفی ۳۷۸ھ نے بھی اسکی تلخیص کی -  
تفسیر ابن عبادہ - مصنفہ شیخ روح بن عبادہ متوفی ۳۸۵ھ  
تفسیر ابن ہارون - مصنفہ شیخ یزید بن ہارون متوفی ۳۸۶ھ  
تفسیر الدینوری - مصنفہ شیخ ابو حنیفہ احمد بن داؤد نخعی لغوی متوفی ۳۸۹ھ - اس  
تفسیر میں رطب و یابس بہت کچھ ہے -

بحار القرآن - مصنفہ شیخ ابو عبیدہ عمر بن عثمان بصری متوفی ۳۸۱ھ  
تفسیر عبد الرزاق - مصنفہ شیخ عبد الرزاق بن ہمام صفحانی متوفی ۳۸۱ھ  
تفسیر الفریابی - مصنفہ شیخ محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی متوفی ۳۸۲ھ -  
تفسیر ابن ابی ایاس - مصنفہ شیخ آدم بن ابی ایاس عسقلانی متوفی ۳۸۳ھ -  
تفسیر سنید - مصنفہ شیخ سنید ابن داؤد المصیصی متوفی ۳۸۴ھ -

## تصانیف قرن ثالث

اسباب النزول - مصنفہ شیخ علی بن مدینی متوفی ۲۴۳ھ  
تفسیر ابن ابی شیبہ مصنفہ امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد کوفی متوفی ۲۴۵ھ  
تفسیر ابن راہویہ مصنفہ شیخ ابو یعقوب اسحق بن ابراہیم بن خالد خنظلی مروزی نخعی نیشابوری  
متوفی ۲۳۸ھ  
رغائب القرآن مصنفہ شیخ ابی مروان عبد الملک بن حبیب مالکی قرطبی متوفی ۲۳۹ھ  
احکام القرآن مصنفہ ابوالحسن علی بن حجر سعدی متوفی ۲۴۴ھ  
اختلاف المصاحف مصنفہ امام ابو حاتم سہل بن محمد سجستانی متوفی ۲۴۸ھ  
تفسیر عبد بن حمید - مصنفہ شیخ عبد بن حمید متوفی ۲۴۹ھ  
تفسیر البخاری مصنفہ امام بخاری متوفی ۲۵۶ھ یہ تفسیر اس تفسیر کے علاوہ تھی جو بخاری  
میں شامل ہے۔

## کتب عہد اختلافی

تفسیر ابن ماجہ - مصنفہ امام ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ  
تفسیر ابی سعید - مصنفہ شیخ ابو سعید عبد اللہ بن سعید ستونی ۲۵۰ھ  
تفسیر بقی - مصنفہ امام ابو عبد الرحمن بقی بن خالد قرطبی متوفی ۲۴۶ھ  
احکام القرآن مصنفہ قاضی ابی اسحاق اسماعیل بن اسحاق اندلی بصری متوفی ۲۵۲ھ  
کتاب سجود القرآن - مصنفہ شیخ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الحرانی المتوفی ۲۵۵ھ  
کتاب الشواذ - مصنفہ شیخ ابی الجباس احمد بن یحییٰ ثعلب نخوی متوفی ۲۹۱ھ  
تفسیر نسفی - مصنفہ امام ابراہیم بن امام قاضی ابراہیم بن یحییٰ نسفی حنفی متوفی ۲۹۵ھ  
تفسیر انماطی مصنفہ امام ابو اسحق ابراہیم بن اسحاق نیشابوری متوفی ۳۰۳ھ  
احکام القرآن مصنفہ شیخ ابوالحسن علی بن موسیٰ بن یزید دققی حنفی متوفی ۳۰۵ھ  
اعجاز القرآن - مصنفہ شیخ محمد بن یزید واسطی متوفی ۳۰۷ھ، شیخ عبد القادر حر جانی متوفی  
۳۰۷ھ نے اس کی دو شرحیں لکھیں، بڑی کا نام مختفہ، چھوٹی کا نام صغیر ہے،

تفسیر نیشابوری قدیم - مصنف امام ابو بکر محمد بن ابراہیم متوفی ۳۱۸ھ -

تفسیر ابن جریر - مصنف امام ابن جریر طبری متوفی ۳۴۰ھ، امام ابن جریر نے یہ تفسیر تیس ہزار ورق پر لکھی تھی، اس کا خلاصہ تین ہزار ورق پر کیا، عظیم الشان اور معتبر تفسیر ہے، لیکن اس میں خاک کے اقوال جو بروایت بشرون عمارہ منقول ہیں وہ غیر معتبر ہیں کیونکہ بشر ضعیف راوی ہیں - اس تفسیر کا ترجمہ فارسی میں امیر منصور بن نوح سامانی نے کرایا، اس امیر کا عہد حکومت ۳۵۰ھ سے شروع ہوا، معانی القرآن معروف تفسیر الزجاج - مصنف شیخ ابی سحن ابراہیم بن ہری نخوی متوفی ۳۴۱ھ

## تصانیف قرون ثلاثہ کے بعد (چوتھی صدی ہجری)

تفسیر ابن المنذر مصنف امام ابو بکر محمد بن ابراہیم نیشابوری متوفی ۳۲۸ھ

تفسیر کعبی - مصنف شیخ القاسم عبداللہ بن احمد حنفی مخزومی معروف کعبی متوفی ۳۱۹ھ (جلد ۱۱۲)

تفسیر ابی الحسن - مصنف شیخ ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری امام اہل سنت متوفی ۳۲۰ھ

احکام القرآن مصنف امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۲ھ -

جامع التاویل مصنف شیخ محمد بن بکر الاصفہانی متوفی ۳۲۲ھ -

مصادر القرآن مصنف شیخ ابراہیم بن یزید متوفی ۳۲۵ھ -

تفسیر ابن ابی حاتم، مصنف شیخ ابن ابی حاتم عبدالرحمن بن محمد رازی متوفی ۳۲۴ھ

الغزیر - مصنف شیخ ابو بکر محمد بن غزیر سجستانی الخزرجی متوفی ۳۲۸ھ

تفسیر الخرقی مصنف شیخ ابی القاسم عمر بن حسین دمشقی حنبلی متوفی ۳۲۸ھ (جلد ۲۱)

تفسیر النجاشی مصنف شیخ ابو جعفر احمد بن محمد نخوی مہری متوفی ۳۲۸ھ

احکام القرآن مصنف شیخ ابو محمد قاسم بن اصبح قرطبی نخوی متوفی ۳۲۸ھ

تفسیر ابن مقسم مصنف شیخ محمد بن حسن معروف بابن مقسم نخوی ۳۲۹ھ

تفسیر ابن دسکویہ مصنف شیخ عبداللہ بن جعفر نخوی متوفی ۳۲۴ھ

شفاء الصدور - مصنف شیخ ابی بکر محمد بن حسن معروف نقاش موصلی متوفی ۳۵۵ھ موافق

مربہ معتزلہ

تلج المعانی فی تفسیر سبع المثانی مصنف شیخ ابوالنصر منصور بن سعید بن احمد بن حسن ۳۵۳ھ

تفسیر نیشابوری مصنف شیخ احمد بن محمد نیشابوری متوفی ۳۵۳ھ

تفسیر ابن حبان (بالبار الودعہ) مصنفہ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن جعفر البستی متوفی ۲۵۲ھ  
انہوں نے اور ابو الشیخ نے جو روایات جو سیر کی نقل کی ہیں وہ غیر معتبت ہیں۔

تفسیر ابن حبان (بالبار) مصنفہ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن جعفر بن حبان معروف الی الشیخ متوفی ۳۶۹ھ  
تقریب۔ مصنفہ شیخ ابی منصور محمد بن احمد الانہری متوفی ۲۴۸ھ انکی ایک تفسیر سبع الطوال

بھی ہے۔

احکام القرآن مصنفہ شیخ ابوبکر احمد بن محمد معروف حصا ص رازی متوفی ۲۴۸ھ  
تفسیر ابی الیث۔ مصنفہ امام ابوالیث نصر بن محمد نفیہ مرقندی حنفی متوفی ۲۸۳ھ۔  
شیخ زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی متوفی ۸۴۹ھ نے اسکی احادیث کی تخریج کی۔ شیخ شہاب الدین  
احمد بن محمد معروف عرب شاہ حنفی متوفی ۸۵۳ھ نے اس کا ترکی میں ترجمہ کیا۔

تفسیر ابن عطیہ قدیم مصنفہ شیخ ابو محمد عبد اللہ بن عطیہ دمشقی متوفی ۳۸۲ھ  
تفسیر الرمائی۔ مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن علی بن نحوی متوفی ۳۸۲ھ۔ اس تفسیر کو شیخ  
عبد الملک بن علی نمذہن ہروی متوفی ۴۰۱ھ نے مختصر کیا۔

تفسیر الادفوی مصنفہ شیخ محمد بن علی بن احمد المقرئ الحنفی متوفی ۳۸۸ھ۔ یہ تفسیر ایک سو  
جلدوں میں تھی۔ اس کا نام الاستغنا فی علوم القرآن ہے۔ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ  
نے دیکھا تھا۔

اعجاز القرآن مصنفہ خطابی متوفی ۳۸۸ھ۔

سماوغ الدرر۔ مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن عراق خوارزمی متوفی ۳۹۸ھ۔

تفسیر عسکری۔ مصنفہ شیخ ابولہال حسن بن عبد اللہ متوفی ۳۹۵ھ

تفسیر خلف، مصنفہ شیخ خلف بن احمد حجتانی متوفی ۳۹۹ھ

مات القرآن علی ترتیب السور۔ مصنفہ شیخ ابوالفرح احمد بن علی المقرئ ہمدانی متوفی ۴۰۰ھ

## کتاب صدی پنجم

اسباب النزول مصنفہ شیخ عبد الرحمن بن محمد بن نفیس معروف ابن مطرف اندلیسی

متوفی ۴۰۲ھ، شیخ ابوالنضر سیف الدین بن اسبغینی نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔

امثال القرآن مصنفہ شیخ ابو عبد الرحمن بن محمد بن حسین السلمی نیشابوری متوفی ۴۰۸ھ

تفسیر ابن فورک مصنف امام ابو بکر محمد بن حسن نیشابوری شافعی متوفی ۴۶۶ھ

تفسیر نیشابوری مصنف شیخ ابوالقاسم حسن بن محمد فاعظ متوفی ۴۶۶ھ

تفسیر ابن مردودیه، مصنف شیخ ابو بکر احمد بن موسیٰ ہمدانی متوفی ۴۸۶ھ، یہ تفسیر بہت ہی

غیر معتبر ہے، اس میں ضحاک کی اکثر روایات جو ابن عباس کی طرف منسوب ہیں جو میر کے واسطے سے ہیں جو میر کو محدثین نے کذاب لکھا ہے۔

تفسیر السلمی مصنف شیخ ابی عبدالرحمن محمد بن حسین السلمی نیشابوری متوفی ۴۱۲ھ۔ اس کا نام

حقایق بھی ہے، یہ بہت غیر معتبر تفسیر ہے،

تفسیر محدثین۔ مصنف شیخ رئیس بوعلی بن سینا متوفی ۴۲۴ھ، انکی ایک تفسیر سورۃ اخلاص بھی

تفسیر ابی منصور مصنف شیخ عبدالقادر بن طاہر بغدادی متوفی ۴۲۹ھ

البرہان۔ مصنف شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سعید حنفی متوفی ۴۳۳ھ (دس جلد)

تفسیر ضریر مصنف شیخ اسماعیل بن احمد بن عبداللہ نیشابوری الضریر متوفی ۴۳۳ھ

التفصیل الجامع للعلوم التنزیل مصنف شیخ ابوالعباس احمد بن عمار المہدوی متوفی ۴۳۱ھ

تفسیر فناری۔ مصنف شیخ شمس الدین محمد بن حمزہ فناری متوفی ۴۳۳ھ

تفسیر ابی ذر۔ مصنف شیخ عبد بن احمد بن محمد ہروی، انکی متوفی ۴۳۴ھ

تفسیر مکتی۔ مصنف شیخ ابو محمد مکی ابن ابی طالب جوش قیس مرقی متوفی ۴۳۴ھ (۵ جلد)

تفسیر الجونی مصنف شیخ ابو محمد عبداللہ بن یوسف نیشابوری متوفی ۴۳۳ھ، اس تفسیر میں

ہر آیت کی دس طرح تفسیر کی گئی ہے۔

ضیاء القلوب مصنف شیخ ابی الفتح سلیم بن ایوب رازی متوفی ۴۴۴ھ۔ اسکو شیخ ابو محمد

عبدالغنی بن قاسم بن حسن بن ابی القاسم شافعی مصری متوفی ۵۴۲ھ نے مختصر کیا۔

انفصوٰل الخایات مصنف شیخ ابوالحلا احمد بن عبداللہ المحری متوفی ۴۴۹ھ

تفسیر الماوردی مصنف امام ابوالحسن علی بن حبیب شافعی متوفی ۴۵۵ھ اس تفسیر کو

شیخ ابوالفیض محمد بن علی بن عبداللہ علی نے مختصر کیا۔

تفسیر ابی بکر مصنف شیخ ابو بکر عتیقی بن محمد الدودی القلاسی، یہ تفسیر بعد سلطان السلطان

سلجوقی تصنیف ہوئی یہ بادشاہ ۵۵۴ھ میں تخت نشین ہوا۔

العیون فی القراءات مصنف شیخ ابو طاہر اسماعیل بن خلف البغلی ۵۵۵ھ، یہ کتاب ابی پورک

کتب خانہ میں ہے ۱۲۵۲ء کی لکھی ہوئی ہے

احکام القرآن مصنفہ شیخ ابوبکر احمد بن حسین بہیقی متوفی ۱۲۵۸ء۔  
تفسیر اصفہانی قدیم مصنفہ شیخ ابوالاسلم محمد بن علی مختاری ادیب متوفی ۱۲۵۹ء (جلد)  
البيان - مصنفہ شیخ ابو عمرو یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر قرطبی متوفی ۱۲۷۳ء  
تیسیر معروف تفسیر قشیری مصنفہ امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن متوفی ۱۲۶۵ء  
حاوی مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن احمد واحدی نیشابوری متوفی ۱۲۶۸ء۔  
تلج التراجیم مصنفہ امام شافعی ابو المظفر طاہر بن محمد اسفرائینی متوفی ۱۲۷۱ء، اکنی ایک  
تفسیر اور ہے جو تفسیر اسفرائینی کے نام سے مشہور ہے،

البيان - مصنفہ شیخ ابو عمرو یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر قرطبی متوفی ۱۲۷۳ء  
تفسیر حجابی مصنفہ شیخ عبدالقاسم بن عبدالرحمن جرجانی متوفی ۱۲۷۴ء۔ اکنی ایک تفسیر  
فاتحہ الکتاب بھی ہے۔  
تفسیر ابی معشر مصنفہ شیخ ابی معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری متوفی ۱۲۷۸ء اس تفسیر  
کا نام تطبیق المکرات بھی ہے۔

تفسیر امام الحرمین مصنفہ امام ابو المعالی عبدالملک بن عبداللہ جوینی متوفی ۱۲۷۸ء  
حدائق ذات البہیجہ - مصنفہ شیخ ابو یوسف عبدالسلام بن محمد قزوینی متوفی ۱۲۸۳ء  
جہان فی تشبیہات القرآن مصنفہ شیخ عبدالباقی بن محمد بن حسین معروف ابن باقی  
متوفی ۱۲۸۵ء۔

البرهان - مصنفہ شیخ ابو المعالی غزالی بن عبدالملک معروف شیدہ متوفی ۱۲۹۲ء  
تفسیر حلوانی مصنفہ شیخ ابو عبد اللہ سلیمان بن عبداللہ متوفی ۱۲۹۴ء  
درة التاویل مصنفہ امام حسین بن محمد بن المفضل الراغب اصفہانی متوفی ۱۲۹۵ء  
تفسیر السمعی مصنفہ امام ابو المظفر منصور بن محمد مرزبی متوفی ۱۲۹۵ء  
تفسیر الشیرازی - مصنفہ شیخ ابو محمد عبدالوہاب بن محمد شافعی متوفی ۱۲۹۵ء تفسیر  
نظم میں ہے اس میں ایک لاکھ اشارہ ہیں۔

تفسیر ابی بکر مصنفہ شیخ ابوبکر بن عبدوس متوفی ۱۲۹۵ء۔

# کتاب صدی ششم

لُبَابُ التَّفْسِيرِ مصنف تاج القرآن شیخ برہان الدین ابوالقاسم محمد بن حمزہ بن نصر کرمانی مرقی متوفی ۵۱۵ھ، اس کو تفسیر کرمانی بھی کہتے ہیں، ان کی ایک تفسیر الغرائب العجائب نام ہے البدیع والبیان مصنف شیخ حسن بن فتح بن حمزہ ہمدانی متوفی ۵۱۵ھ تفسیر الخطیب التبریزی مصنف شیخ ابو زکریا یحییٰ بن علی ادیب متوفی ۵۲۰ھ احکام القرآن مصنف شیخ ابو الحسن علی بن محمد معروف کیا ہراس بغدادی متوفی ۵۲۵ھ تفسیر غزالی مصنف حجت الاسلام امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی متوفی ۵۰۵ھ (۴۰) جلد، اس تفسیر کا نام یا قوت التاویل ہے،

انصار مصنف شیخ ابوالقاسم عبد اللہ بن محمد عکبری متوفی ۵۱۶ھ۔

معالم التنزیل مصنف شیخ ابی محمد حسین بن مسعود القراء البغوی الشافعی متوفی ۵۱۶ھ اس تفسیر میں بے اصل قصے بھی ہیں۔

تفسیر ابن ابی حمزہ مصنف امام فخر عبد اللہ بن سعید انزوی اندلسی متوفی ۵۲۵ھ تفسیر کشاف مصنف علامہ ابوالقاسم جارا اللہ محمود بن عمر الزنجشیری خوارزمی متوفی ۵۲۸ھ اس تفسیر میں بہت سی خوبیاں ہیں لیکن بعض نقائص نہایت اہم ہیں۔

ایک یہ کہ جو آیت عقیدہ اعتزال کے خلاف ہے مفسر نے کلام طویل اور تاویلات رک کیے ان کو اعتزال کے موافق بنانے کی کوشش کی ہے، دوسرے یہ کہ مفسر نے اولیاء اللہ پر طعن کیا ہے تیسرے یہ کہ اہل سنت والجماعت کو سخت مسٹ لکھا ہے۔

اس تفسیر پر بہت سی کتابیں مختلف صورتوں سے مختلف مضامین پر لکھی گئی ہیں۔

کسی نے اہل تردید کی ہے، کسی نے تشدید کی ہے کسی نے اسکی احادیث کی تخریج کی ہے، کسی نے اس پر انتقاد کیا ہے، کسی نے اختصار و یکایک کیا ہے، کسی نے حواشی لکھے ہیں۔

شیخ محمد بن علی الفزاری متوفی ۶۶۲ھ نے اس کو مختصر کیا ہے۔

کلام ناہر الدین احمد بن محمد بن منیر سکندری مالکی متوفی ۱۱۳۳ھ نے اس پر کتاب لکھی جس کا نام انتصاف ہے۔ اس میں زنجشیری کے اعتزال کو بیان کیا ہے، اور بطریق اخص اسے جہال و مناقہ کیا ہے۔



امام علم الدین بن عبد الکریم بن علی عراقی متوفی ۸۷۷ھ نے ایک کتاب لکھی اس میں کشف و انتصاف پر کلام ہے، شیخ قطب الدین محمد بن سعد شیرازی متوفی ۸۷۷ھ نے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا ہے۔

شیخ ابو علی عمر بن محمد بن جلیل مکتوبی مغربی متوفی ۸۷۷ھ نے ایک کتاب لکھی اس کا نام کتب التمییز علی الکشاف ہے۔

شیخ شرف الدین حسین بن محمد طیبی متوفی ۸۷۷ھ نے چھ جلدوں میں حاشیہ لکھا اس کا نام فتوح الغیب فی الکشف عن قناع الرب ہے،

شیخ عمر بن عبد الرحمن فارسی قزوینی متوفی ۸۷۷ھ نے حاشیہ لکھا اس کا نام کشف ہے، شیخ فخر الدین احمد بن حسن جابری متوفی ۸۷۷ھ نے حاشیہ لکھا۔

شیخ نواج الدین بن مکتوم متوفی ۸۷۹ھ نے کتاب الدر اللقیط من البحر المحیط لکھی اس میں کشف کے متعلق بھی مباحث ہیں۔

شیخ عماد الدین یحییٰ بن قاسم علوی معروف فاضل یعنی متوفی ۸۷۷ھ نے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا، اس کا نام درر الاصداف من حواشی الکشاف ہے۔

امام جمال الدین بن عبد اللہ بن یوسف بن ہشام متوفی ۸۷۷ھ نے انتصاف اور کشف دونوں کی تنقیص کی ہے۔

شیخ قطب الدین محمد تھانی بن محمد رازی متوفی ۸۷۷ھ نے شرح لکھی مگر نام چھوڑی صاحب قاموس متوفی ۸۷۷ھ نے کشف کے خطبہ کی شرح لکھی اس کا نام خطبہ الخشاف فی حل خطبہ الکشاف ہے۔ پھر دوسری شرح لکھی اس کا نام بغیۃ الرشاف من خطبہ الکشاف ہے،

شیخ اکمل الدین محمد بن محمود بارتی متوفی ۸۷۷ھ نے شرح لکھی یہ زہرا دین پر ہے۔ شیخ سعد الدین محمود بن عمر ثقفی زانی متوفی ۸۷۷ھ نے حاشیہ لکھا۔

شیخ سراج الدین بن عمر بن سلمان بلقینی متوفی ۸۷۷ھ نے تین جلدوں میں حاشیہ لکھا اس کا نام الکشاف علی الکشاف ہے۔

سید شریف جرجانی بن محمد متوفی ۸۷۷ھ نے حاشیہ لکھا۔ مگر نام چھوڑا، اس حاشیہ پر شیخ محمد الدین محمد بن الخطیب متوفی ۸۷۷ھ نے حاشیہ لکھا۔

سید علاؤ الدین علی طوسی متوفی ۸۷۷ھ نے کشف پر حاشیہ لکھا، اس حاشیہ پر شیخ

عبد بن سلیمان بن کمال پاشا ستونی ۹۲۲ھ حاشیہ لکھا۔

سید کے حاشیہ پر ایک حاشیہ شیخ حسین چلی بن محمد شاہ فناری ستونی ۸۸۵ھ کا بھی ہے،

شیخ بطلان الدین حیدر بن ہروی ستونی ۸۴۳ھ نے کثافت پر حاشیہ لکھا۔

شیخ یوسف بن حسن تبریزی ستونی ۸۴۳ھ نے حاشیہ لکھا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ستونی ۸۵۲ھ نے بھی اس پر ایک کتاب لکھی۔

شیخ ولی الدین ابوزرعہ احمد بن عبد الرحیم عراقی ستونی ۸۶۲ھ نے دو جلدوں میں حاشیہ لکھا

شیخ علاؤ الدین محمد شاہ وردی معروف مصنف ستونی ۸۷۴ھ نے حاشیہ لکھا۔

شیخ علی التہرسمولی عران طوسی ۸۸۴ھ۔ شیخ محمد بن یوسف بن عمر بن شعیب بنوسی مالکی

شیخ اسماعیل کمال الدین قرمانی نے حاشیہ لکھا یہ حاشیہ بعد سلطان بایزید ثانی تصنیف ہو

سلطان نے ۹۱۷ھ تک حکومت کی۔

شیخ عبدالاول حسین معروف ام ولد ستونی ۸۸۵ھ نے کثافت کی تلخیص کی۔

ان کے علاوہ اور بھی شروح و خواشی ہیں، خاص خاص کا ذکر کر دیا گیا۔

تفسیر اصفہانی۔ مصنفہ قوام السنۃ امام ابوالقاسم اسماعیل بن محمد فضل تیمی ستونی ۵۳۵ھ

نہ کی چار تفسیریں ہیں، ایک کا نام جامع ہے ۳۰ جلد، دوسری کا نام محمد ہے (۱۰) جلد تیسری کا نام

صباح ہے (۴) جلد، چوتھی کا نام موضح ہے ۳ جلد۔

البيان مصنف شیخ ابوالحسن علی بن حسن باقوی ستونی ۵۳۵ھ

تیسیر مصنف شیخ ابو الفیض نجم الدین عمر بن محمد نفی ستونی ۵۳۷ھ۔

تفسیر ابوالبقار مصنف شیخ عبد اللہ بن حسین عکبری ستونی ۵۳۸ھ

تفسیر خوارزمی۔ مصنف شیخ ابی الحسن علی بن عراق بن محمد بن علی خفی ستونی ۵۳۹ھ

تفسیر ابن عطیہ المتاخر مصنف شیخ ابو محمد عبد الحق بن ابی بکر بن غالب بن عطیہ الخزاعی

ذی ۵۴۲ھ اس تفسیر کا نام محرم الوجیز ہے،

احکام القرآن مصنف قاضی ابوبکر محمد بن عبد اللہ معروف ابن العربی المالکی ستونی

انوار الفجر مصنف قاضی ابوبکر بن العربی ستونی ۵۴۳ھ (۸۰) جلد۔

تفسیر البیہقی مصنف شیخ ابوالمحاسن مسعود بن علی بیہقی معروف فخر زمان ستونی ۵۴۴ھ

تفسیر علائی۔ مصنف شیخ محمد بن عبد الرحمن بخاری علائی ملقب بہ خفی ستونی ۵۴۴ھ (۱۰۰) جلد

سر العلوم والمعالی المستودعة فی سبج المشانی مصنفہ شیخ ابی العباس احمد بن سعد  
الأقلسی متوفی ۵۵۵ھ۔

ایجاز البیان مصنفہ شیخ نجم الدین ابوالقاسم محمود معروف بیاں الحق بن ابی الحسن نیشاپوری  
قروینی متوفی ۵۵۳ھ۔

تفسیر حجة الافاضل مصنفہ شیخ علی بن محمد الخوازمی متوفی ۵۶۱ھ۔

تراجم الاعاجم مصنفہ شیخ محمد بن ابی القاسم البقالی خوازمی متوفی ۵۶۲ھ۔

تفسیر ابن ابی کریم مصنفہ شیخ نصر بن علی شیرازی متوفی ۵۶۵ھ۔

تفسیر ابن ظفر مصنفہ شیخ ابوالقاسم شمس الدین محمد بن محمد الصقلی متوفی ۵۶۵ھ۔

منبوع الحیات - مصنفہ شیخ ابی عبد اللہ بن صفر بن محمد الصقلی متوفی ۵۶۷ھ۔ تیسیر

کتب خانہ خدیویہ مصر میں ہے تین جلدوں میں ہے، گزرا نقص ہے۔

تفسیر سورة الاحقاص - مصنفہ شیخ ابی الدہان سعید بن مبارک نحوی متوفی ۵۶۹ھ۔

اس تفسیر کا نام اخلاص ہے، ان کی ایک بڑی تفسیر چار جلدوں میں ہے۔

تفسیر ابن حکم - مصنفہ شیخ ابوالمظفر محمد بن اسحاق متوفی ۵۶۹ھ۔

تفسیر ابی الحسن - مصنفہ شیخ ابی الحسن علی بن عبد اللہ انصاری مالکی متوفی ۵۷۷ھ۔

البصائر - مصنفہ شیخ ابوجعفر ظہیر الدین محمد بن محمود نیشاپوری زبان فارسی ۵۷۷ھ۔

التحریف والاعلام - مصنفہ شیخ ابوالقاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ اندلسی ہسپانیائی متوفی ۵۷۷ھ۔

تفسیر التفسیر - مصنفہ شیخ ناصر الدین عالی بن ابراہیم بن اسماعیل غزنوی حنفی متوفی ۵۸۶ھ۔

تفسیر العتباتی مصنفہ امام ابونصر احمد بن محمد حنفی متوفی ۵۸۶ھ۔

اسباب النزول - مصنفہ شیخ ابی جعفر محمد بن علی بن شعیب مازندرانی متوفی ۵۸۸ھ۔

تبیان - شیخ ابوالخیر احمد بن اسماعیل طالقانی متوفی ۵۸۹ھ۔

زاد المسیر - مصنفہ شیخ ابوالفرح عبد الرحمن بن علی بن حمزہ متوفی ۵۹۷ھ، ان کی اور

تفسیریں بھی ہیں چار جلد، اور ایک تفسیر ان کی ۲۷ جلدوں میں ہے۔

احکام القرآن - مصنفہ شیخ عبد المنعم بن محمد بن فرس فزاطی متوفی ۵۹۷ھ۔

تفسیر نعمانی - مصنفہ شیخ ظہیر الدین ابوالعلی حسن بن خطیر بن ابی الحسن متوفی ۵۹۸ھ۔

# تصانیف صدی ہفتم

تفسیر العراقی مصنف شیخ علم الدین عبدالکریم بن علی ستونی ۷۱۷ھ  
مفتاح الغیب مصنف امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی ستونی ۷۱۷ھ۔ یہ تفسیر کبر  
نام سے مشہور ہے۔ دلائل وعلوم کا خزانہ ہے۔ دس جلدوں میں ہے، امام صاحب سورہ انبیاء تک  
تصنیف کرنے پائے تھے، کہ وفات پائی۔ شیخ نجم الدین احمد بن محمد القوی ستونی ۷۱۷ھ نے اس کی  
تکمیل کی۔ اور اس کا تکرار تاحی القضاۃ شہاب الدین بن خلیل الحوی الدمشقی ستونی ۷۳۶ھ نے بھی  
لکھا، اس تفسیر کو شیخ برہان الدین محمد بن محمد النبی ستونی ۷۶۶ھ نے مختصر کیا۔

امام رازی کی ایک اور تفسیر بھی ہے اس کا نام مفتاح العلوم ہے۔ اور ایک تفسیر سورہ اخلاص بھی ہے  
راقم سطور نے رسالہ کبیر فی اصول التفسیر مصنف نواب صدیق حسن خان میں جب امام رازی اور  
ان کی تفسیر کے متعلق یہ فقرہ دیکھا۔ "مؤلف وے از علوم حدیث بے خبر است" اور آگے بعض قدیم  
احیال اہل علم کی آڑ لیکر لکھا ہے کہ اس تفسیر میں تفسیر کے سوا سب کچھ ہے، تو دل پر ایک چوٹ لگی۔  
ایک محترم اور مسلم الثبوت امام اور ایک کثیر النفع تفسیر کے متعلق یہ فقرات دیکھ کر کون منصف  
ذی علم ہوگا جو برہم نہ ہوگا۔ نواب صاحب کی تصانیف کو جن حضرات نے دیکھا ہوگا، ان پر اس  
ہو گیا ہوگا کہ نواب صاحب کی نگاہ میں اپنے تصانیف اور اپنے اہل خاندان کی تصانیف اور اپنے  
شیخ الشیوخ قاضی شوکانی کے تصانیف کے سوا کسی کی تصنیف نہیں چھٹی۔ ان کو جہاں تک موقع  
ملا ہے تقدیم و تاخیر میں کسی کو اعتراض سے خالی نہیں چھوڑا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نواب صاحب پر  
ان کی حیات میں اور ان کے بعد بھی ہر قسم کے اعتراضات ہوئے اور نہایت رکیک اور ان کی بیطرت  
منسوب ہوئے۔

بدنہ لبوے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ۛ  
یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے  
امام رازی چھٹی صدی کے ائمہ میں سے تھے، مذہب شافعی کے مجتہد منسوب تھے۔ جب ایسے  
مجتہد و امام حدیث سے بخیر تھے، تو کون باخبر ہوگا۔ اور وہ کیسی حدیثیں ہونگی جو چھ صدی تک  
ائمہ و مجتہدین سے مستور رہیں اور تیرہویں و چودھویں صدی میں علامہ شوکانی اور نواب صاحب ان پر  
آگاہ ہوئے، نواب صاحب نے علم رسم الخط اور علم قراوت وغیرہ علوم کو بھی علوم تفسیر میں شمار کیا ہے، اور  
انجیل و توریت اور زبور کو بھی فہرست تفسیر میں ذکر کیا ہے تو وہ دلائل عقلیہ و نقلیہ جو اثبات آیات اور

حکام قرآن کے متعلق لکھے جائیں اور وہ امور حمان دلائل کی نصرت کیلئے مذکور ہوں کیوں خارج از تفسیر ہوں گے ان کو تو عین تفسیر کہنا چاہئے۔  
در حقیقت جس قدر علوم قرآن مجید سے متعلق ہیں وہ سب علم تفسیر سے بھی متعلق ہیں کیونکہ علم تفسیر کا موضوع قرآن مجید ہے،

امام رازی سے بہت قبل کے زمانہ میں تفسیر صرف مثنوی و مطلب آیت اور اس کے متعلق حدیث کے ذکر کرنے کو کہتے تھے، جس قدر زمانہ گزرنا گیا اور مختلف ممالک اور مختلف اقوام کے لوگ داخل اسلام ہوتے گئے۔ اور نئے علوم و فنون یکجا ہوئے۔ تو ضرورت لاحق ہوئی کہ موجودہ علوم و فنون سے بھی تفسیر میں کام لیا جائے۔

تاریخ شاہد ہے علماء و فضلاء کے اقوال بکثرت موجود ہیں کہ یہ تفسیر جس زمانہ میں تصنیف ہوئی اگر تصنیف نہ ہوئی تو ہزاروں مسلمان اسلام کو سلام کر چکے۔ نواب کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود علم و فضل زمانہ شناسی سے جناب کو سن تھا۔ امام رازی کا یہ لفظ کا زلمہ ہے اور جس طرح چھٹی صدی ہجری میں کارآمد تھا، اسی طرح آج تک کارآمد ہے،  
نواب صاحب اپنی تفسیر فتح البیان کی تشریح میں خود لکھتے ہیں ”در باب خود بے شل و عدم النظر وافع شدہ است“ دوسری جگہ لکھتے ہیں ”تفسیر قرآن چنیں می باید“  
در حقیقت قاضی شوکانی کی تفسیر فتح القدر اور نواب صاحب کی تفسیر فتح البیان بہت اچھی تفسیر ہیں لیکن اس قدر ثناء و صفت کی مستحق نہیں ہے

ثمنائے خود بخود گفتن نزدیک مرد دانارا

لیکن ان تفسیروں سے بہتر تفسیریں پہلے بھی لکھی گئی ہیں اور بعد کو بھی، اور قاضی شوکانی اور نواب صاحب کی تفسیریں متقدمین کی تفسیر کی نقول ہیں، ذاتی جدوجہد کا ان میں کم دخل ہے،  
نواب صاحب اور قاضی شوکانی کی سہمی چند سے کارآمد رہی اور امام رازی کا فیض چھٹی صدی سے آج تک جاری ہے اور جاری رہے گا،

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بجا

تفسیر ابن الاثیر مصنفہ شیخ ابوالسعود مہامک بن محمد بن ہاشم جری متوفی ۷۲۸ م  
عالم البیان مصنفہ شیخ ابو محمد زور بجان ابی نصر بعلی شیرازی متوفی ۷۴۸ م  
تبصوہ مصنفہ شیخ زروق الدین ابوالعباس مہامک بن یوسف کاشی موصلی متوفی ۷۸۸ م

تفسیر کہیر کا فارسی میں ترجمہ شہزادی زینب النساء بنت سلطان عالمگیر اور شیخ حسین بن علی تونی نے کیا تھا۔ اس کا نام زینب القہر تفسیر تھا۔ تفسیر کہیر کا فارسی نام دوسری ترجمہ الزماہر جامع شہزادہ تھا۔

تفسیر دہرانی۔ مصنفہ شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ بن مبارک خطیب داریا متوفی ۶۱۵ھ

البيان مصنفہ شیخ ابی عبداللہ محمد بن احمد زہری متوفی ۶۱۴ھ

تفسیر نجم الدین مصنفہ شیخ نجم احمد بن عمر خوافی معروف کبری متوفی ۶۱۸ھ (۱۲ جلد)

ارشاد مصنفہ شیخ ابوالکرم عبدالسلام بن عبدالرحمن معروف ابن برجان متوفی ۶۲۴ھ

تفسیر ابن عربی مصنفہ شیخ الشیخ محی الدین محمد بن علی الطائی اندلسی متوفی ۶۲۸ھ، اکنی

و تفسیریں اور ہیں۔

نہایتہ البیان۔ مصنفہ شیخ ابو محمد جمال الدین معافا ابن کحل بن حسین بن ابی البیان موصی

متوفی ۶۲۸ھ (۶ جلد)

لغۃ البیان۔ مصنفہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمروں محمد ہرودی متوفی ۶۳۲ھ

تفسیر السخاوی۔ مصنفہ شیخ علم الدین ابوالحسن علی بن محمد مصری شافعی متوفی ۶۳۳ھ ۴ جلد

بیان المتن مصنفہ شیخ قاسم بن محمد قرطبی طلیسان متوفی ۶۳۳ھ

تفسیر زینی۔ مصنفہ شیخ نجم الدین بشیر بن ابی بکر بن حاد بن سیدان بن یوسف زینی علی متوفی ۶۳۳ھ

تفسیر زلکاکی مصنفہ شیخ کمال الدین عبدالواحد بن عبدالکریم متوفی ۶۵۱ھ۔ اس تفسیر کا

دوسرا نام نہایتہ التامیل بھی ہے۔

تہذیب مصنفہ شیخ ابی سعد محسن بن کرامۃ الجشتی البیہقی (مصنفہ ۶۵۲ھ)

تفسیر سبط ابن الجوزی مصنفہ شیخ ابوالعزیز شمس الدین یوسف بن فراد علی متوفی

۶۵۴ھ ۳۰ جلد

بدائع القرآن مصنفہ شیخ ابن ابی الاصبغ ابو محمد زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالواحد

قیروانی مصری متوفی ۶۵۴ھ۔

تفسیر المرسی مصنفہ ابوالفضل شرف الدین محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی الفضل شافعی

متوفی ۶۵۵ھ۔ ان کی تین تفسیریں ہیں ایک کبیر ۳۰ جلدوں میں، دوسری اوسط ۱۰ جلدوں میں

تیسری صغیر ۳ جلد۔ بعض نے ابو عبداللہ شرف الدین لکھا ہے۔

رموز الکنوز۔ مصنفہ شیخ غزالدین عبدالرزاق بن رقی اللہ رستغی متوفی ۶۶۰ھ۔

بحار القرآن۔ مصنفہ شیخ غزالدین عبدالخزیز بن عبدالسلام متوفی ۶۶۰ھ۔

تفسیر قرطبی۔ مصنفہ شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی متوفی ۶۷۱ھ۔ اس تفسیر کا

دوسرا نام بحر العلوم بھی ہے۔

تفسیر قرطبی۔ مصنفہ شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی متوفی ۶۷۱ھ۔ اس تفسیر کا

دوسرا نام بحر العلوم بھی ہے۔

اعجاز البیان تفسیر فائقہ الکتاب مصنفہ شیخ صدر الدین ابوالعالی محمد بن اسحق متوفی ۶۷۲ھ  
تفسیر الدبیری مصنفہ شیخ سعید الدین عبدالعزیز بن احمد حنفی متوفی ۷۷۳ھ  
تفسیر ابن رزین مصنفہ قاضی تقی الدین محمد بن حسین جموی متوفی ۶۸۰ھ  
تفسیر کواشی مصنفہ شیخ موفق الدین احمد بن یوسف موصی متوفی ۶۸۸ھ، ان کی تفسیریں  
ہیں ایک کا نام تبصرہ، دوسری کا نام تلخیص ہے،

تفسیر ابن مینر مصنفہ شیخ ناصر الدین ابوالعباس احمد بن منصور اسکندرانہ معروف ابن نیر  
متوفی ۶۸۱ھ اس تفسیر کا نام بحر الکبیر ہے،

الوار الترتیل معروف تفسیر بیضاوی مصنفہ قاضی ابی سعید ناصر الدین عبداللہ بن عمر  
بیضاوی ثنائی متوفی ۶۸۵ھ یہ نہایت عمدہ اور معتبر تفسیر ہے، مگر اس میں فضائل سورس بعض  
احادیث ضعیف و موضوع بھی لائے ہیں علماء و فضلاء نے کثرت سے اس تفسیر پر تعلیقات  
و حواشی لکھے ہیں بعض نے تلخیص کی ہے پھر اس کے تعلیقات و حواشی پر مجدد حواشی لکھے گئے ہیں

### تعلیقات تفسیر بیضاوی

تعلیق مصنفہ سید شریف جرجانی متوفی ۷۱۶ھ  
تعلیق مصنفہ شیخ الشیخ سید محمد گیسو دار گلبہ گوی متوفی ۷۲۵ھ  
تعلیق مصنفہ سید احمد بن عبداللہ قزوینی متوفی ۷۵۵ھ  
تعلیق مصنفہ شیخ قاسم بن قطوبغا حنفی متوفی ۷۸۹ھ  
تعلیق مصنفہ شیخ کمال الدین محمد بن ابی شریف قدسی متوفی ۹۰۳ھ  
تعلیق مصنفہ شیخ محی الدین محمد قاسم مشہور اخیر متوفی ۹۰۷ھ یہ تعلیق صرف زہراوین پر ہے  
تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن مصطفیٰ بن الحاکم حسن متوفی ۹۱۱ھ  
تعلیق مصنفہ شیخ محی الدین محمد اسکلینی متوفی ۹۲۲ھ  
تعلیق مصنفہ شیخ علائی بن محی الدین شیرازی (۹۲۵ھ) میں تصنیف ہوئی تعلیق زہراوین پر ہے  
تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن ابراہیم بن جنلی حلبی متوفی ۹۷۱ھ  
تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن کمال تاشکندی (یہ تعلیق سلطان سلیم خان ثانی کیلئے تصنیف کی گئی  
یہ سلطان ۹۷۱ھ میں تخت نشین ہوا)  
تعلیق مصنفہ شیخ صلح الدین محمد لاری متوفی ۹۷۷ھ یہ تعلیق زہراوین پر ہے

تعلیق مصنفہ شیخ مصطفیٰ بن محمد معروف بستان آفندی متوفی ۱۰۷۷ھ  
 تعلیق مصنفہ شیخ الاسلام زکریا ابن بیرام القزوی متوفی ۱۱۸۷ھ  
 تعلیق مصنفہ شیخ محمد امین شہور ابن صدر الدین شروانی متوفی ۱۲۰۲ھ  
 تعلیق شیخ احمد بن روح اللہ انصاری متوفی ۱۲۰۹ھ  
 تعلیق مصنفہ شیخ ملا حسین خلخالی حسینی متوفی ۱۲۱۴ھ  
 تعلیق مصنفہ شیخ رضی الدین محمد بن یوسف شہور ابن ابی اللطیف متوفی ۱۲۲۷ھ  
 تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن عبد الغنی متوفی ۱۲۳۶ھ  
 تعلیق مصنفہ شیخ ہدایت اللہ علانی متوفی ۱۲۳۹ھ  
 تعلیق مصنفہ شیخ محمد بن موسیٰ لغوی متوفی ۱۲۴۶ھ  
 ان تعلیقات کے علاوہ اور بھی ہیں بعض مکمل ہیں بعض غیر مکمل، اکثر متفرق سورتوں پر ہیں۔

### مختصرات بیضاوی

مختصر تفسیر بیضاوی مرتبہ شیخ محمد بن محمد بن عبد الرحمن معروف امام الکاملیہ شافعی متوفی ۷۴۴ھ  
 اس کے علاوہ اور بھی مختصرات ہیں جو غیر مکمل ہے۔

### حواشی بیضاوی

حاشیہ مصنفہ شیخ ابی بکر بن احمد بن صالح حنبلی متوفی ۱۱۷۴ھ۔ اس حاشیہ کا نام الحام  
 الماضي فی ایضاح غریب القاضی ہے، اس حاشیہ کے تعلیقات اور حواشی اور ذیل بھی ہیں۔ انہیں  
 سے حاشیہ شیخ محمد بن فرامرز معروف ملاخضر متوفی ۸۵۵ھ اور ذیل مصنفہ شیخ محمد بن عبد الملک  
 بغدادی حنفی متوفی ۱۲۸۷ھ زیادہ شہور ہیں۔

حاشیہ شیخ شمس الدین محمد بن یوسف کرانی متوفی ۸۶۶ھ

حاشیہ شیخ الشیوخ سید محمد گیسو دراز گلبرگوی متوفی ۸۲۵ھ

حاشیہ شیخ تواد الدین حمزہ قرمانی متوفی ۸۸۱ھ۔ یہ حاشیہ زہراوین پر ہے، اس کا نام

تفسیر التفسیر ہے،

حاشیہ شیخ مصلح الدین مصطفیٰ بن ابراہیم معروف ابن التجید (اسلاک سلطان محمد فاتح) یہ حاشیہ

تین جلدوں میں ہے نہایت عمدہ اور مفید حاشیہ ہے، سلطان محمد فاتح کا دور حکومت ۸۶۶ھ میں تھا۔

حاشیہ بابا نعمت اللہ بن محمد نخخوانی متوفی ۱۲۹۷ھ



حاشیہ قاضی زکریا بن محمد انصاری مصری متوفی ۹۱۸ھ۔ یہ حاشیہ ایک جلد میں ہے  
اس کا نام فتح الجلیل بیان خفی (انوار التنزیل ہے)

حاشیہ شیخ جلال الدین بن عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی متوفی ۹۱۱ھ، اس حاشیہ کا  
نام شواہد المکار اور شواہد الایکار ہے۔

حاشیہ شیخ اسماعیل کمال الدین قرمانی۔ یہ سلطان بایزید خان ثانی کے عہد میں تھے،  
اس سلطان نے ۹۱۶ھ تک حکومت کی۔

حاشیہ شیخ جمال الدین اسحاق قرمانی متوفی ۹۲۳ھ

حاشیہ شیخ ابوالفضل قرشی صدیقی خطیب معروف کازرونی متوفی ۹۲۲ھ (یک جلد)

حاشیہ شیخ عصام الدین ابوالاسیم بن محمد بن عربشہ انگریزی متوفی ۹۲۳ھ یہ حاشیہ

نہایت صحیح اور مفصل و مدلل ہے، سلطان سلیمان خان ثانی کی نذر کیا گیا۔

حاشیہ شیخ سعد اللہ بن عیسیٰ مشہور سعدی آقندی متوفی ۹۲۵ھ، اس حاشیہ پر ان کے

بیٹے پیر محمد نے عمدہ اضافہ کیا، اس حاشیہ پر بہت سے رسائل و تحقیقات ہیں۔

اس پر ایک حاشیہ شیخ سنان الدین یوسف بن حسام الدین متوفی ۹۲۶ھ کا ہے سلطان سلیم خان

ثانی کی نذر کیا گیا اور ایک حاشیہ محمد بن عبدالوہاب مشہور عبدالکریم زادہ متوفی ۹۲۵ھ کا ہے، اور

ایک حاشیہ آٹھ جلدوں میں شیخ شہاب الدین خفاجی کا ہے، اور ایک حاشیہ شیخ عبداللہ کردی کا،

حاشیہ شیخ محی الدین محمد بن شیخ مصلح الدین مصطفیٰ قوجی متوفی ۹۲۵ھ (یا ایک حاشیہ

کثیر النفع اور آسان ہے، آٹھ جلدوں میں ہے)

حاشیہ ملا عبدالسلام لاہوری متوفی ۹۲۷ھ

حاشیہ ملا عبدالسلام دیوبند متوفی ۹۳۹ھ

حاشیہ شیخ مصطفیٰ بن شعبان سروری متوفی ۹۱۹ھ۔ ان کے دو حاشیے ہیں ایک کا نام

کبریٰ دوسری کا نام صغریٰ ہے۔

حاشیہ شیخ محمد بن عبدالوہاب ۹۵۵ھ شاکر مفتی ابوالسعود۔

حاشیہ شیخ محمود بن حسین فاضل حاذق مشہور صادق گیلانی متوفی ۹۷۰ھ۔ اس حاشیہ کا

نام ہدایت الرواة الی الفروق المداوی للعجز عن تفسیر البیضاوی ہے

حاشیہ مصلح الدین لاری ۹۷۹ھ۔

حاشیہ ملا عنون متوفی ۱۱۹۹ھ - یہ حاشیہ تیس جلدوں میں ہے۔

حاشیہ شیخ وجہ الدین گجراتی متوفی ۹۹۸ھ - اس حاشیہ پر ایک حاشیہ ہے ملا عبد الحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۱۶۷ھ کا۔ اور اس حاشیہ پر حاشیہ ہے حافظ امان اللہ بن نور اللہ بن حسین بناری متوفی ۱۳۳۳ھ کا۔ ان حواشی کے علاوہ اور بھی حواشی ہیں، بعض مکمل بعض غیر مکمل بعض مختلف سورتوں پر ہیں۔

شیخ غزس الدین حنفی حلبی متوفی ۹۷۱ھ نے میضای کی شرح لکھی۔

تفسیر بریل الدین مصنفہ شیخ ابی المعالی بریل الدین احمد بن ناصر حنفی متوفی ۱۱۸۶ھ  
تفسیر عبد اللطیف مصنفہ شیخ عبد اللطیف بن عزالدین عبد العزیز متوفی ۱۱۹۹ھ (۷ جلد)  
تفسیر ابن سید الکمل مصنفہ شیخ ابوالقاسم سیدہ اللہ بن عبد اللہ القطنی متوفی ۱۱۹۹ھ  
التحریر والتجہیر - مصنفہ شیخ ابو عبد اللہ جمال الدین محمد بن محمد سیدمان معروف ابن نقیب حنفی بغدادی متوفی ۱۱۹۹ھ (۱۰۰ جلد)۔

## کتاب صدی ہشتم

تفسیر فاتح الکتاب مصنفہ شیخ ابی اسحق ابراہیم بن احمد قزلباشی متوفی ۱۳۳۸ھ

تفسیر ابن المنیر مصنفہ شیخ شرف الدین عبد الواحد متوفی ۱۳۳۸ھ (۱۰ جلد)

بہجت الارباب مصنفہ شیخ علاؤ الدین بن علی بن عثمان بن ابراہیم معروف ابن ترککانی حنفی

مارہی متوفی ۱۳۳۸ھ

تلخیص احکام القرآن مصنفہ شیخ جمال الدین محمود بن احمد ابن سراج قزوینی حنفی متوفی ۱۳۳۸ھ

البرہان مصنفہ شیخ ابی جعفر احمد بن ابراہیم بن زبیر غناطی متوفی ۱۳۳۸ھ

تفسیر علامی مصنفہ شیخ قطب الدین محمود بن سحود شیرازی متوفی ۱۳۳۸ھ (۴ جلد)

اس تفسیر کا نام فتح المنان بھی ہے۔

مدارک التنزیل مصنفہ امام ابو البرکات عبد اللہ حافظ الدین نسفی بن احمد بن محمود حنفی متوفی

۱۳۳۸ھ یہ تفسیر نہایت معتبر ہے، شیخ زین الدین ابو محمد عبد الرحمن بن ابی بکر عینی متوفی ۱۳۳۸ھ اسکو

مختصر کیا۔ اور سولانا الہ داد جو پوری نے اس پر حاشیہ لکھا۔

فواصل الآیات - مصنفہ شیخ سلیمان بن عبد القوی حنبلی متوفی ۱۳۳۸ھ۔

تفسیر رشیدی مصنفہ خواجہ رشید الدین فضل اللہ بن ابی الخیر بن علی عہدانی متوفی ۴۱۸ھ  
کفیل مصنفہ قاضی عماد کندی قاضی اسکندریہ متوفی ۴۳۲ھ (۲۳ جلد)  
تفسیر فاتحہ الکتاب مصنفہ شیخ محمد بن علی جزالی متوفی ۴۲۳ھ  
تفسیر فاتحہ الکتاب مصنفہ شیخ نور الدین ابی الحسن علی بن یعقوب بن جبریل بکری متوفی ۴۲۳ھ  
لباب فی معانی التشریل معروف تفسیر خازن مصنفہ شیخ علاؤ الدین علی بن محمد بن  
ابراہیم بغدادی متوفی ۴۲۵ھ۔

تفسیر حسن مصنفہ شیخ حسن بن محمد بن حسین شہور نظام نیشابوری مصنفہ ۴۳۰ھ۔  
تفسیر دولت آبادی میں تصنیف ہوئی۔

مختصر اسباب النزول واحدی مصنفہ شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر حبیری  
متوفی ۴۳۲ھ۔

تفسیر السمنانی مصنفہ شیخ ابوالکلام علاؤ الدولہ احمد القاضی متوفی ۴۳۴ھ (۱۶ جلد)

روضات الجنان مصنفہ شیخ ہبۃ اللہ بن عبد الرحیم حموی شرف الدین مازنی متوفی ۴۳۴ھ (۱۰ جلد)

التاویل للعالم التشریل مصنفہ شیخ علی بن محمد شیخی بغدادی متوفی ۴۳۱ھ

تفسیر اسکندری مصنفہ شیخ حسین بن ابی بکر نحوی متوفی ۴۳۴ھ (۱۰ جلد)

تفسیر علاؤ الدین مصنفہ شیخ علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی متوفی ۴۳۴ھ۔

فتوح الغیب عن قناع الریب مصنفہ شیخ شرف الدین حسن محمد شہور طبیبی متوفی ۴۳۴ھ

البحر المحیط مصنفہ شیخ اشرف الدین ابوحیان محمد بن یوسف اندلسی متوفی ۴۳۵ھ (۱۰ جلد)

پھر اس کا اختصار کر کے النہر المادس البحر کہا، یہ دو جلدوں میں ہے اس کا اختصار ان کے ساتھ کر دیا

شیخ تاج الدین احمد بن عبد القادر بن مکتوم متوفی ۴۳۵ھ نے کیا، اس کا نام الدر اللقیط ہے۔

تفسیر اصفہانی مصنفہ شیخ الشاہ شمس الدین محمود بن عبد الرحمن شافعی متوفی ۴۳۵ھ

تبیان مصنفہ شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب دعویٰ محروف ابن قیم جوزی متوفی ۷۵۱ھ

تفسیر الشبکی مصنفہ شیخ نقی الدین علی بن عبد الکاظمی متوفی ۵۶۱ھ اس کا نام الدر النظم بھی ہے

القول الوجیز مصنفہ شیخ اشرف الدین احمد بن محمد حلبی معروف ابن یمن متوفی ۵۶۱ھ

تفسیر ابن النقاش مصنفہ شیخ شمس الدین محمد بن علی متوفی ۵۶۳ھ

السابق او اللاحق مصنفہ ابی امامہ بن نقاش محمد بن علی بن عبد الواحد صری متوفی ۵۶۳ھ

تفسیر ابن عقیل مصنفہ شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن نحوی صری متوفی ۵۶۹ھ

بھی ہے۔

تفسیر ابن عرفہ مصنفہ شیخ ابو عبید اللہ محمد بن عرفہ مالکی متوفی ۳۸۵ھ  
الاسئلۃ فی البطلۃ مصنفہ شیخ برہان الدین ابراہیم بن محمد قیانی متوفی ۵۸۵ھ  
استغناء مصنفہ شیخ ابوبکر محمد بن علی بن احمد ادوی متوفی ۸۵۰ھ جلد (۱۰۰)  
تفسیر زہراوین مصنفہ سید شریف جرجانی متوفی ۱۲۵۰ھ، ان کی ایک اور تفسیر بھی ہے  
بصائر ادوی التمینہ مصنفہ شیخ ابوطاہر محمد مجد الدین بن یعقوب فیروز آبادی متوفی  
۱۲۵۰ھ صاحب قاموس۔

تفسیر عراقی مصنفہ شیخ ابو زرعة ولی الدین عراقی احمد بن عبد الرحیم متوفی ۸۵۲ھ - ۴  
تفسیر خواجہ یار ساء مصنفہ خواجہ محمد یار ساء بن محمد بکاری متوفی ۸۲۲ھ - ۴  
تفسیر زاہدی مصنفہ شیخ محمد زاہد بکاری متوفی ۸۲۲ھ  
تفسیر بدر الدین مصنفہ شیخ بدر الدین محمود بن اسرائیل قاضی سادات متوفی ۸۲۲ھ  
تفسیر بلقینی مصنفہ جلال الدین عبد الرحمن بن السراج عمر البلقینی متوفی ۸۲۲ھ  
تفسیر مقدسی مصنفہ شیخ شہاب الدین احمد بن محمد جنبی متوفی ۸۲۸ھ  
عیون التفاسیر مصنفہ شیخ شہاب الدین احمد بن محمود سیواسی متوفی ۸۳۵ھ

عین الاعیان - مصنفہ شیخ محمد بن عمر قاری متوفی ۸۳۲ھ  
تبصرۃ الرحمن مصنفہ شیخ علی بن احمد مہارمی ہندی متوفی ۸۳۵ھ -  
مختصر تفسیر قرطبی مصنفہ شیخ سراج الدین عمر بن علی بن الملقن متوفی ۸۴۰ھ  
البحر المولج مصنفہ ملک العلماء شمس الدین بن عمر الزاولی دولت آبادی متوفی ۸۴۹ھ  
احکام البیان مصنفہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، ان کی کئی تفسیریں ہیں۔

ایک کا نام الاتقان ہے،

تفسیر ابن الضیاء - مصنفہ شیخ محمد بن احمد یکی خنقی متوفی ۸۵۲ھ -  
بحر العلوم مصنفہ سید علاؤ الدین علی بن یحییٰ کمرندی متوفی ۸۶۱ھ  
تفسیر جلالین مصنفہ شیخ جلال الدین محمد بن احمد محلی متوفی ۸۶۲ھ - نہایت تفصیل تفسیر  
شیخ نے یہ تفسیر نامتوم چھوڑی، اس کی تکمیل امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے کی اس کے  
کئی حاشیے ہیں۔ اس تفسیر کے حروف سورہ منزل تک قرآن مجید کے حروف کے برابر ہیں۔

### حواشی و شرح جلالین

حاشیہ شیخ شمس الدین محمد بن علفی متوفی ۹۵۲ھ اس حاشیہ کا نام قبس الزیرین ہے،  
حاشیہ شیخ نواز الدین علی بن سلطان محمد قاری متوفی ۹۷۸ھ اس کا نام جمالین ہے،  
حاشیہ شیخ سلیمان جبل چار جلدوں میں اس کا نام الفتوحات الالہیہ ہے۔ ۱۱۹۶ھ کی تصنیف ہے،  
ایک حاشیہ زلائین نام ہے۔

تعلیق مولوی فیض الحسن بہار پوری مطبوعہ ۱۲۸۴ھ  
شرح مصنفہ شیخ جلال الدین محمد بن محمد کرنی، اس کا نام مجمع البحرین و مطلع البدرین ہے  
شرح مصنفہ مولانا سلام اللہ بن شیخ الاسلام دہلوی اس کا نام کمالین ہے،  
شرح مصنفہ مولانا تراب علی لکھنوی، اس کا نام ہلالین ہے،  
ان کے علاوہ اور بھی حواشی و شرح ہیں۔

تفسیر بلقینی دوم مصنفہ شیخ علم الدین صلح بن السراج عمر بلقینی متوفی ۸۶۵ھ  
التیسیر مصنفہ شیخ محمد سلیمان روی معروف کا فیحی متوفی ۸۶۲ھ  
تفسیر مصنفہ شیخ علاؤ الدین علی بن محمد شہرودی بطنای متوفی ۸۶۵ھ  
انکی دو تفسیریں ہیں ایک فارسی اس کا نام محمدیہ ہے، یہ سلطان محمد خان فاتح کے حکم سے لکھی دوسری

کا نام ملتقى البحرين ہے۔

جواہر الاحسان مصنفہ شیخ ابی زید عبدالرحمن بن محمد بن مخلوف الثعلبی متوفی ۸۷۴ھ  
ذخیرۃ القصر فی تفسیر سورۃ العصر مصنفہ شیخ شمس الدین محمد بن امیر الحاج متوفی ۸۶۶ھ  
تفسیر الزہراوین مصنفہ شیخ علاؤ الدین علی بن محمد معروف قونجی متوفی ۸۷۹ھ

فتح الرحمان مصنفہ شیخ ناصر الدین محمد بن عبداللہ قرطاس متوفی ۸۷۲ھ  
تفسیر لبقاعی مصنفہ شیخ برہان الدین ابراہیم بن عمر البقاعی متوفی ۸۵۵ھ، خبیان ۸۶۱ھ  
سے اس تفسیر کو تصنیف کرنا شروع کیا، اور شعبان ۸۵۵ھ میں ختم کر کے نظم الدرر نام لکھا، اعلیٰ درجہ کی  
تفسیر ہے چھ جلدوں میں ہے، اس کے قلمی نسخے کتب خانہ قطنیہ و کتب خانہ خدیویہ مصر اور  
کتب خانہ برلن میں موجود ہیں۔

تاویلات کاشانی مصنفہ شیخ ابی الخنائیم کمال الدین عبدالرزاق بن جلال الدین کاشی  
سمرقندی متوفی ۸۸۷ھ، اس کا نام تاویلات القرآن بھی ہے،  
تفسیر فاتحہ الکتاب مصنفہ شیخ بایزید حلیفہ (بعد سلطان بایزید خان ثانی یہ سلطان  
۸۸۷ھ میں تخت نشین ہوا)

جامع البیان مصنفہ سعید بن نور الدین بن جفی الدین متوفی ۸۸۹ھ۔

تفسیر ابن جماعہ مصنفہ قاضی برہان الدین ابراہیم بن محمد کتانی ۸۸۹ھ۔

تفسیر جامی مصنفہ مولانا نور الدین عبدالرحمن جامی بن احمد متوفی ۸۹۲ھ

تفسیر کورانی مصنفہ شیخ احمد بن اسماعیل کورانی متوفی ۸۹۳ھ، اس کا نام غایۃ الامانی ہے

تفسیر حسینی ملاحین داغظا کاشانی متوفی ۸۹۹ھ یہ تفسیر نہایت ہی غیر معتبر ہے۔ اس کا

ترجمہ شیخ ابوالفضل محمد بن ادیس البلیسی متوفی ۹۱۲ھ نے کیا۔ اردو میں بھی اس کا ترجمہ ہوا ہے

جس کا نام تفسیر قادری ہے، ملاحین کی ایک تفسیر اور بھی ہے۔ اور ایک تفسیر زہراوین پر ہے اس کا نام

جواہر التفسیر ہے۔

## کتب صدی دہم

تفسیر سورۃ الدخان مصنفہ شیخ محی الدین محمد بن ابراہیم کساری متوفی ۹۱۷ھ یہ تفسیر

سلطان بایزید خان کو ہدیہ بھیجی گئی۔

الواضح الوجیزہ مصنفہ شیخ ابی الحسن محمد بن عبدالرحمن بکری متوفی ۹۵۸ھ

جوامع البیان مصنف سید عین الدین محمد بن عبد الرحمن الالحی الصفوی ۹۰۵ھ

تفسیر القلاقل مصنف شیخ جلال محمد بن اسد صدیقی الدونی متوفی ۹۰۷ھ

الدر المنثور مصنف امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، ان کی اور کئی تفسیریں ہیں۔

تفسیر سورۃ القدر مصنف شیخ عبد الرحمن بن المودب الامامی متوفی ۹۲۳ھ

تفسیر جمال خلیفہ مصنف شیخ جمال الدین اسحاق قرمانی متوفی ۹۳۰ھ

فتح الرحمان مصنف قاضی زکریا بن محمد الانصاری متوفی ۹۳۶ھ

تنویر الضحیٰ فی تفسیر سورۃ الضحیٰ مصنف شیخ محمد بن محمد المغاوی متوفی ۹۴۰ھ

تفسیر سورۃ الملک مصنف شیخ شمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال پاشا متوفی ۹۴۰ھ

تفسیر سورۃ الانسان مصنف شیخ غیاث الدین منصور بن صدر الدین محمد شیرازی متوفی ۹۴۰ھ

تناسق الدرر مصنف شیخ محی الدین محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ قوجوی متوفی ۹۵۱ھ

تفسیر سورۃ یوسف مصنف شیخ بہاء الدین یوسف (مصنف ۹۵۳ھ)

تفسیر ابیدینی مصنف شیخ بدیع الدین محمود ابیدینی متوفی ۹۵۶ھ

الصراط المستقیم الی معالی بسم اللہ الرحمن الرحیم مصنف شیخ علاؤ الدین علی بن محمد بن

عراقی متوفی ۹۶۳ھ۔ شیخ محمد بن ہلال اندلسی نے رستم پاشا کی فرمائش سے اس کا ترکیبی ترجمہ کیا۔

تفسیر فتح اللہ مصنف ملا فتح اللہ شیرازی متوفی ۹۷۷ھ (دکن میں اگر یہ تفسیر تصنیف کی)

جامع الانوار مصنف شیخ تاج الدین ابراہیم بن حمزہ اور نوی متوفی ۹۷۷ھ۔

تفسیر قرآنی مصنف شیخ احمد بن محمود احمر متوفی ۹۷۷ھ (۱۲) جلد، نام نام رہی۔

تفسیر الاخوین مصنف شیخ نور الدین احمد بن محمد بن العزوف کا زرونی (متوفی قریب ۹۷۵ھ)

اس تفسیر کا نام طوالت الانوار بھی ہے۔ ان کی ایک تفسیر اور ہے اس کا نام صراط المستقیم ہے۔

تفسیر سورۃ الانعام مصنف شیخ مصلح بن محمد معروف سان المتوفی ۹۷۷ھ

تفسیر نور الدین زاوہ مصنف شیخ مصلح الدین متوفی ۹۸۱ھ

ارشاد العقل السلیم مصنف شیخ الاسلام مفتی الامام ابو السعود بن محمد عمادی خفنی متوفی

۹۸۲ھ۔ مصنف نے یہ تفسیر اپنے بیٹے کی معرفت سلطان سلیمان خان کو بھیجی سلطان نے دروازہ

تک استقبال کیا اور مصنف کو مال کر دیا نہایت عمدہ اور مختصر تفسیر ہے اسی وجہ سے مصنف کو

خطیب المفسرین کہتے ہیں۔ بیضاوی و کشاف کے بعد کوئی تفسیر اس تفسیر کے مرتبہ کو نہیں پہنچی۔

شیخ احمد روی انصاری متوفی ۱۱۳۸ھ نے اس پر تعلق لکھی۔  
 محمد بن محمد حسینی زیرک زادہ نے ۱۱۳۸ھ اس کے دیباچہ کی شرح لکھی۔  
 شیخ رضی الدین بن یوسف مقدسی نے بھی نصف تک اس پر تعلق لکھی اور امیر اسعد بن سعد کو  
 بوقت ورود بیت المقدس ہدیہ بھیجی۔

تفسیر غفری مصنفہ شیخ بدر الدین محمد بن رضی الدین محمد عامری متوفی ۹۸۴ھ۔ اکی  
 تین تفسیریں ہیں دو شعر، ایک نظم، اس میں ایک لاکھ اسی ہزار اشعار ہیں۔  
 مجمع البیار مصنفہ شیخ محمد طاهر صدیقی پٹنی ہندی متوفی ۹۸۶ھ  
 تفسیر فشری مصنفہ شیخ محمد بن بدر الدین صارو خانی متوفی ۱۱۸۴ھ۔ تفسیر مصنف نے  
 سلطان مراد خان ثالث کو ہدیہ بھیجی سلطان نے ان کو شیخ الحرم مقرر کیا۔

## کتب صدی یازدہم

منبع عیون المعانی مصنفہ شیخ مبارک بن خضر ناگوری (والد ابو الفضل فیضی) متوفی  
 ۱۱۸۸ھ (۲۷ جلد)  
 سواطع الالہام مصنفہ شیخ ابو الفیض فیضی ہندی متوفی ۱۱۸۴ھ۔ یہ تفسیر عبارت  
 بے نقطیں لکھی گئی ہے دو جلدیں ہیں مصنف کے کمال ادب عربی کی شاہد عادل ہے، دو برس آگے  
 تصنیف پر صرف ہوئے باعتبار ادب ایسی تفسیر نہ پہلے لکھی گئی اور نہ آج تک لکھی گئی ہے نہ آئندہ آسکے  
 مستند محدثین مثل شیخ یعقوب صیرفی کشمیری کی اس پر تقاریر ہیں ہندوستان اس تفسیر پر حقدور  
 فخر و ناز کرے زیبا ہے، یہ ہندی عالم کلمے نظر کا نامہ ہے۔  
 تفسیر علی قاری مصنفہ شیخ نور الدین علی بن سلطان ہروی متوفی ۱۱۸۸ھ، ان کی  
 اور تفسیریں بھی ہیں۔

بیان القرآن مصنفہ قاضی عبدالشہید سیواوی متوفی ۱۱۸۸ھ (۱۰ جلد) ساقم اس طور  
 کے اجداد میں سے تھے،

السیر القدسی فی تفسیر آیۃ الکرسی مصنفہ شیخ منصور طبلاوی متوفی ۱۱۸۸ھ۔  
 تفسیر عیشی مصنفہ شیخ محمد نبوی متوفی ۱۱۸۶ھ۔  
 تفسیر نظامی مصنفہ شیخ نظام الدین تھانیسری بلخی ۱۲۲۴ھ



جامع الاسرار مصنف شیخ عبد المحسن بن سلیمان الکوثرانی یغیر سلطان مراد رابع کو ہدیہ بھیجی گئی، یہ سلطان ۱۰۲۲ھ میں تخت نشین ہوا۔

الفاتحہ العینیہ مصنف شیخ اسماعیل بن احمد انقروی متوفی ۸۲۵ھ (ترکی زبان میں ہے) اسلئے۔ مصنف امام شیخ یوسف بن دشقی متوفی ۸۵۵ھ۔ سلطان مراد خان بلج کی فرمائش سے تصنیف کی گئی جب شیخ احمد بن یوسف کے پاس پہنچی انہوں نے اس پر اعتراضات لکھ سلطان نے فیصلہ کے لئے شیخ یحییٰ آفندی مفتی کے پاس بھیجی، مفتی نے اکثر مسائل میں امام سے اتفاق کیا، سلطان نے امام کو قاضی عسکر مقرر کر دیا۔  
تفسیر وہابی۔ مصنف مولوی عبدالصمد بن نواب بشوہ الماک نصیر الدولہ عبدالوہاب خان نصرت جنگ متوفی ۱۲۸۴ھ (زبان دکنی)

## کتب صدی دوازدہم

حاشیہ النوار القرآن مصنف مولوی غلام نقشبند کبھنوی متوفی ۱۱۲۶ھ، ان کی ایک تفسیر اور بھی ہے۔

تفسیر الربانی علی سورۃ البقرہ مصنف شیخ نور الدین ۱۱۱۲ھ

تفسیر احمدی مصنف ملا جیون اسٹھوی متوفی ۱۱۳۰ھ

ثواب التنزیل مصنف مولوی صدق علی قنوجی متوفی ۱۱۴۲ھ

عمدۃ الفرقان مصنف شیخ غلام مصطفیٰ بن عبدالرحمن از میری متوفی ۱۱۵۵ھ

فی وجہ القرآن

تفسیر زہراوین مصنف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۶۲ھ

تفسیر صغیر مصنف مولوی رستم علی قنوجی متوفی ۱۱۶۸ھ

الفتوحات الاکثرہ مصنف شیخ سلیمان جل متوفی ۱۱۹۶ھ (۲۷ جلد)

## کتب صدی سیزدہم

چراغ ابدی یا دعویٰ سے پہلے تفسیر ۱۲۲۱ھ کی تصنیف ہے مولوی عزیز اللہ بن مراد تفسیر فوالفقار خانی مصنف مولوی عبدالباسط بن مولوی رستم علی قنوجی متوفی ۱۲۲۲ھ تفسیر منظرہ مصنف قاضی نثار اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ عربی میں ہے، نہایت معتبر

تفسیر ہے۔ مصنف نے چھ جلدوں میں جمع کی ہے، مگر طباعت میں زیادہ جلدیں ہونے لگی۔  
 قاضی صاحب نے اس تفسیر کا نام اپنے پیر و مرشد حضرت مرزا مظہر جانجاناں شہید کے نام پر رکھا،  
 مولوی رکن الدین حصاری نے ۱۲۳۵ھ میں اس کی ایک جلد طبع کرائی تھی، بعد ازاں منشی  
 عبدالرحمن مالک مطبع نظامی کانپور نے ۱۲۹۰ھ میں قریب نصف سیارہ کی تفسیر کے طبع کرائی  
 مولوی محمد یاسین میرٹھی نے ڈیڑھ جلد شائع کرائی اور ایک جلد کا اردو میں ترجمہ بھی شائع کرایا۔  
 قاری محی الاسلام پانی پتی نے ۱۳۵۵ھ میں بامداد دولت آصفیہ اشاعت شروع کرائی ہے۔  
 دو جلد شائع ہو چکی ہیں۔

کمالین مصنفہ مولانا سلام اللہ بن شیخ الاسلام دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ یہ تفسیر حلالین  
 کی شرح ہے۔

تفسیر سورہ یونس مصنفہ سید مرتضیٰ بگڑامی تلمیذ شاہ ولی اللہ دہلوی  
 موضح القرآن اردو ترجمہ مصنفہ شاہ عبدالقادر دہلوی متوفی ۱۲۳۳ھ نہایت مستند ترجمہ  
 فتح العزیز مصنفہ شاہ عبدالعزیز دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ نہایت معتبر و مستند ہے دو جلدیں  
 ہیں ایک جلد سورہ فاتحہ سے آیت (وان تصورواخیر لکم ان کنتم تعلمون مک) دوسری جلد سورہ  
 ملک سے آخر تک، اسپر حکم سکندر بیگم والیہ بھوپال (نواب سکندر بیگم نے ۱۲۵۵ھ تک حکومت کی۔)  
 مولانا حیدر علی فیض آبادی صاحب منہتی الکلام نے ذیل لکھا مگر ناتمام رہا۔

نظم الجواہر مصنفہ مولوی دلی اللہ بن مفتی سید احمد فرخ آبادی متوفی ۱۲۴۹ھ  
 فتح القدر مصنفہ قاضی شوکانی یمنی متوفی ۱۲۵۵ھ عربی میں ہے، اچھی تفسیر ہے، تفسیر  
 ابوالسعود، بیضاوی، کشاف سے جمع کی گئی ہے،

جامع التفاسیر مصنفہ نواب قطب الدین خان دہلوی متوفی (غالباً ۱۲۹۵ھ) اردو  
 میں ہے معتبر تفسیر ہے۔

تفسیر رونی شاہ رؤف احمد بھوپالی (مطبوعہ ۱۲۴۲ھ) ۳ جلدوں میں۔

ہلالین مصنفہ ابوالبرکات رکن الدین معروف مولوی تراب علی لکھنوی متوفی ۱۲۸۵ھ  
 تفسیر حلالین کی شرح ہے آخر پارہ قرآن مجید کی۔

تفسیر فاتحہ الکتاب مصنفہ مولوی لطف اللہ بنگالی (۱۲۹۰ھ قبل کی تصنیف ہے)  
 تعلیقات حلالین مصنفہ مولوی فیض الحسن بہارپوری (مطبوعہ ۱۲۸۴ھ)

غرائب الرحمن مصنف مفتی محمد سعید احمد مداسی (زبان فارسی) مطبوعہ ۱۳۶۱ھ  
تفسیر غوثی مصنف مولانا غوثی دکنی (صرف پارہ عم کی تفسیر ہے)

## کتاب صدی چہار دہم

روح المعانی مصنف علامہ محمود آلوسی بغدادی متوفی غالباً ۱۲۷۴ھ (۳۰) جلد بہت اچھی تفسیر ہے، عربی میں ہے۔

فتح البیان مصنف نواب صدیق حسن خان متوفی ۱۲۸۴ھ (۷) جلد، انکی اور تفسیر بھی ہے  
غایۃ البیان فی تاویل القرآن مصنف حکیم محمد حسن امر دہلوی پروفیسر جمعیہ کالج متوفی غالباً (۱۲۹۹ھ)۔ اس تفسیر میں مصنف نے کوشش کی ہے کہ قرآن کی ہر ایک آیت کی تطبیق باہل کی آیات سے کی جائے۔ حالانکہ مصنف نے خود باہل کا محرف ہونا ثابت کیا ہے، پھر نہ معلوم یہ سبی لا حاصل کیوں کی ہے، یہ تفسیر غیر معتبر ہے مگر اس سے بعض مفید معلومات حاصل ہوتی ہے ہیں۔  
ان کی اور کئی تفسیریں ہیں۔ سب کا رنگ ایک ہی ہے

فتح المنان محدث تفسیر حقانی، مصنف مولانا عبدالحق دہلوی (متوفی غالباً ۱۲۹۹ھ) یہ تفسیر اردو زبان میں ہے، آٹھ جلدوں میں ہے معتبر تفسیر ہے،

تفسیر وحیدی مصنف مولوی وحید الزمان المحاطب نواب قاری نواز جنگ حیدر آبادی،  
تفسیر المنار مصنف علامہ رشید رضا مصری متوفی ۱۳۵۴ھ یہ تفسیر عربی زبان میں ہے  
مصنف آیت سورہ یوسف توفی علیہ السلام اَوَّلَ الْحَقِّقِیْنَ بِالْأَصْحَابِ الْحَقِّیْنَ تک کہنے پائے تھے کہ وفات پائی۔

## مفسرین حال کی تفسیریں

تفسیر الجواہر مصنف علامہ طنطاوی مصری (۲۰) جلد عربی میں ہے

تحقیق البیان مصنف شیخ عبدالبہادی بخاری مہاجر کی زبان عربی غیر مطبوعہ (۱۹) پارہ کی ہے

تفسیر شتائی مصنف مولوی شتاء اللہ اہل حدیث امت سری

خلاۃ الکبریٰ مصنف خواجہ عبدالحی پروفیسر جامعہ تلمیہ دہلی یہ تفسیر کا ایک حصہ ہے یہ غیر معتبر

تفسیر ہے۔

بیان القرآن مصنف مولانا اشرف علی تھانوی (۱۲) جلد معتبر تفسیر ہے،  
اسرار التanzیل فی تفسیر سورۃ الفیل مصنف مولانا الحاج عبد البصیر آزاد سیواوی  
نہایت مدلل اور معتبر تفسیر ہے، ۱۲۵ میں طبع ہوئی۔

ترجمان القرآن مصنف مولانا ابوالکلام آزاد دو جلدیں شائع ہوئی ہیں، راقم السطور کو  
مطالعہ کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ لیکن بعض محترم علماء سنا ہے کہ مولانا سے لغزشیں بھی ہوئی ہیں  
الدر المکنون فی تفسیر سورۃ الماعون مصنف راقم السطور مطبوعہ ۱۳۵۲ھ ہجری۔ خاکسار  
کی تصنیف علم تفسیر میں یرقیصیف ہے یا یہ تاریخ التفسیر، علم حدیث میں اربعین اعظم و تاریخ الحدیث،  
باقی علم تاریخ و ادب اردو میں ہیں، احقر کی کتاب محمود اور فردوسی ہندوستان کے علاوہ افغانستان  
وغیرہ میں بھی پسند کی گئی ہے۔

یہ کئی جگہ لکھا جا چکا ہے کہ تمام تفاسیر کا تذکرہ تو کیا نہایت بھی ترتیب نہیں کی جاسکتی جس قدر  
تفاسیر کا تذکرہ کتب تفاسیر و کشف الظنون وغیرہ میں ہے میں انکی بھی پوری تفسیر ترتیب نہ کر سکا،  
دیگر ممالک کا تو کیا ذکر، یہ بھی بتانا مشکل ہے کہ ہندوستان میں کس قدر کتابیں تصنیف  
ہوئیں، جس قدر کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے انہیں معتبر اور غیر معتبر دونوں قسم کی ہیں۔

اعتبار کے متعلق پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے اور اب مکرر التماس ہے کہ تفاسیر پر اعتبار کا حکم  
بالحاظ اکثریت ہے، ورنہ کوئی تفسیر ایسی نہیں جس کے متعلق یہ کہا جاسکے کہ اس کا ہر لفظ معتبر و مستند  
اور لائق حجت ہے جو تفاسیر متجربہ علماء حق و فضلا کی تصنیف ہیں ان کو معتبر مانا جاتا ہے مگر اسی حد  
تک کہ کسی صحیح حدیث کسی مسلمہ عقیدہ اور مسئلہ کے خلاف نہ ہوں۔

ہندوستان کی بعض تصانیف تفاسیر کا تذکرہ باب التاریخ میں آچکا ہے اور بعض کا اس  
باب میں ہے۔ اس پر بھی بہت سے علماء و فضلا کی تصانیف باقی رہ گئی ہوں گی۔

بارہویں صدی ہجری کے نصف سے ہندوستان میں مفسرین و مصنفین و مترجمین قرآن  
کی ہم بھٹ پڑی ہے ہر وہ شخص جو ذرا دل چاہے اردو لکھنے پر قادر ہے اگرچہ وہ عربی سے ناابلد ہو  
قرآن کا مترجم و مفسر ہے، وہ اپنی تصانیف میں نہایت دریدہ دہنی سے مستند علماء اولیائے متقدمین  
پر اعتراضات کرتا ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھکر بڑوں بڑوں پر ہاتھ صاف کرتا ہے اس زمانہ میں یہ  
ایک فیشن قرار پا گیا ہے اور روشن دماغی اور وسیع الخیالی کا معیار بنادیا گیا ہے کہ بیباک سے قرآن  
و حدیث و فقہ ائمہ اولیا و علماء کے ساتھ متحکم کیا جائے اور اپنی منشا کے موافق ترجمے اور تفسیریں

گھڑی جائیں۔ اور آیات و احادیث و اقوال سلف صالحین کو کھینچ کر عیش پسند، آزاد منش، امر اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ اور مصنفین یورپ کے خیالات کے مطابق بنایا جائے۔

میں نے علما کی تفاسیر کے حالات معلوم کرنے کیلئے دیوبند، سہارن پور، لاہور، بدایوں، بریلی، لکھنؤ وغیرہ مقامات کو خطوط لکھے، مگر افسوس کہ کہیں سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا اس لئے گذشتہ اور موجودہ تصانیف میں بہت سی قابل تذکرہ تفاسیر لکھی ہوں گی۔ باقی بعض مشاہیر ملک، نامور لیدروں، آزاد منش صوفیا، کم علم مصنفین کی تفاسیر ہیں، ان میں سے اکثر کے حالات سے میں واقف ہوں لیکن میں ان کو مقدس علما کی مجلس میں بٹھانا پسند نہیں کیا۔

ہندوستان کے مسلمانوں اور اردو دان طبقہ کے لئے اگر حقیقت وہ قرآن مجید کے صحیح مطلب و معنی کے طالب ہیں تو فتح العزیز، جامع التفاسیر، تفسیر حقانی، بیان القرآن، اسرار التنزیل، ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی، ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبند، ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی، ترجمہ مولوی عاشق الہی میرٹھی کافی ہیں، اور کسی طرف نظر کرنے کی ضرورت نہیں۔

## تراجم قرآن

اسلام دنیا کے ہر خطے اور ہر گوشے میں موجود ہے اور قرآن ہر جگہ پڑھا جاتا ہے، ہر ملک کے علمائے اہل ملک کے سمجھنے کیلئے ترجمے کئے ہیں تفسیریں لکھی ہیں۔ یورپ کے عیسائی علمائے بھی قرآن مجید کے متعدد ترجمے کئے ہیں، اس لئے یہ بتانا مشکل ہے کہ کس کس زبان میں کس قدر تراجم ہیں انگریزی، چینی، فرنچ، جرمنی، ترکی، پشتو، ہندی، عربی، فارسی، اردو وغیرہ وغیرہ سب زبانوں میں ترجمے موجود ہیں، نہیں کہا جاسکتا کہ زبان غیر کے مترجمین نے کیسے ترجمے کئے ہیں، بعض انگریزی تراجم کے متعلق معتبر اصحاب سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں صحت کا التزام نہیں کیا گیا، اس لئے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ انگریزی زبان میں اب تک کوئی ترجمہ ایسا نہیں جیسے بھروسہ کیا جاسکے، آج کل مسٹر عبداللہ یوسف علی انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں اس ترجمہ کا ایک حصہ شائع ہوا ہے میں نے جقدر اس کو سنا ہے صحیح پایا، مولانا عبدالمجید دریابادی بی لے بھی انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں، مولانا کے علم و فضل، عقائد صحیحہ اعلیٰ صالحہ پر نظر کر کے اُمید کی جاتی ہے کہ یہ ترجمہ سب زیادہ صحیح ہوگا۔

نواب سکندر بیگم والیہ بھوپال (۱۲۵۵ھ بم تک حکومت کی) شیخ احمد داغستانی سے ترکی زبان

میں ترجمہ کرایا۔

مولانا جمال الدین وزیر ریاست بھوپال (بعہد نواب شاہ جہاں بیگم والیہ بھوپال) بیگم صاحبہ نے ۱۳۱۹ھ تک حکومت کی (پشت میں ترجمہ کرایا۔

اعلیٰ حضرت سلطان العلوم میر عثمان خان بہادر شہنشاہ دکن خدا اللہ ملکہ و سلطنتہ نے یونین نو مسلم مسٹر محمد کچھتال سے انگریزی میں ترجمہ کرایا۔

رئیس التجار خان بہادر احمد الدین ادبلی، ای تاجر سکندر آباد دکن نے ہندی زبان میں ترجمہ شائع کرایا۔

اُردو زبان میں سب سے پہلے حکیم شریف خان صاحب دہلوی نے ترجمہ کیا، یہ ترجمہ طبع نہیں ہوا حکیم صاحب کے خاندان میں محفوظ ہے، حکیم صاحب کی وفات ۱۲۲۳ھ ہجری میں ہوئی۔  
شاہ عبدالقادر دہلوی نے اُردو میں ترجمہ کیا جو مقبول و مستند اور صحیح ہے، کثرت سے مانج ہے اُردو میں تخمیناً سترہ ترجمے ہوئے ہیں، ان میں غیر مستند تراجم کی تعداد زیادہ ہے سب سے زیادہ بہتر اور صحیح ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی کا ہے، اس کے بعد شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی کا ترجمہ ہے، اس ترجمہ پر مولانا کے شاگرد رشید مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی سلمہ اللہ تعالیٰ نے بہترین فوائد لکھے ہیں، فوائد کیا ہیں، مختصر اور مفید تفسیر ہے، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی شاگرد شیخ الہند مولانا محمود حسن و مولانا عاشق الہی میرٹھی شاگرد مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے بھی ترجمے کئے ہیں جو صحیح اور قابل بھروسہ ہیں۔

بارہویں صدی ہجری کے آخر حصہ سے ہندوستان میں مترجمین قرآن کثرت سے پیدا ہو گئے ہیں، یہ کثرت خطرناک ہے اور قابل التفات نہیں۔

## ہندوستانی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ

۱۷۷۷ھ ہجری میں راجہ مہروگ بن رایگ (جو کشمیر زمین پنجاب کا شمالی حصہ) کے حکمرانوں میں سے تھا) نے امیر ابوالمنذر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز فرما کر ان کے منصورہ (اب اسکو کھجور کہتے ہیں) مہاراجہ محمد بن قاسم فتح سندھ نے راجہ داسروالی سندھ کی بیوہ رانی لاوی سے نکاح کیا تھا، اس کے لہجہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام عمر تھا، جب یہ گود نہا تو اس نے دریائے سندھ کے مغربی کنارہ پر ایک شہر آباد کر کے اس کا نام منصورہ رکھا یہ واقعہ ۱۱۹۹ھ کا ہے) کو لکھا کہ ہمارے پاس ایک

ایسے مسلمان کو بھیج دو جو ہم کو اسلامی اصول اور قرآن مجید کا ترجمہ ہندی زبان میں سمجھائے، امیر نے ایک عراقی مسلمان کو بھیج دیا جو چین سے ہندوستان میں رہا تھا اور یہاں کی زبان سے خوب واقف تھا، اس عراقی نے راجہ کے حکم سے سندھ کی زبان میں ترجمہ کیا (عجائب الہند)

## اسماء التفاسیر

اس فہرست میں ان تفاسیر کو ذکر کیا جاتا ہے جن کے حالات مفصل تحقیق نہیں ہو سکے چونکہ پہلے کافی تفاسیر کے حالات لکھے جا چکے ہیں۔ اس لئے ان تفاسیر کی تحقیق میں راقم السطور نے کچھ جدوجہد بھی نہیں کی

تفسیر سورۃ الکوتر۔ مطالعہ المعالی معروف تفسیر علیا بادی، تفسیر اللغمی۔ تقریب المال۔ تقریب البقیہ  
تخصیص البیان۔ حزمہ القرآن۔ تیسرے تفسیر ثلاثہ، تخصیص البیان۔ جامع الازوار،  
جامع البیان۔ جامع التاویل، جامع البکر، جامع البیان۔ تحفۃ الانام فی تفسیر سورۃ الانعام  
شرف البدیع فی تفسیر سورۃ القدر۔ تفسیر ابن زہرہ، تفسیر ابن شہبہ، کتاب فی علم الکتاب مصنفہ  
ابی حفص عمر بن علی بن عادل الحبلی دمشق (۶۷۱) جلد، تحصیل، تفسیر اسدی تفسیر سورۃ فاتحہ و بقرہ  
تفسیر ابن ابی طالب کرمانی، تفسیر ابی القاسم بن حبیب۔ تفسیر ابی مخلد، تفسیر اردبیل۔  
تفسیر الہم مصنفہ ابو بکر عبد الرحمن بن کسان، تفسیر آیت الکرسی مصنفہ فتح اللہ بن ابی زید،  
تفسیر البیانی، تفسیر الثمالی مصنفہ ابو حمزہ۔ تفسیر جبریل، تفسیر حکم شاہ مصنفہ محمد ترمذی۔  
تفسیر الدرر۔ تفسیر الدمیاطی مصنفہ ابو بکر محمد بن بکر بن سہل، تفسیر رازی مصنفہ عبد اللہ بن  
ابی جعفر رازی، تفسیر سعید بن منصور۔ تفسیر سورابادی فارسی مصنفہ ابو بکر عتیق بن محمد۔  
تفسیر سورۃ اخلاص مصنفہ علی بن محسن سمکانی، تفسیر سورۃ اخلاص مصنفہ شیخ زادہ۔

تفسیر سورۃ نثار مصنفہ صفیر شاہ۔ تفسیر سورۃ الفتح مصنفہ شیخ محمد امین الشیر با میر شاہ بخاوی،  
تفسیر سورۃ یوسف مصنفہ بہار الدین بن یوسف، تفسیر سورۃ یوسف مصنفہ احمد بن روح اللہ  
تفسیر سہروردی مصنفہ ابو احمد عمر بن عبد اللہ، تفسیر شرف الدین بونی، تفسیر الصالحی مصنفہ  
ابن محمد ترمذی، تفسیر الصحابہ مصنفہ ابی الحسن محمد بن قاسم الفقیہ، تفسیر عبد الصمد بن قاضی محمد  
بن یونس، (۳) جلد، تفسیر مصنفہ عبد المحطی السخاوی، تفسیر علاء الدین ترکمانی (اسپر حاشیہ ہے  
برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ کرکی حنفی متوفی ۸۵۳ھ) (۴) جلد، تفسیر غفری مصنفہ محمد بن سعد بن محمد بن

تفسیر غزالی مصنفہ محمد بن علی اندلسی، تفسیر فاتحہ الکتاب فارسی مصنفہ یعقوب بن عثمان چرخي۔  
 تفسیر فاتحہ الکتاب مصنفہ محمد بن مصطفیٰ کسری، تفسیر فاتحہ الکتاب مصنفہ محمد بن کاتب کلیبولی۔  
 تفسیر فاتحہ الکتاب مصنفہ ابی سعید ہستانی، تفسیر فاتحہ الکتاب مصنفہ ابن نور الدین رومی۔  
 تفسیر مصنفہ قبیلہ ابو عامر بن عقبہ سواہی۔ تفسیر المجدد مصنفہ ابی شجاع، تفسیر مصنفہ محمد بن ایوب  
 رازی، تفسیر مصنفہ مسلم الرازی۔ تفسیر المسعودی مصنفہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مروزی شافعی تلمیذ قتال  
 تفسیر مصنفہ سبب بن شریک، تفسیر مصنفہ ناصر بن منصور ابن ابی القاسم ۱۰۷ جلد تفسیر البیہی مصنفہ  
 ابوالحسن محمد بن قاسم الفقیہ۔ تفسیر مصنفہ ابو حذیفہ موسیٰ بن سعید، تفسیر واقفی مصنفہ حسن  
 ابن واقف، تفسیر مصنفہ ورق بن عمر، تفسیر مصنفہ یعقوب بن عثمان قرطبی۔ آقاۃ اللہ مصنفہ  
 یونس بن عمر حنفی۔ بحر الحقائق والمعالی تفسیر سبع المثانی مصنفہ نجم الدین ابی بکر عبد اللہ بن محمد  
 الشہیر بدایہ۔ بحر الدرر مصنفہ محمد الشہیر سبب بن معروف مکین فراہی۔ ینابیع مصنفہ امام یوسف بن  
 عبد اللہ لولوی اندخودی۔

اس باب میں تقریباً پانسو تفاسیر کے اسماء و حالات ہیں، باقی تمام دنیا میں کس کس ملک اور  
 کس کس زبان میں کتنے تفاسیر لکھی گئیں مجھے اس کا اندازہ نہیں، غالباً کوئی ملک ایسا نہیں کہ  
 جہاں قرآن مجید کی تفسیر تصنیف نہیں ہوئی۔ ایک کتاب میں نظر سے گزرا ہے کہ تیرہ سوین صدی  
 ہجری کے وسط تک تمام دنیا میں (۱۱۶۱) مکمل تفسیریں لکھی گئیں، غیر مکمل تفاسیر کا شمار نہیں۔



# الباب الثالث فی الرجال مفسرین و مصنفین قرآن اول

حضور خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خداوند ذوالجلال نے اپنے کلام ہدایت نظام فرقان جمید قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ اے نبی ہم نے یہ کلام تجھ پر اس لئے نازل کیا ہے کہ تو لوگوں کو خوب کھول کر سمجھا دے چونکہ مختلف طبیعت اور مختلف قابلیت کے لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا اس لئے حضور آیات کو سنا کر ان کی تشریح بھی فرماتے تھے، آپ کا مبارک کلام قرآن کی تفسیر ہوتا تھا، آپ کے کلام کو حدیث کہتے ہیں اسلئے قرآن کے سب سے پہلے مفسر حضور علیہ السلام اور قرآن کی پہلی تفسیر حدیث ہے۔

حضور علیہ السلام کے حالات میں ہر زمانہ، ہر ملک، ہر زبان میں اس قدر کتابیں تصنیف ہوئیں کہ ان کا شمار مشکل ہے۔ حضور علیہ السلام کے سوا دنیا میں کوئی ریفاء، کوئی بڑے سے بڑا آدمی ایسا نہیں ہوا جس کے حالات میں اس قدر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہوں اور جس کو ہر قوم، ہر فرقہ، ہر مذہب اور ہر ملک کے مصنفین نے سراہا ہو، حضور کے سوانح کی تحریر کا سلسلہ لاتناہی ہے، ہر سال دو چار کتابیں آپ کے واقعات کے متعلق شائع ہوتی رہتی ہیں،

ڈاکٹر، رگولیں کا قول ہے کہ محمد کے سوانح نگاروں کا ایک وسیع سلسلہ ہے جس کا ختم ہونا ناممکن ہے، لیکن اس میں جبکہ پانا قابل فخر چیز ہے،

مجھے فخر ہے اور میں شکر کرتا ہوں کہ میں حضور علیہ السلام کے سوانح نگار کا بیٹا ہوں اور میرا ارادہ ہے کہ والد ماجد مدظلہ کی مصنفہ سوانح عمری حیات النبی کو اضافہ کر کے دوبارہ شائع کروں گا۔

صغیم جلدوں میں بھی آپ کے حالات محصور نہیں ہو سکے اس مختصر کی کیا ہستی ہے، اگر آپ کے مقدس حالات کے متعلق کسی ایک امر کو لکھنا شروع کروں تو ایک خاصہ سالہ طیار ہو جائے،

وامان نگہ تنگ و گل حین تو بسیار پے گلچین بہار تو ز داماں گلہ دار

لیکن اس باب کے شروع کر سیکے لئے چند سطور کا لکھنا ضرور ہے، اس لئے مرنے اس قدر بیان پر

الکفار کرتا ہوں کہ۔

جب دنیا پر جہالت و ضلالت کی گھنٹاں گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں تو رب کریم نے آپ کو خلعت نبوت سے آراستہ فرما کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے ایسی اصلاح فرمائی کہ دنیا نو ہدایت سے متحرک ہو گئی، آپ کی حکیمانہ تعلیم اور حیرت انگیز کامیابی کا مخالفت و موافق تمام مورخین و مصنفین نے اعتراف کیا ہے، آپ سن ۱۵ میں پیدا ہوئے، ۱۷ ہجری میں وفات پائی، آپ کے والد ماجد کا نام عبد اللہ اور والدہ ماجدہ کا نام آمنہؓ تھا آپ مکہ میں پیدا ہوئے، اور مدینہ میں وفات پائی، چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے تریب ٹھسال کی سن میں واصل بحق ہوئے، کلام الہی آپ کی حیات طیبہ میں ضبط تحریر میں تمام و کمال آچکا تھا، آپ کے مقدس اقوال کا کثیر حصہ بھی قلمبند ہو چکا تھا۔

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضور علیہ السلام کے اصحاب کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی، ان میں سے تقریباً بھی محدث و فخر تھے، تمام اصحاب کی کوئی فہرست موجود نہیں جو حضرات زیادہ مشہور تھے ان کے حالات مصنفین نے قلمبند کئے ہیں، جن کی تعداد آٹھ ہزار کے قریب ہے، صحابہ کے اندر دس اصحاب تفسیر میں زیادہ مشہور تھے حضرت ابوبکر صدیق متوفی ۱۳ھ، حضرت عمر فاروق ۲۳ھ، حضرت عثمان غنی ۳۵ھ، حضرت علی رضی اللہ عنہ ۴۰ھ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ ابن زبیر ۴۳ھ، حضرت ابی بن کعب ۴۵ھ، حضرت زید بن ثابت ۴۵ھ، حضرت ابوسلمہ اشجری ۴۴ھ، ان حضرات کے اسماء، راقم سطور نے اسی ترتیب سے لکھے ہیں جس ترتیب سے متفقین لکھتے آئے ہیں، حضرات خلفاء اربعہ کی بہت سی سوانح عمریاں لکھی جا چکی ہیں دیگر حضرات کی سوانح عمریاں بھی لکھی گئی ہیں، اور کتب تاریخ میں ان کا مفصل تذکرہ ہے۔ والد ماجد مدظلہ نے تاریخ الفقہ میں اور راقم سطور نے تاریخ الحدیث میں ان حضرات کے حالات لکھے ہیں، اس لئے اب ان کے حالات کا لکھنا ضروری نہیں معلوم ہوتا، حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن عباس کے حالات مختصر طور پر لکھے جاتے ہیں۔ ازواج مطہرات میں علم تفسیر میں حضرت عائشہ صدیقہ متوفیہ ۵۸ھ و حضرت ام سلمہ ۶۳ھ زیادہ مشہور تھیں، ان کے حالات تاریخ الحدیث میں لکھے جا چکے ہیں اور انکی سوانح عمریاں بھی موجود ہیں۔

## حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

یہ چھٹے مسلمان تھے، غوث و جلوت میں رسول کریم کے پاس رہتے تھے، صحابہ میں یہ بڑے زیرک و ذی علم تسلیم کئے گئے ہیں، رسول کریم نے فرمایا ہے ابن مسعود سے حدیث سیکھو (ترمذی) اور فرمایا ہے کہ ابن مسعود میری امت کے لئے جو مسائل تجویز کرے میں اس پر رضا مند ہوں (کنز العمال) اور فرمایا ہے کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو ابن مسعود، سالم مولیٰ ابو حذیفہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب (بخاری) حضرت عمران کو خزینۃ العلم کہا کرتے تھے، حضرت حذیفہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طرز و روش میں قریب تر عبداللہ بن مسعود تھے،

حضرت مسروق تابعی کا قول ہے کہ میں نے صحابہ کو دیکھا تو تمام صحابہ کے علوم کا سرچشمہ ان چھ کو پایا علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، عمر بن الخطاب، زید بن ثابت، ابو الدرداء، ابی بن کعب اس کے بعد پھر دیکھا تو ان چھ کے علم کا خزانہ ان دو کو پایا۔ علی، ابن مسعود (اعلام المؤمنین) صحابہ میں ابن مسعود پہلے شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں کفہ کو علی الاعلان قرآن پڑھ کر سنایا۔ حضرت عمر نے ان کو کوفہ میں معلم اور قاضی مقرر کیا، حضرت عثمان کے عہد میں بھی اسی عہدہ پر رہے اور بیت المال کے خازن بھی رہے، جس طرح ان کے شاگردوں نے ان کے فتاویٰ اور مذہب فقہ لکھا ہے اس طرح دیگر اصحاب کے فتاویٰ اور مذاہب مرتب نہیں ہوئے (اعلام المؤمنین لابن قیم) ۳۲۷ عریں وفات پائی۔

علیقہ، اسود، مسروق، قیس بن ابی حازم ان کے خاص شاگرد تھے،

## حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

رسول کریم کے چچا زاد بھائی تھے، ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے، رسول کریم نے ان کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ اسکو دین میں فہم عطا فرما اور تفسیر سکھا، سلطان المفسرین، ترجمان القرآن، جبر الامت ان کے لقب تھے، حضرت عمر کے عہد میں اگرچہ یہ کم عمر تھے، مگر حضرت عمران سے مشورہ لیا کرتے تھے، اور آیات کی تفسیر دریافت کیا کرتے تھے، ابن عباس ایک دن حدیث، ایک دن تفسیر، ایک دن فقہ، ایک دن سیر و مخازی، ایک دن ادب، ایک دن تاریخ کا درس دیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان کے عہد خلافت میں فتوحات افریقہ میں جو کہ

حرب العبادہ مشہور ہے یہ اُس کے رکنِ اعظم تھے، جنگِ صفین میں سپہ سالار تھے۔ حضرت علی کے عہد میں بصرہ کے گورنر رہے، آخر عمر میں بصارت باقی رہی تھی۔ (۱) سال کی عمر میں طائف میں وفات پائی۔ ابوبکر محمد بن موسیٰ نے ان کے فتاویٰ کو بیس جلدوں میں جمع کیا۔

حضرت ابن عباس سے مختلف طرق سے تفسیر کی روایتیں ہیں ان میں زیادہ معتبر طریق معاویہ بن ابی صالح عن علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس ہے۔ امام بخاری نے اسی طریق کو اختیار کیا، ابوجعفر خامس متوفی ۱۷۲ھ نے اپنی کتاب تاریخ میں اور امام ابن جریر طبری وابن ابی حاتم و ابن المنذر نے اپنی تفاسیر میں ابوصالح ہی کے سلسلہ سے روایت کی ہے، اور اکثر محدثین نے اسی سلسلہ پر اعتناء کیا ہے،

کریب، ابوعبید، ابن ملیکہ، عمر بن دینار، عبید بن عمر، سعید بن مسیب متوفی ۱۷۲ھ و قاسم بن محمد متوفی ۱۷۲ھ و عبید اللہ بن عبد اللہ، سلیمان بن یسار متوفی ۱۷۲ھ۔ غزوہ بن زبیر متوفی ۱۷۲ھ و علی بن حسین الملقب امام زین العابدین متوفی ۱۷۲ھ و ربیع ابن منبہ متوفی ۱۷۲ھ نے بھی روایتیں کی ہیں۔

محمد بن سائب کلبی متوفی ۱۷۲ھ و محمد بن مروان بصری متوفی ۱۷۲ھ و مقاتل بن سلیمان متوفی ۱۷۲ھ کے سلسلے مجروح ہیں۔

صفاک بن مزاحم کوئی متوفی ۱۷۲ھ کا طریق منقطع ہے، وہ یہ ہے جویر عن ضحاک عن ابن عباس۔

قیس بن مسلم کوئی متوفی ۱۷۲ھ۔ عکرمہ مولیٰ ابن عباس متوفی ۱۷۲ھ، طاؤس بن کيسان یحانی متوفی ۱۷۲ھ ان کے سلسلے بھی صحیح ہیں۔

ابن جریر متوفی ۱۷۲ھ ایک سلسلہ اس طرح ہے۔ بکر بن ہبل و میاطی عن عبد الرحمن بن سعید عن موسیٰ بن محمد عن ابن جریر عن ابن عباس۔ یہ سلسلہ بھی مخدوش ہے،

ابن جریر سے محمد بن ثور متوفی ۱۷۲ھ و حجاج بن محمد متوفی ۱۷۲ھ کی روایت معتبر مانی گئی ہے۔ شبل بن عباد متوفی ۱۷۲ھ عن ابن ابی نجیح متوفی ۱۷۲ھ عن مجاہد عن ابن عباس رض۔

یہ سلسلہ قریباً بھٹکتا ہے،

قیس عن عطاء بن السائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس یہ سلسلہ بھی صحیح مانا گیا ہے۔

## تابعین و مفسرین رضی اللہ عنہم

تابعین میں ہزاروں محدث و مفسر ہوئے ہیں۔ بعض کا تذکرہ تاریخ الحدیث میں آچکا ہے، بعض کا یہاں لکھا جاتا ہے، باقی تمام تابعین مفسرین کی فہرست مرتب کرنا دشوار ہے،

### علقہ

علقہ بن قیس الخثعمی نام، رسول کے عہد میں پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت عبداللہ ابن مسعود و حضرت عثمان و حضرت علی وغیرہ اصحاب سے علم حاصل کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے تھے کہ میری معلومات علقہ سے زیادہ نہیں۔ امام شعبی کا قول ہے کہ بصرہ و کوفہ و شام و حجاز میں ان سے بڑھکر کوئی عالم نہ تھا، اصحابہ ان سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔ علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ علقہ ابن مسعود کے شاگردوں میں ممتاز تھے، علقہ ابن مسعود کے فضل و کمال کا نمونہ تھے (تہذیب)۔

حضرت ابن مسعود کے حالات میں لکھا جا چکا ہے کہ تمام اصحاب کا علم ابن مسعود اور علی میں محدود تھا، علقہ ان دونوں حضرات کے شاگرد تھے، اس لئے ان کے فضل و کمال کی جس قدر تعریف کی جائے بجا و درست ہے، ابراہیم نخعی ان کے خاص شاگرد تھے، ۶۲ء میں وفات پائی۔

### ابوالاسود

ظالم بن عمر بن سفیان نام، ابوالاسود کنیت، ان کا سلسلہ نسب کئی نہیں رسول کریم سے ملتا ہے یہ وبل بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ کی نسل سے ہیں اس لئے ان کا قبیلہ دولی اور دلی مشہور تھا، ہجرت سے سولہ برس قبل پیدا ہوئے، رسول کریم کی وفات کیسوقت (۶۲ء) سال کے تھے، ابو عبیدہ نے لکھا ہے کہ یصحابی تھے لیکن صحیح یہ ہے کہ حضور کے دیدار مبارک سے بحالت اسلام مشرف نہیں ہوئے کیذا تابعین میں سے ہیں۔

حضرت عمر کے عہد میں مدینہ آئے، عمر، علی، ابن عباس، ابو ذر وغیرہ اصحاب سے علم حاصل کیا، عمر عثمان علی ہر سہ خلفاء کے عہد میں ممالک کے والی رہے۔ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے محدث تھے، فقیہ تھے، دانشمند تھے، حاضر جواب تھے، علم نحو کے موجد تھے، دو تہذیب تھے، مغز تھے

کفایت شعار تھے، متقی تھے،

کفایت شعلی کی وجہ سے بخیل مشہور تھے، سر سے گنجے تھے اور گندہ دہنی کے مرض میں مبتلا تھے، حضرت علی نے جب ابن عباس کو بصرہ کا والی مقرر کیا تو ان کو میرنشی بنایا مگر دونوں میں موافقت نہ ہوئی اور انہوں نے ابن عباس کی شکایتیں لکھنا شروع کیں، اس پر حضرت علی و ابن عباس میں خط و کتابت ہوئی آخر ابن عباس ناراض ہو کر استعفی ہو گئے۔ حضرت علی نے ان کی جگہ ابو الاسود کو والی مقرر کیا اور ابو الاسود کی جگہ زیاد بن ابیہ (جو زیاد بن ابی سفیان مشہور ہے، عبید اللہ سپہ سالار شکر زید، قاتل امام حسین کا باپ) کا تقرر کیا، (عبد اللہ بن زیاد ابو الاسود کا شاگرد تھا)

ابو الاسود اور زیاد میں بھی موافقت نہ ہوئی، زیاد نے ان کی شکایتیں حضرت علی کو لکھیں لیکن حضرت علی نے ایک ٹٹنی، جب ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے زیاد کی ہجو لکھی، یہاں شاعر مشہور ہیں، ان کو حکومت کرنے ہوئے ایک ہی سال ہوا تھا کہ حضرت علی شہید ہو گئے۔ حضرت امام حسن نے ان کو بدعت قرار دیا، جب امیر معاویہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے کچھ عرصہ تک ان کو قائم رکھا پھر بسریں ارطاة کو والی بصرہ مقرر کیا۔

ابو الاسود نے ۳۴ھ میں وفات پائی انہوں نے حضرت عمر کے حکم سے قرآن مجید پر اعراب لگائے اور اس کے متعلق ایک سالہ لکھا، اور حضرت علی کے حکم سے قواعد نحو مدون کئے اور ایک سال لکھا

## ابراہیم بخنی

صیرفی الحدیث و فقیہ العراق لقب، بچپن میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، اسپران کے معاصرین ان سے رشک کیا کرتے تھے، (تذکرہ ذہبی)

حضرت زید ابن ارقم وغیرہ اصحاب کو بھی دیکھا تھا، علقمہ واسود سے علم حاصل کیا، صالح ستہ کے راوی ہیں حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ محدث تھے فقیہ تھے، صالح تھے، ثقہ تھے، حضرت سعید بن جبیر کہا کرتے تھے کہ لوگو تم مجھ سے فتویٰ لیتے ہو حالانکہ تم میں ابراہیم موجود ہیں (تہذیب الاسماء جلد اول)

تہذیب التہذیب میں ہے کہ ابراہیم تمام باتوں میں علقمہ کے منونہ تھے (یہ نسبت قابل فخر ہے کہ ابن مسعود کو رسول کریم کا منونہ کہا گیا، اور علقمہ کو ابن مسعود کا منونہ، اور ابراہیم بخنی کو علقمہ کا منونہ بتایا گیا، ابراہیم کے شاگرد حماد بن سلیمان تھے جنکو ابراہیم نے فقیہ العراق خطاب دیا۔ جن کے متعلق لکھا ہے،

تھا بن سلمان اعلم ناس بود بمذہب ابراہیم، (مصنف شرح موطا) اور حداد نے امام ابو حنیفہ کو اپنا جانشین کیا۔ ابراہیم کی روایت کو جبکہ وہ علقہ سے اور علقہ ابن سعد سے روایت کریں، اصرح الاسانید کہا گیا ہے (مختار)

۹۵ھ میں وفات پائی۔ حماد بن ابی سلیمان و امام ابو حنیفہ ان کے شاگرد تھے، ان کی خبر وفات سنکر امام شعی نے فرمایا کہ ابراہیم نے اپنا نظیر نہیں چھوڑا، جو ان سے زیادہ عالم و فقیہ ہو، اس پر ایک شخص نے دریافت کیا کیا امام حسن بصری اور امام ابن سیرین بھی، امام شعی نے کہا حسن بصری اور ابن سیرین ہی نہیں بصرہ، کوفہ شام و حجاز میں کوئی شخص ان سے زیادہ عالم نہیں رہا۔ ابراہیم کو یہ بھی فخر حاصل ہے کہ ان کے استاد علقہ و اسود بھی تابعی تھے، وہ خود بھی تابعی تھے ان کے شاگرد حماد بن ابی سلیمان بھی تابعی تھے، ان کے شاگرد کے شاگرد امام عظیم بھی تابعی تھے،

## سعید بن جبیر

حضرت ابن سعد و ابن عباس و ابن عمرو عدی بن حاتم طائی کے شاگرد تھے، عطاء بن ابی اہنہ ان کے شاگرد تھے، سعید بن جبیر نے خلیفہ عبد الملک بن مروان کی فرمائش سے تفسیر لکھی تھی، پچاس برس کی عمر تھی کہ حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں شہید کیا۔ حضرت ابن عباس کی خدمت میں کوئی استفتاء لیکر جاتا تو فرماتے کیا تمہارے یہاں سعید ابن جبیر نہیں جو مجھ سے پوچھتے ہو۔

## عکرمہ

حضرت ابن عباس کے مولیٰ اور شاگرد تھے، ۸۰ھ میں وفات پائی۔ ان کو حضرت ابن عباس نے نہایت محنت سے تفسیر سکھائی تھی، عباس بن مصعب مروزی کا قول ہے کہ ابن عباس کے تلامذہ میں عکرمہ تفسیر کے ربے بڑے عالم تھے، امام شعی کا قول ہے کہ عکرمہ سے زیادہ کوئی تفسیر کا جاننے والا نہ تھا ستادہ جو خود بڑے مفسر تھے ان کے کمال تفسیر کے معترف تھے، سعید بن جبیر اور عکرمہ نے بھی ان سے استفادہ کیا۔ عکرمہ جب تک بصرہ میں رہتے، امام حسن بصری فتویٰ نہ دیتے۔

## عنونی

عطیہ بن سعد بن جنادہ العنونی نام، ابن عباس و ابو ہریرہ کے شاگرد تھے، امام سفیان ثوری نے

ان کو ضعیف کہاہے، امام ترمذی نے ان کی روایات کی قین کا ہے۔ اکامیل بن ابی حاشدان کے شاگرد تھے، ۱۱۱ھ میں وفات پائی۔

## امام باقر

محمد بن ابوجعفر کنیت، باقر لقب، امام زین العابدین کے صاحبزادے تھے، بروز جمعہ صفر ۵۷ھ میں پیدا ہوئے حضرت جابر صحابی نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا، حضرت ابوہریرہ و حضرت ابو سعید خدری و حضرت ابن عباس اور اپنے والد کے شاگرد تھے، امام نہری، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری، امام اوزاعی ان کے شاگرد تھے، ۱۱۲ھ میں وفات پائی۔

## مجاہد

ابو الحجاج مجاہد بن جبر نام، ۱۱۲ھ میں پیدا ہوئے، ابن عباس، عائشہ، ام سلمہ، ابوہریرہ جابر کے شاگرد تھے، انہوں نے ابن عباس سے تیس مرتبہ قرآن کا دور کیا تھا، ہر آیت کو تفسیر و توضیح کے ساتھ یاد کیا تھا اور سناتا تھا۔ عکرمہ، عطاء، قتادہ ان کے شاگرد تھے، ان کی تفسیر کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے، ۱۲۳ھ میں وفات پائی۔

## جوہر

جوہر بن سعید الاندلی نام، حضرت انس سے روایت کرتے تھے، ان سے ثوری اور حماد ابن زید نے روایت کی ہے، یہ ضعیف راوی ہیں، بعض نے کذاب کہاہے، ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔

## علی بن ابی طلحہ ہاشمی

مجاہد کے شاگرد تھے، ثور بن یزید ان کے شاگرد تھے، ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔

## مقاتل

ابو الحسن مقاتل بن سلیمان الاندلی مروزی نام، (مرو ایک قصبہ ہے خراسان کے قریب یہ مرو کے رہنے والے تھے اسلئے مروزی کہلاتے ہیں، اس میں زخلات قیاس بڑھائی گئی ہے جیسے لڑکے باشندوں کو رازی کہتے ہیں) ضحاک و مجاہد کے شاگرد تھے، ان کو ضعیف کہا گیا ہے ۱۲۵ھ میں وفات پائی، علی بن الجعد و ابن عیینہ ان کے شاگرد تھے،

## ابو روق ہمدانی

عطیہ بن الحارث کو فی نام، حضرت انس کے شاگرد تھے، امام سفیان ثوری ان کے شاگرد تھے ان کی تفسیر ایک جلد ہے، قریب صحبت ہے سن وفات تحقیق نہیں ہوا۔



## ابو مالک

غزوۃ النخارہ الکوفی نام، حضرت ابن عباس و حضرت عمار بن یاسر کے شاگرد تھے،  
سید بن کبیل ان کے شاگرد تھے۔ سن وفات تحقیق نہیں ہوا۔

مسروق بن الابدع متوفی ۳۵ھ - مرہ ہمدانی ۳۵ھ - ابو الحالیہ راجی ۳۱ھ -  
اسود بن یزید ۳۹ھ - ضحاک بن مزاحم ۳۵ھ - طاؤس بن کيسان ۳۶ھ - حسن بصری ۳۸ھ  
عطاء بن ابی رباح ۳۲ھ - قتادہ بن دعانہ ۳۵ھ - محمد بن کعب قرظی ۳۲ھ - عطاء بن دینار ۳۲ھ  
امیئل بن عبد الرحمن سدی ۳۵ھ - عبد اللہ بن ابی بنجیح ۳۱ھ - عطاء بن ابی سلم (یا ابی سلم)  
خراسانی ۳۵ھ - عطاء بن السائب ۳۲ھ - زید بن سلم ۳۶ھ - ربیع بن انس ۳۸ھ - محمد  
ابن السائب کلبی ۳۶ھ - ابن جریج ۳۶ھ - محمد ابن اسحاق بن یار ۳۵ھ - عمر بن راشد ۳۵ھ  
ابو جعفر رازی ۳۵ھ - شعبہ بن الحجاج ۳۵ھ - سفیان ثوری ۳۶ھ بھی اس عہد کے مشہور ترین  
مضعفین میں سے تھے، محمد بن سائب کلبی و مقاتل بن سلیمان یہ ضعیف راوی ہیں، ان حضرات  
میں سے اکثر کے حالات فقیر نے تاریخ الحدیث میں لکھے ہیں۔

## رجال متن ثانی

### امام کسائی

ابو الحسن علی بن حمزہ کسائی بن عبد اللہ بن بہن بن فیروز نام - خلیفہ ہارون رشید کے صاحب  
تھے، فن قرأت کے امام تھے، قرآن سجدہ میں سے تھے، امام حمزہ کوئی کے شاگرد تھے، ابو عمر حفص ان کے  
شاگرد تھے، ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔

### شیخ ابو حنیفہ دینوری

ابو حنیفہ احمد بن داؤد بخوی لغوی ۳۵۰ھ میں وفات پائی، ابو حنیفہ بہت سے گذرے ہیں  
اس کنیت کے سوا اشخاص کے نام تو والد ماجد مدظلہ نے تاریخ الفتن میں لکھے ہیں، ایک ابو حنیفہ مرجہ  
مذہب کا بھی تھا۔ حضرت شیخ عبد القادری جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی خدمت کی ہے، بعض گمراہ فرقے  
والے ابو حنیفہ دینوری و ابو حنیفہ مرجہ کے اقوال کو امام اعظم ابو حنیفہ کی طرف منسوب کر کے دھوکہ دیتے  
ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی خدمت شیخ عبد القادری جیلانی نے بھی کی ہے، ایک ابو حنیفہ نعمانی  
بھی گذرے ہیں لہذا جب تک یورپہ ابو حنیفہ نعمانی بن ثابت کوئی نہ اس وقت تک کسی قول پر اعتماد نہ کرے۔

## ۸۰ الفریابی

محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی نام یونس بن ابی اسحاق کے شاگرد تھے، امام احمد اور امام بخاری نے ان سے روایت کی ہے، ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔  
شیخ ابو نعیم مویج ۱۸۲ھ - امام مالک ۱۸۹ھ - شیخ عبدالرحمن بن زید بن اسلم ۱۸۲ھ -  
شیخ حجاج بن محمد ۱۸۶ھ - شیخ محمد بن ثور ۱۹۰ھ - شیخ وکیع الجرجی ۱۹۰ھ - شیخ سفیان بن عیینہ ۱۹۰ھ - شیخ عبداللہ بن وہب ۱۹۹ھ - شیخ حشیم بن بشیر ۱۹۹ھ - امام شافعی ۲۰۴ھ - شیخ روح بن عبادہ ۲۰۴ھ - شیخ زید بن ہارون ۲۰۴ھ - شیخ ابو عبیدہ بن عمر بن المثنیٰ مصری ۲۰۴ھ - شیخ عبدالرزاق بن ہمام صغانی ۲۰۴ھ - شیخ آدم بن ابی ایاس ۲۰۴ھ - شیخ مسدد بن داؤد ۲۰۴ھ -  
بھی اس عہد کے مشہور مفتیین میں سے ہیں۔ ان حضرات میں سے اکثر کے حالات تاریخ الحدیث میں لکھے جا چکے ہیں۔

## رجال متن ثالث

### شیخ ابن ابی شیبہ

عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ نام، شیخ عبداللہ بن مبارک سے روایت کرتے تھے، ان سے امام بخاری و مسلم نے روایت کی ہے، صاحب سند ہیں۔ ۲۲۵ھ میں وفات پائی۔

### شیخ ابن راہویہ

اسحاق بن ابراہیم نام۔ شیخ فضیل بن عیاض، و شیخ فضل بن دکین کے شاگرد تھے، شیخ عبداللہ بن مبارک سے بھی روایت کرتے تھے، ان سے شیخ یحییٰ بن جہین نے روایت کی ہے، امام بخاری بھی ان کے شاگرد تھے، صاحب تصنیف تھے (۷۷) سال کی عمر میں ۲۲۵ھ میں وفات پائی۔

### شیخ عبد بن حمید

صاحب تفسیر و مسند کبیر ہیں۔ شیخ زید بن ہارون سے روایت کرتے تھے، ان سے عمر بن بحر نے روایت کی ہے۔ ۲۲۵ھ میں وفات پائی۔

شیخ علی بن مدینی متوفی ۲۲۲ھ - شیخ ابی روان عبدالملک بن حبیب متوفی ۲۳۸ھ - شیخ ابوالحسن علی بن حجر سعدی ۲۳۲ھ - شیخ ابو حاتم ہبل بن محمد ۲۳۸ھ - امام بخاری ۲۵۶ھ - بھی اس عہد کے مشہور مفتیین میں تھے۔ ان میں سے بعض حضرات کے حالات تاریخ الحدیث میں لکھے جا چکے ہیں۔

# رجال عہد اختلافی

## امام ابن جریر طبری

ابو جعفر ابن جریر نام ۲۴۴ھ میں پیدا ہوئے، شیخ اسماعیل بن موسیٰ مدی سے روایت کرتے تھے، ان سے طبرانی نے روایت کی ہے، مجتہد صاحب مذہب تھے، ان کا مذہب ۳۵۴ھ تک چل کر معدوم ہو گیا۔ کثیر التصانیف مشہور مفسر و مؤرخ ہیں صاحب تفسیر و تاریخ ہیں ۳۵۴ھ میں وفات پائی ایک ابن جریر طبری فرقہ کرا میں بھی گذرا ہے وہ بھی صاحب تفسیر و تاریخ ہے، دونوں میں صرف سنین ولادت و وفات میں فرق ہے بعض لوگ اس با بن جریر کے اقوال امام ابن جریر کی طرف منسوب کر کے دہو کر دیتے ہیں۔

کوہستان شام میں ایک فرقہ جریری مشہور ہے، بعض کہتے ہیں کہ وہ امام ابن جریر کا مقلد ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ ابن جریر کرامیہ کا پیرو ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

امام ابن ماجہ متوفی ۲۴۳ھ۔ شیخ ابوسعید کندی متوفی ۲۴۵ھ۔ شیخ ابو عبد الرحمن بن یوسف قاضی البواحتی اسماعیل ۲۵۲ھ۔ شیخ ابواسحاق ابراہیم ۲۵۵ھ۔ شیخ ابوالجاس احمد ۲۵۹ھ۔ شیخ ابراہیم نسفی ۲۹۲ھ۔ شیخ البواحتی ابراہیم نیشابوری ۳۳۳ھ۔ شیخ ابوالحسن علی قمی ۳۵۲ھ۔ شیخ محمد بن یزید ۳۵۶ھ۔ شیخ ابوبکر بن محمد ۳۵۸ھ۔ بھی اس عہد کے مشہور مفسرین میں سے ہیں

## رجال صدی چہارم

### شیخ ابن المنذر

ابوبکر محمد بن ابراہیم نیشابوری نام۔ شیخ الحرم لقب، کثیر التصانیف ہیں۔ زیادہ مشہور لاشراً فی مسائل الخلاف، المبسوط و کتاب السنن، کتاب التفسیر ہیں ۳۱۵ھ میں وفات پائی۔

### شیخ ابن ابی حاتم

عبد الرحمن بن محمد بن ابومحمود بن ابی حاتم التیمی الحظلی نام، اپنے باپ کے شاگرد تھے، ان کا ایک ضخیم سند ہے، اور ایک تفسیر چار جلدوں میں ہے ۳۲۲ھ میں وفات پائی۔

شیخ ابوالقاسم عبدالکبیر متوفی ۳۱۹ھ - شیخ ابوالحسن علی اشعری ۳۲۰ھ - شیخ ابوالحسن  
ابراہیم ۳۲۱ھ - شیخ محمد بن بحر ۳۲۲ھ - شیخ ابراہیم بن یزید ۳۲۵ھ - شیخ ابی بکر محمد بن عزیز  
سجستانی ۳۳۰ھ - شیخ ابوالقاسم عمر ۳۳۲ھ - شیخ ابو جعفر احمد ۳۳۶ھ - شیخ ابو محمد فاسم ۳۳۷ھ  
شیخ محمد بن ۳۳۸ھ - شیخ عبداللہ بن جعفر ۳۳۹ھ - شیخ ابوبکر محمد ۳۴۰ھ - شیخ ابی نصر منصور  
۳۴۱ھ - شیخ احمد بن محمد ۳۴۳ھ - شیخ ابن حبان ۳۴۴ھ - شیخ ابو منصور محمد ۳۴۵ھ - شیخ ابوبکر  
احمد ۳۴۶ھ - شیخ ابی الیث ۳۴۷ھ - شیخ ابو محمد عبداللہ بن عطیہ ۳۴۸ھ - شیخ ابوالحسن علی ۳۴۹ھ  
شیخ محمد بن علی ۳۵۰ھ - شیخ ابی الحسن علی ۳۵۱ھ - شیخ ابواللال ۳۵۲ھ - شیخ خلف بن احمد ۳۵۳ھ  
شیخ ابوالفرج احمد ۳۵۴ھ بھی اس عہد کے مشہور مغیرہ گذرے ہیں۔

رجال صدی پنجم  
شیخ ابن مردویه

ابو بکر احمد بن موسیٰ اصفہانی نام۔ اُن کی چند تصانیف ہیں تفسیریں اکثر غیر معتبر روایات ہیں جو ابن عباس کی طرف منسوب ہیں۔ مسلمہ میں وفات پائی۔

شیخ ابوالحسن

ابو الحسن علی بن ابراہیم جو فی نحوی نام۔ ان کی تفسیر کا نام البرہان فی تفسیر القرآن ہے، جس میں ہے اس میں اعراب و غریب و تفسیر ہے، ۱۰۰۰۰ میں وفات پائی۔

شیخ عبدالرحمن بن محمد قطیس متوفی ۴۲۰ھ۔ شیخ ابو عبدالرحمن محمد ۴۰۶ھ۔ شیخ ابن خورک ۴۰۶ھ۔ شیخ ابوالقاسم ۴۰۶ھ۔ شیخ ابی عبدالرحمن البسی ۴۰۶ھ۔ شیخ ابوالحاق ۴۰۶ھ۔

شیخ الرئیس ابوعلی بن سینا ۴۰۶ھ۔ شیخ عبدالقادر بن طاہر ۴۰۶ھ۔ شیخ اسماعیل بن احمد ۴۰۶ھ۔ شیخ ابی العباس احمد ۴۰۶ھ۔ شیخ شمس الدین الدناری ۴۰۶ھ۔ شیخ ابی ذر ۴۰۶ھ۔

شیخ ابو محمد کی ۴۰۶ھ۔ شیخ ابو عید اللہ جوینی ۴۰۶ھ۔ شیخ ابی الفتح سلیم ۴۰۶ھ۔ شیخ ابوالحلالہ احمد ۴۰۶ھ۔ شیخ ابوالحسن اوردی ۴۰۶ھ۔ شیخ ابی بکر عتیق ۴۰۶ھ۔ شیخ ابوبکر احمد بن جی ۴۰۶ھ۔

شیخ ابوسعید محمدؒ ۴۵۹ھ - شیخ ابو عمر یوسفؒ ۴۶۳ھ - شیخ ابوالقاسم عبدالکریمؒ ۴۶۵ھ -  
 شیخ ابی الحسن علیؒ ۴۶۹ھ - امام شافعیؒ ۴۸۴ھ - شیخ ابو عمر یوسفؒ ۴۸۴ھ - شیخ عبدالقادر  
 جرجانیؒ ۴۸۴ھ - شیخ ابی معشر عبدالکریمؒ ۴۸۴ھ - امام الحرمین ابوالعالیؒ ۴۸۸ھ - شیخ ابی یوسف  
 عبدالسلامؒ ۴۸۳ھ - شیخ عبدالبنیؒ ۴۸۵ھ - شیخ ابو عبداللہ سیدمانؒ ۴۹۲ھ - امام حسینؒ ۴۸۵ھ  
 شیخ ابو محمد شیرازیؒ ۴۸۵ھ - شیخ ابی بکر عبدوسؒ ۴۸۵ھ بھی اس عہد کے مشہور تفسیر تھے۔

## رجال صدی ششم امام غزالی

ابو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی نام - مشہور ائمہ اسلام میں سے تھے، کثیر التصانیف تھے، اہل  
 تفسیر یاقوت التاویل (۴۰) جلدوں میں ہے۔ ۵۰۵ھ میں وفات پائی۔  
 ایک شخص محمود غزالی مغزلی تھا۔ اس کی بھی تفسیر ہے، اکثر اہل باطل اس محمود غزالی کے اقوال  
 امام غزالی کی طرف منسوب کر کے دہوکہ دیتے ہیں۔

## امام بغوی

امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن سعید الفراء البغوی الشافعی نام، ان کی تفسیر معالم التنزیل  
 تفسیر سلف کی جامع ہے، حدیثیں اپنی سند سے لائے ہیں لیکن بعض بے اصل قصے بھی نقل کر  
 ہیں۔ شیخ تاج الدین ابوالنضر عبدالولہ اب بن محمد حسینی المتونی ۵۸۵ھ نے ان کی تفسیر کا اختصار کیا  
 ۵۸۵ھ میں وفات پائی۔

## شیخ ابوالقاسم

ابوالقاسم محمود بن عمر نخشری نام، جابر اللہ لقب خوارزم ضلع نخشہ کے باشندے تھے، عربیہ  
 کہن مکہ معظمہ میں مقیم ہے، اس نے جابر اللہ لقب ہوا۔ چار شنبہ ۲۷۰ رجب ۴۶۷ھ میں پیدا ہوئے۔  
 شیخ ابونعیم اصفہانی و شیخ ابوالحسن علی بن نظرفیثا بوری سے علم حاصل کیا۔ ایسے متبحر فاضل تھے  
 کہ ادب، فقہ، مناظرہ، نحو وغیرہ تمام علوم میں صاحب کمال تسلیم کئے گئے۔ یہ مغزلی تھے مگر فروعی  
 مسائل میں امام ابوجنیفہ کی تقلید کرتے تھے، مختلف علوم و فنون کے متعلق ان کی تصانیف ہیں۔

ان کی تفسیر کشف بہت مشہور ہے،

علامہ احمد بن محمد موفق الدین خطیب خوارزم المتونی ۵۹۰ھ و شیخ محمد بن ابوالقاسم زین

ان کے شگرد تھے،

ایام طالب علمی میں ان کا ایک پیرکٹ گیا تھا۔ اسکی جگہ لکڑی کا پیر لگاتے تھے۔ ۵۳۰ھ ہجری میں وفات پائی۔

## شیخ ابن العسری

قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ معروف ابن العسری امام غزالی کے شاگرد تھے، تقریبات میں کتابیں ان کی تصنیف سے ہیں، ایک تفسیر ہے حسا کا نام انوار الفجر ہے (۸۰) جلدوں میں ہے، ۵۳۳ھ میں وفات پائی۔

## شیخ ابوالفرح

عبدالرحمن بن علی جوزی نام شہور محدث تھے، علم حدیث کی تصانیف میں انہوں نے حیث کی کہ موضوعات کو علیحدہ جمع کر دیا۔ مگر اس میں استقدر شدو کیا کہ بڑے بڑوں پر تصانیف کو لگے۔ اس لئے بعض علمائے ان کی تردید بھی کی۔ کثیر تصانیف تھے، تفسیر کے متعلق ان کی کئی تصانیف ہیں ۵۹۴ھ میں وفات پائی۔

تلحہ القراء برلمان الدین تولوی متوفی ۵۱۵ھ۔ شیخ حسن بن فتح ہمدانی ۵۱۵ھ۔ شیخ ابوالحسن علی ۵۱۵ھ۔ شیخ ابوالقاسم عبداللہ ۵۱۶ھ۔ امام عبداللہ ۵۱۵ھ۔ قواد السنۃ امام ابوالقاسم ۵۲۵ھ۔ شیخ ابوالحسن علی باقوی ۵۳۵ھ۔ شیخ ابی الفیض نجم الدین ۵۳۴ھ۔ شیخ عبد ابن حسین ۵۳۹ھ۔ شیخ ابوالحسن علی بن عراق ۵۳۹ھ۔ شیخ ابومحمد عبدالحق ۵۳۲ھ۔ شیخ ابوبکر محمد بن عبداللہ ۵۴۳ھ۔ شیخ ابوالحسن اسود ۵۴۴ھ۔ شیخ محمد بن عبدالرحمن ۵۴۲ھ۔ شیخ ابی العباس احمد ۵۵۵ھ۔ شیخ نجم الدین ابوالقاسم ۵۵۳ھ۔ شیخ علی محمد بن عبدالصمد بخاری ۵۵۸ھ۔ شیخ علی بن محمد ۵۶۱ھ۔ شیخ محمد بن ابی القاسم ۵۶۲ھ۔ شیخ نصر بن علی ۵۶۵ھ۔ شیخ ابوالحسن شمس بادین ۵۶۵ھ۔ شیخ ابی عبداللہ بن ظفر ۵۶۷ھ۔ شیخ برلمان الدین ۵۶۹ھ۔ شیخ ابوالظفر محمد ۵۶۹ھ۔ شیخ ابی الحسن علی بن عبداللہ ۵۷۷ھ۔ شیخ ابوجعفر ظہیر الدین ۵۷۵ھ۔ شیخ ابوالقاسم عبدالرحمن ۵۸۱ھ۔ شیخ ناصر الدین عالی ۵۸۲ھ۔ امام ابوالظفر احمد ۵۸۶ھ۔ شیخ ابی جعفر محمد ۵۸۸ھ۔ شیخ ابوالخیر احمد ۵۹۰ھ۔ شیخ عبد المنعم ۵۹۴ھ۔ شیخ ظہیر الدین ۵۹۵ھ۔ شیخ اسعد کے شاگرد مفسر گذرے ہیں۔

# رجال صدی ہفتم

## امام رازی

ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی نام فخر الدین لقب، ۵۵۴ھ میں یس میں پیدا ہوئے اپنے والد اور شیخ محمد الدین جنبی شاگرد امام غزالی سے علم حاصل کیا۔

امام رازی ابتدا میں تنگدست رہے پھر ان کے لڑکوں کی شادی ایک سوداگر کی لڑکیوں سے ہو گئی سوداگر کے کوئی اولاد نہ رہی تھی اسی طرح تمام دولت امام صاحب کے گھر آ گئی۔

امام صاحب ہرات گئے تو سلطان جبین نے خود استقبال کیا۔ امام صاحب کے پاس دور و دراز کثرت سے طالب علم آتے تھے، تین ہوشاگرد ہر وقت ساتھ رہتے تھے، شیخ زین الدین الکشی، شیخ ابوبکر ابراہیم بن ابوبکر اصفہانی، شیخ قطب الدین مصری، شیخ شہاب الدین نیشابوری ان کے خاص شاگرد تھے، امام صاحب کی سولہ تصانیف کا تذکرہ تو میں نے دیکھا ہے، جو مختلف علوم و فنون پر ہیں، زیادہ شہور تفسیر مفتاح النبیل المعروف تفسیر کبیر ہے، اس میں ہر غریب کو جمع کیا ہے۔ اور علوم عقلیہ و نقلیہ کی بحثیں ہیں۔ عجیب غریب مفید تفسیر ہے، سید رضی نے شہاب کی شرح شفا سے نقل کیا ہے کہ امام صاحب تفسیر پوری کرنے میں پائے، سورہ انبیاء تک لکھ سکے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔ شیخ غم الدین احمد بن محمد قمی نے سنہ ۱۲۷۴ھ میں اس کی تکمیل کی اور علماء نے بھی اس کی تکمیل و تفسیر کی امام صاحب نے ہرات میں ۷۸۰ھ میں وفات پائی۔

## شیخ اکبر ابن عربی

محمد بن علی بن احمد نام لقب محی الدین، عرف شیخ اکبر ابن عربی مرتبہ علاوہ اندلس میں ۵۶۱ھ میں پیدا ہوئے (اندلس کے علاقہ میں ایک بزرگ شیخ ابوبکر گذرے ہیں وہ بھی ابن عربی مشہور ہیں ۷۸۰ھ میں وفات پائی۔ شیخ اکبر اور ان کے درمیان مابہ لا تنبیذ یہ ہے کہ اگر ابن عربی بغیر الف لام کے ہو تو شیخ اکبر مراد ہیں اور اگر ابن العربی مع الف لام کے ہو تو شیخ ابوبکر مراد ہیں) شیخ ابن الشکوال شیخ ابن زرقون وغیرہ سے علم حاصل کیا، شیخ ابن عساکر و شیخ ابن جوزی اور دیگر محدثین سے بھی سند حدیث حاصل کی ہے، ۵۹۹ھ میں حج کیا، پھر مصر و شام و عراق وغیرہ میں سفر کرتے رہے، افادہ و استفادہ فرماتے رہے، قونیہ ہو کر کربلا گیا، ۵۹۹ھ میں شیخ ابومدین بخاری

و شیخ جمال الدین بن یونس بن یحییٰ قصاصہ سے علم باطنی حاصل کیا، شیخ کی تصانیف کی تعداد بڑی انہر  
 میں (۲۷۷) لکھی ہے انہیں ایک تفسیر کلان چھ جلدوں میں ہے سورہ کہف تک، ایک تفسیر خور و کل دو  
 جلدوں میں ہے، ان کی تصانیف میں زیادہ مشہور فتوحات مکیہ اور قصص الحکم ہیں، فتوحات کا اختصار  
 شیخ عبدالوہاب شعرانی ۹۷۳ھ نے کر کے الواقع الانوار القدسیہ نام رکھا، پھر اس کا اختصار کر کے  
 کبریت احمد نام رکھا، بعض فتنہ پردازوں نے شیخ کی تصانیف میں تحریف کی ہے چونکہ پریس مطابع نے  
 اس لئے شریوں کا یہ داؤں چل گیا بعض ایسے عقائد و مسائل شیخ کی طرف منسوب کر دیئے جو ان کے  
 مسلک اور مذہب اہل سنت کے خلاف تھے، ان کی بڑی تفسیر میں بھی یہی کارستانی ہوئی ہے،  
 علامہ شعرانی نے کبریت میں اس قسم کے مسائل کو نہیں لیا ہے اور لکھا ہے کہ میں نے ایک نسخہ فتوحات کا  
 شیخ شمس الدین سید محمد بن سید ابوالطیب بخربا کے پاس دیکھا جو شیخ اکبر کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا،  
 اس میں اس قسم کے مسائل نہ تھے، اس لئے فتوحات کا مطالعہ کرنے والوں کو کبریت کا مطالعہ ضرور  
 قصص الحکم کی ۳۷۷ علما و فضلاء نے شرحیں لکھی ہیں، امین مولانا صدیق الدین قولوی ۱۲۹۷ھ، مولانا  
 عبدالرحمن جامی ۱۲۹۷ھ، میر علی مہارکھی ۱۳۳۵ھ، خواجہ پارسی ۱۳۲۲ھ، شیخ کمال الدین نیکانی  
 ۱۳۷۷ھ، امیر کبیر سید علی ہمدانی ۱۳۷۷ھ، شیخ ابن عربی نے ربیع الاول ۱۳۷۷ھ میں وفات  
 پائی، شیخ کے مخالف بھی بہت تھے اور مؤید بھی بہت تھے، شیخ کی تائید میں (۱۳) علما و فضلاء نے  
 کتابیں لکھی ہیں، انہیں امام جلال الدین سیوطی، شیخ عبدالوہاب شعرانی، امام عبداللہ یاضی ۱۳۵۷ھ  
 فیروز آبادی صاحب قاموس، حافظ ابن حجر عسقلانی بھی ہیں۔

### قاضی بیضاوی

ابوسعید ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاوی نام، شافعی المذہب، شیراز کے قاضی تھے  
 آخر عمر میں ترک منصب کر کے شیخ محمد بن محمد تھانی کی خدمت میں رہے، شیخ کے ایمان سے تفسیر لکھی،  
 ان کی تفسیر مشہور و مقبول ہے، اس تفسیر میں اعراب معانی و بیان کے متعلق جو کچھ ہے وہ تفسیر کشاف  
 کی اور جو حکمت و کلام سے متعلق ہے وہ تفسیر کبیر کی، اور جو مشتقاق و غوامض و حقائق و لطائف  
 و اشارات ہیں وہ تفسیر راغب کی تلخیص ہے، ان سب پر اپنی طرف سے وجوہ معقولہ و تصرفات منقولہ  
 کا اضافہ کیا ہے یہ امر قابل غور ہے کہ فضائل سوریہ میں ضعیف و موضوع روایات بھی لئے ہیں  
 ۶۹۲ھ میں وفات پائی۔

شیخ علم الدین متوفی ۶۲۷ھ، شیخ ابوالسعاد مبارک ۶۷۷ھ، شیخ ابو محمد زور بھانی ۶۷۷ھ



شیخ سرفق الدین ۶۷۰ھ - شیخ ابوالحسن علی ۶۱۵ھ، شیخ ابو عبد اللہ محمد ۶۱۵ھ، شیخ نجم الدین ۶۱۸ھ، شیخ ابن بربان ۶۲۷ھ - شیخ ابی محمد جمال الدین ۶۲۳ھ، شیخ شہاب الدین ہرودی ۶۳۲ھ - شیخ علم الدین سخاوی ۶۱۲ھ، شیخ قاسم بن محمد ۶۲۳ھ - شیخ نجم الدین بشیر ۶۲۷ھ، شیخ کمال الدین ۶۵۱ھ - شیخ ابی سعد حسن ۶۵۲ھ - شیخ ابو المظفر شمس الدین، شیخ ابن ابی الاصم ۶۵۳ھ، شیخ ابو الفضل شرف الدین ۶۵۵ھ - شیخ غزال الدین عبد الرزاق ۶۶۱ھ، شیخ غزال الدین بن عبد السلام ۶۶۲ھ - شیخ محمد بن علی انصاری ۶۶۲ھ، شیخ ابی عبد اللہ محمد ۶۶۲ھ، شیخ صدر الدین ۶۶۲ھ، قاضی تقی الدین ۶۶۸ھ، شیخ سرفق الدین ۶۶۸ھ - شیخ ناصر الدین احمد معروف ابن سنیر ۶۶۳ھ - شیخ برہان الدین محمد ۶۶۶ھ - شیخ برہان الدین ابی المعالی ۶۶۹ھ، شیخ سید الدین ۶۶۹ھ - شیخ عبد اللطیف ۶۶۹ھ - سید اکل ۶۶۹ھ، شیخ ابو عبد اللہ جمال الدین ۶۶۹ھ بھی اس عہد کے مشہور تھے۔

## رجال صدی شہم شیخ مسعود

شیخ مسعود تفتازانی نام، سعد اللہ لقب، ماہ صفر ۷۲۲ھ میں تفتازان (نواح خراسان میں ایک تحصیل) میں پیدا ہوئے۔  
شیخ قطب الدین رازی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ زبان میں کسی قدر لکنت تھی، ماہر علوم وفنون تھے، ان کے درس میں دور دور سے طالب علم آ کر شریک ہوتے تھے، کم عمری ہی میں تصنیف و تالیف کا شوق تھا، ان کی سب سے پہلی تصنیف جو عمر ۱۵ سال مدون کی شرح زبانی ہے، جو ۷۲۷ھ کی تصنیف ہے، بعض نے ان کو حنفی بعض نے شافعی لکھا ہے لیکن ان کی تمام اولاد شافعی المذہب تھی اس لئے گمان غالب ہے کہ یہ بھی شافعی ہوں گے، تیمور لنگ کی مجلس علمی کے صدر تھے، سید شریف جرجانی سے ان کی معاصرانہ نوک جھونک رہتی تھی، دو شنبہ ۲۲ محرم ۷۹۲ھ میں سمرقند میں وفات پائی، ان کی لاش سمرقند سے سرخس کو منتقل کی گئی، ان کی بہت سی تصانیف مختلف علوم وفنون پر ہیں سب آخری تصنیف شرح تفسیر کشاف ہے جس کو ۷۸۹ھ سے شروع کیا اور ناما تام چھوڑ گئے۔  
تفتازانی کے بعد ان کا بیٹا محمد، بادشاہ تیمور کا درباری عالم مقرر ہوا۔ پھر ان کا پوتا قطب الدین

فتنازانی کے شاگردوں میں زیادہ شہور شیخ برہان الدین متوفی ۸۳۲ھ تھے، انہوں نے فتنازانی کی شرح کثافت کا حاشیہ لکھا ہے جس میں سید شریف جرجانی کے ان اعتراضات کے جواب دیئے ہیں جو سید فتنازانی پر کئے ہیں۔

علاء الدین بن علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی معروف صوفی خازن، ۲۵۰ھ میں وفات پائی  
ان کی تفسیر کا نام اللباب فی معانی التشریحی حروف تفسیر خازن ہے، یہ چار جلدوں میں ہے تفسیر غوثی  
کا مختص ہے بعض فوائد و شروح غریبہ غیرہ کا اضافہ کیا ہے، مسائل فرعیہ فقہیہ بہت زیادہ ہیں،  
بعض قصص و روایات ضعیف بھی ہیں۔

ابو عبد اللہ قطب الدین محمد بن محمد زمام، رسے کے رہنے والے تھے، شیخ عضد الدین کے شاگرد تھے، حنفی المذہب اور کثیر التصانیف تھے، ان کی تصانیف میں زیادہ مشہور شرح حاوی کبیر چار جلد، شرح اشارات، قطبی، حاشیہ تفسیر کشف، سورہ طہ تک، شرح مطالع زیادہ مشہور ہیں، ان کے شاگردوں میں ان کا غلام مبارک شاہ منطق زیادہ مشہور تھا، سید شریف جرجانی نے بھی مبارک شاہ کی شاگردی کی ہے۔ شیخ قطب الدین رازی نے ۲ ذیقعدہ ۷۶۶ھ وفات پائی۔

جمال الدین بن محمد بن محمد بن امام خضر الدین رازی نام، یہ حنفی المذہب تھے، قصر ابيض (ایک موضع کا نام) میں پیدا ہوئے، اس لئے اقطرئی شہور ہوئے، موضع قرمان کے مدرسہ سنی سلسلہ کے صدر مدرس تھے، مہتمم مدرسے یہ شرط لگائی تھی کہ جو عالم صحاح جوہری (جو تاج اللغة اور صحاح العربیہ بھی شہور ہے، علم لغت کی نہایت ضخیم کتاب ہے علامہ ابوالفراس عمیل بن عماد جوہری متوفی ۹۹۳ھ کی تصنیف ہے) کا حافظ ہو، وہ اس مدرسہ کا صدر مدرس ہو، اقطرئی کے سوا کوئی صحاح جوہری کا حافظ نہ نکلا اس لئے یہ صدر مدرس بنائے گئے۔ ان کے درس میں طلباء کا

مجموع رہتا تھا، ان کی تصانیف میں زیادہ مشہور حاشیہ کثافات اور اقصائی شرح موقوفین، سنہ ۸۰۴ھ میں یا اس سے کچھ آگے سچے وفات پائی۔

### حافظ ابن کثیر

ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر القرطبی نام، حافظ ابن کثیر لقب، شافعی المذہب تھے۔  
اول ان کا خاندان بصرہ میں تھا پھر دمشق کو منتقل ہوا۔ حافظ ابن کثیر سنہ ۶۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔  
سات برس کی عمر میں یتیم ہو گئے۔ اور بھائی کے ساتھ دمشق میں اگر تحصیل علم میں مشغول ہوئے  
شیخ ابن عساکر اور حافظ ابن تیمیہ وغیرہ بہت ائمہ سے علم حاصل کیا، حافظ فزی سے بھی استفادہ  
کیا، حافظ نے اپنی لڑکی کا ان سے عقد کر دیا۔ ان کی تفسیر صحیح اور معتبر ہے سنہ ۶۰۰ھ میں وفات پائی

### شیخ اکمل الدین بابر تہ

اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود نام سنہ ۷۰۰ھ میں موضع بابر تہ (قریب بخدادین پیدا ہوئے)  
اکابر احناف میں سے تھے، علامہ محمود بن عبدالرحمن الملقب شمس الدین اصفہانی اور بہت  
سے شیوخ سے علم حاصل کیا۔ خانقاہ شیخو (یہ خانقاہ مدرسہ شیخو بھی مشہور تھی، امیر سیف الدین عمر  
متوفی ۷۵۰ھ نے اس کو ۷۵۰ھ میں بنایا۔ اس میں چار درجہ علیحدہ علیحدہ چاروں مذاہب کی تعلیم  
کے لئے، ایک درجہ علم حدیث کے لئے، ایک درجہ تعلیم صحیحین کے لئے بنایا۔ اس مدرسہ کے صدر  
مدرس کے لئے یہ شرط تھی کہ عالم ہو صوفی ہو، مذہب حنفی کی کتابیں پڑھ لے میں سب زیادہ  
قابل ہو تفسیر و اصول میں ماہر ہو۔) کے سب سے پہلے متولی و صدر مدرس تھے، ان کو کئی مرتبہ عہدہ  
قضا پیش کیا گیا۔ مگر قبول نہیں کیا۔ کثیر التصانیف تھے، زیادہ مشہور حاشیہ تفسیر کثافات اور  
شرح وصیت امام ابی حنیفہ، شرح تجرید محقق طوسی، غایہ شرح ہدایہ وغیرہ ہیں شب جمعہ رمضان ۸۰۴ھ  
میں وفات پائی، بادشاہ ان کے جنازہ میں شریک ہوا۔

### شیخ بدر الدین زکشی

بدر الدین محمد بن بہادر بن عبداللہ زکشی نام شافعی المذہب تھے، ان کی کئی تصنیفیں ہیں  
ایک کتاب علوم قرآن پر ہے، البرہان فی علوم القرآن نام ہے، اس میں فنون قرآن کو جمع کیا ہے،  
یہ (۴۴) نوع پر مرتب ہے، امام سیوطی نے اتفاق میں سب کو جمع کر دیا ہے، سنہ ۸۰۴ھ میں وفات پائی  
امام حافظ الدین نسفی متوفی ۸۰۴ھ۔ شیخ ابی اسحق ابراہیم سنہ ۸۰۴ھ۔ شیخ شرف الدین  
عبدالواحد سنہ ۸۰۴ھ۔ شیخ علاؤ الدین بن علی سنہ ۸۰۴ھ۔ شیخ جمال الدین بن محمد سنہ ۸۰۴ھ

شیخ ابی جعفر ۸۵۷ھ - شیخ قطب الدین محمود ۸۱۷ھ - شیخ سلیمان ۸۱۷ھ - خواجہ شیدائین  
 ۸۱۷ھ - قاضی عماد ۸۲۷ھ - شیخ محمد بن علی ۸۲۳ھ - شیخ نور الدین ابی الحسن ۸۲۲ھ - شیخ  
 شیخ علاؤ الدین علی ۸۲۷ھ - شیخ شہاب الدین احمد ۸۲۸ھ - شیخ حسن بن محمد دولت آبادی ۸۲۸ھ  
 شیخ بریلان الدین بن ابراہیم ۸۲۳ھ - شیخ ابی المکارم ۸۳۷ھ - شیخ سیدہ اسد ۸۳۸ھ  
 شیخ علی بن محمد ۸۳۷ھ - شیخ حسین بن ابی بکر ۸۳۷ھ - شیخ علاؤ الدین علی ۸۳۷ھ - شیخ  
 شرف الدین طیبی ۸۳۳ھ - شیخ اشرف الدین ۸۳۷ھ - شیخ ابوالنشاء شمس الدین ۸۳۹ھ ،  
 حافظ ابن قیم جوزیہ ۸۵۷ھ - شیخ تقی الدین ابوالحسن بن عبد الکاظمی الفزاری سبکی ۸۵۶ھ حسب  
 التظیم - شیخ اشرف الدین احمد ۸۵۶ھ - شیخ شمس الدین محمد ۸۶۳ھ - شیخ ابی امامہ ۸۶۳ھ  
 شیخ عبداللہ بن عبدالرحمن ۸۶۹ھ - شیخ ابوالساعات ۸۷۷ھ - شیخ خضر ۸۷۷ھ -  
 شیخ ابو حفص سراج الدین ۸۷۷ھ - شیخ زین الدین ۸۹۵ھ - شیخ ابی بکر بن علی ۸۹۵ھ  
 بھی اس عہد کے مشہور مفتی تھے۔

## رجال صدی ہم

### سید علی جرجانی

علی بن محمد بن علی نام، سید شریف - سید سند - علامہ جرجانی لقب تھا - ۸۴۴ھ خرجان ۸۴۴ھ  
 میں بمقام جرجان پیدا ہوئے، حنفی المذہب تھے، شیخ علاؤ الدین عطار بخاری نقشبندی کے  
 مرید تھے، علامہ مبارک شاہ وغیرہ سے علم حاصل کیا۔

۸۷۷ھ میں سلطان شجاع الدین بن مظفر قنوج میں مقیم تھا۔ سید کو دہ بار شاہی پرسی  
 کا خیال پیدا ہوا۔ فوجی لباس پہن کر ایوان شاہی پر پہنچے، ایک مصاحب نے کہا، میں مسافر ہوں  
 شیراز میں صاحب کمال ہوں، بادشاہ کو سلام کرنا چاہتا ہوں، مصاحب نے بادشاہ کو اطلاع کی  
 یہ طلب کر لئے گئے جب بادشاہ کے سامنے پہنچے تو حکم ہوا کہ شیراز میں کمال دیکھاؤ، انہوں نے کچھ  
 مسودات پیش کئے اور کہا ہی میرا تہر ہے اور یہی میرے تیر ہیں۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور ان کو  
 اپنے ہمراہ لاکر شیراز کے مدرسہ دارالشفاعہ کا صدر مدرس کر دیا۔ جب تیمور نے شیراز پر غلبہ پایا اور شہر کے  
 تالاج کا حکم دیا تو وزیر نے سید جرجانی کا تذکرہ کیا۔ تیمور نے سید کو امان دی، اور اپنے ساتھ سمرقند  
 لے آیا، سید نے شیراز میں ۸۷۷ھ میں وفات پائی، ان کی تصنیف سے تین سو کتابیں ہیں۔

تفسیر کشف و بریاضی پر حواشی ہیں، ان کے بٹاگر دوں میں زیادہ مشہور ان کے بیٹے محمد مصنف  
شرح کتاب ارشاد تفتازانی اور فخر الدین عجم اور فتح البدر شیر والی ہیں

## شیخ شمس الدین فناری

شمس الدین محمد بن حمزہ فناری نام، ۸۵۰ھ میں پیدا ہوئے، شیخ جمال الدین اصفہانی وغیرہ  
سے علم حاصل کیا، اپنے والد شیخ حمزہ کے مرید تھے، حنفی المذہب تھے، جامع العلماء تھے، ہر ملک کے  
قاضی تھے، سلطان بایزید خان ان کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا، کثیر التصانیف تھے، رجب ۸۵۳ھ  
میں وفات پائی۔

## شیخ علی مصنفک

علی بن محمد الدین بن محمد بن سعود بن امام فخر الدین رازی نام، مصنفک لقب، ۸۵۳ھ میں  
پیدا ہوئے، حنفی المذہب تھے، شیخ جلال الدین یوسف و شیخ عبدالعزیز احمد وغیرہ سے علم حاصل  
کیا۔ تصنیف کا شوق کم سن ہی تھا۔ اس نے مصنفک مشہور ہوئے۔ ۸۵۴ھ میں وفات پائی  
بزرگ صاحب باطن کثیر التصانیف تھے، تفسیر کشف کی شرح لکھی، فارسی میں بھی ان کی کئی  
تصانیف ہیں۔

## شیخ علاؤ الدین قوشچی

علاؤ الدین علی بن محمد قوشچی (قوشچی نگہبان باز کو کہتے ہیں) شیخ کے باپ امیر اوداء النہر کے  
ہاں اس کام پر ملازم تھے اس سبب یہ بھی قوشچی مشہور ہوئے) نام، قاضی زادہ سے علم حاصل کیا،  
حنفی المذہب تھے، ان کی تصانیف میں زیادہ مشہور حاشیہ تفسیر کشف حاشیہ تفتازانی، شرح تجرید  
اور رسالہ محمدیہ (سلطان محمد خان کے نام پر مکتون تھا) ہیں۔

الغ بیگ امیر مکرند نے ان کو ہاتھ پر رسد گاہ کا عہدہ دیا۔ الغ بیگ کے بعد اس کے لڑکوں نے  
کچھ قدر نہ کی، یہ برداشتہ خاطر ہو کر تبریز آ گئے۔ امیر حسن والی تبریز نے ان کی بہت قدر کی اسی زمانہ  
میں امیر تبریز نے سلطان محمد خان ناخوش ہو گیا، جنگ کے آثار نمایاں ہوئے، والی تبریز تھا، قوشچی  
کو سفیر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اس طرح حق رسالت ادا کیا کہ سلطان ان کا گرویدہ ہو گیا، اور تمام  
معاملات خوبی سے طے ہو گئے۔ سلطان نے اصرار کیا کہ یہیں قیام کریں۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ تبریز  
جا کر بار رسالت سے سبکدوش ہو کر آؤں گا۔ جب یہ تبریز پہنچے پیچھے سے سلطان کا قاصد ان کی  
طلب میں پہنچا۔ جب یہ روانہ ہوئے، سلطان نے یہ انتظام کیا کہ ہر منزل پر ان کا شاہانہ استقبال کیا جاتا تھا

جب قسطنطنیہ پہنچے، سلطان نے اپنا مصاحب بنایا پھر مدرسہ ابا صوفیہ کا صدر مدرس کو کے  
دوسروں پر روزانہ وظیفہ کروایا۔ توشیحی نے ۸۷۹ھ میں وفات پائی۔

### شیخ ابوطاہر فیروز آبادی

ابوطاہر محمد محمد الدین بن یعقوب فیروز آبادی نام ۸۲۵ھ میں گاروں میں پیدا ہوئے۔  
یمن کے قاضی مقرر ہوئے، الفت و تفسیر و حدیث میں ان کی تصانیف کی تعداد چالیس سے زیادہ  
تھیں ان کی تصنیف ۸۷۱ھ میں زبیدیں وفات پائی۔

شیخ محمد بن عرفہ متوفی ۸۳۵ھ۔ شیخ برہان الدین ابراہیم ۸۵۵ھ۔ شیخ ابوبکر محمد ۸۵۷ھ  
شیخ ابوزرعہ ۸۵۸ھ۔ شیخ قطب الدین محمد ۸۶۱ھ۔ خواجہ محمد پارسا ۸۶۲ھ۔ شیخ محمد زاید ۸۶۳ھ  
شیخ بدر الدین محمود ۸۶۴ھ، شیخ جلال الدین عبدالرحمن ۸۶۴ھ۔ خواجہ سید گیلو داز ۸۶۵ھ  
شیخ شہاب الدین احمد ۸۶۸ھ۔ شیخ شہاب الدین سیواسی ۸۶۸ھ۔ شیخ علی مہائی ۸۶۸ھ  
شیخ سراج الدین عمر ۸۷۵ھ۔ ملک الحسن الدین ۸۷۹ھ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ۸۷۲ھ  
شیخ محمد ابن احمد ۸۷۴ھ۔ عرب شاہ ۸۷۴ھ۔ شیخ علاؤ الدین علی ۸۷۶ھ۔ شیخ جلال الدین  
محلی ۸۷۶ھ۔ شیخ علم الدین ۸۷۶ھ۔ شیخ نور الدین بن حمزہ قرمانی ۸۷۶ھ، شیخ محمد بن  
سلیمان کانیجی ۸۷۳ھ۔ محمد بن عبدالرحمن معروف امام الکاملیہ ۸۷۴ھ۔ شیخ علاؤ الدین  
بسطامی ۸۷۵ھ۔ شیخ ابی زید ۸۷۶ھ۔ شیخ شمس الدین ۸۷۶ھ۔ سید قاسم بن قطوبغا  
۸۷۹ھ۔ شیخ ناصر الدین محمد ۸۷۳ھ۔ شیخ برہان الدین ابراہیم ۸۷۵ھ۔ شیخ محمد بن فرامرز  
معروف ملاحسرو ۸۷۵ھ۔ شیخ مصلح الدین مصطفیٰ معروف ابن البیہقی استاد سلطان محمد فتح ۸۷۵ھ  
شیخ علی الشہیر سلمونی عران طوسی ۸۷۵ھ۔ شیخ ابی النائم ۸۷۵ھ۔ شیخ بارید خلیفہ ۸۷۵ھ  
سید معین ۸۷۹ھ۔ شیخ برہان الدین کتانی ۸۷۹ھ۔ سولاجانی ۸۷۹ھ۔ شیخ احمد کورانی ۸۷۳ھ  
لاحین داعظ ۸۷۹ھ بھی اس عہد کے مشہور مفتی گذرے ہیں۔

### رجال صدی دہم

#### شیخ محی الدین نکساری

محی الدین محمد بن ابراہیم بن حسین نام شیخ ختام الدین توقانی کے شاگرد تھے، مدرسہ قطونی  
کے صدر مدرس تھے، حنفی المذہب تھے، شہرہ فستق تھے اسی وجہ سے سلطان بایزید خان پاسبان ۸۷۹ھ

یومیہ وظیفہ مقرر کیا تھا۔ بیضاوی پران کا حاشیہ ہے، ۹۱۰ھ میں وفات پائی۔

### امام سیوطی

عبدالرحمن بن ابوبکر کمال بن محمد بن سابق الدین بن عثمان نام۔ ابو الفضل کنیت، جلال الدین لقب، موضع سیوط (علاقہ مصر) کے باشندہ تھے ۸۲۹ھ میں پیدا ہوئے۔  
شیخ الاسلام علم الدین بلقینی، شیخ تقی الدین شرنوبی، حنفی شیخ محی الدین کافی سے علوم حاصل کئے، ان کے والد ان کو بچہ (۳) سال بچپن میں حصول برکت اکبر تہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے درس میں لے گئے تھے، اس لئے بعض نے ان کو حافظ کا شاگرد لکھا یا ہے۔ ان کی چند کتابیں تفسیر و علم تفسیر کے متعلق ہیں، کل تصانیف کی تعداد پانچ سو ہے۔ ۹۱۱ھ میں وفات پائی۔

### شیخ محمد

محمد بن مصطفیٰ بن حاجی حسن نام، ماہر علوم و فنون تھے، حنفی المذہب تھے، سلطان محمد خان ان کا قدردان تھا۔ قسطنطینہ کے جج تھے۔ لوہے برس کی عمر میں ۹۱۱ھ میں وفات پائی، تفسیر بیضاوی پر سورۃ النعام تک ان کا حاشیہ ہے، میزان الصرف ان کی تصنیف ہے،

### شیخ اسماعیل

کمال الدین اسماعیل قرمانی نام، قرۃ کمال لقب، شیخ احمد ضیائی اور ملا خسر وکٹ شاگرد تھے، ماہر علوم تھے، حنفی المذہب تھے، مدرسہ اہرنہ کے صدر مدرس تھے، ان کو ساٹھ درم یومیہ وظیفہ دیتا تھا، تفسیر بیضاوی کے محشی ہیں۔ اور بھی چند تصانیف ہیں، ۹۱۰ھ میں وفات پائی۔

### شیخ شمس الدین

شمس الدین احمد بن سیدمان بن کمال نام، ابن کمال نیا لقب، حنفی المذہب تھے، سلطان سلیم خان ان کا قدردان تھا، قاضی عسکر تھے، بیضاوی کے محشی ہیں، ۹۱۰ھ میں وفات پائی

### شیخ زادہ

اس لقب سے دو مفسر مشہور ہیں، اور دونوں بڑے ماہر علوم و محقق گذرے ہیں۔  
ایک محمد بن مصلح الدین رومی حنفی محشی بیضاوی صدر مدرس مدرسہ قسطنطینہ متوفی ۹۵۰ھ  
ان کا بیضاوی کا حاشیہ چھ جلدوں میں ہے۔

دوسرے عبدالرحمن بن جمال الدین یہ قصبہ مرزلیقون کے باشندہ اور مفتی ابوالسعود مفسر کے شاگرد تھے، ۹۶۰ھ میں وفات پائی۔

## شیخ محی الدین

محی الدین محمد بن مصلح الدین فوجوی نام۔ قسطنطنیہ میں مدرس تھے، سلطنت کی طرف سے  
پندرہ سو پیر لویہ وظیفہ تھا، یہ تمام غبار پر صرف کر دیتے تھے، آخر تارک الدنیا ہو گئے، تفسیر  
میں صافوی پران کا حاشیہ ہے جو کثیر النفع ہے، ۹۱۵ھ میں وفات پائی۔

### مفتی ابوالسعود

ابوسعود بن محی الدین محمد بن مصطفیٰ عمادی نام قصبہ اسکلیب (علاقہ روم) کے باشندے تھے  
۹۶۲ھ میں پیدا ہوئے، اپنے باپ اور شیخ مؤید زراہ سے علم حاصل کیا۔ سلطان سلیمان خان  
اور سلطان سلیم خان ان کے قدر دان تھے، ۹۸۳ھ میں وفات پائی۔

ان کی تفسیر ارشاد العقل السلیم محترم و مستند جامع تفسیر ہے، اس کی ایسی شہرت ہوئی کہ سلطان  
سلیمان خان نے اس کے رطال کو کاشوق ظاہر کیا، مصنف نے غیر مکمل ہی بھیج دی، سلطان نے ان کے  
وظیفہ میں پانچ سو درم یومیہ کا اضافہ کیا، جب تفسیر مکمل ہو گئی چھ سو درہم یومیہ مستقل وظیفہ کر دیا  
ان کا تفسیر کشف پر بھی حاشیہ ہے، یہ خطیب المفسرین شہور ہیں۔

### ملا فتح اللہ

ملا فتح اللہ شیرازی نام، عادل شاہ بادشاہ بجا پور دکن نے ان کو شیراز سے دکن بلایا  
یہاں آ کر تفسیر تصنیف کی پھر اکبر بادشاہ نے طلب کیا، یہ فتح پور سیکری پہنچے، بادشاہ کی طرف سے  
عبد الرحیم خان خاں و حکیم ابوالفتح نے استقبال کیا، بادشاہ نے ان کو صدر الصدور کے عہدہ پر فہر  
کیا، کشمیر میں ۹۹۷ھ میں وفات پائی۔ ملا علی اسلام لاہوری مثنوی و صافوی ان کے شاگرد تھے

### منشی

محمد بن بدر الدین صابو خان نام۔ منشی لقب، انہوں نے تفسیر لکبر سلطان مراد خان ثالث  
کو بھیجی۔ سلطان نے ان کو شیخ الحرم مقرر کیا، سنہ ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔

شیخ کمال الدین محمد بن ابی شریف قدسی متوفی ۱۰۳۵ھ۔ شیخ محمد الدین بن قاسم شہور  
اخون سنہ ۱۰۳۵ھ۔ شیخ ابی الحسن محمد سنہ ۱۰۳۵ھ۔ سید معین الدین سنہ ۱۰۳۵ھ، شیخ جلال محمد سنہ ۱۰۳۵ھ  
شیخ مصطفیٰ بن شبان سروری سنہ ۱۰۳۵ھ۔ شیخ عبدالرحمن سنہ ۱۰۳۵ھ۔ شیخ محمد الدین محمد بن سکیہ سنہ ۱۰۳۵ھ  
شیخ ہال الدین سنہ ۱۰۳۵ھ۔ قاضی زکریا سنہ ۱۰۳۵ھ، قاضی القضاۃ شہاب الدین بن غلیل الخونی سنہ ۱۰۳۵ھ  
شیخ محمد بن محمود سنہ ۱۰۳۵ھ، شیخ ابوالفضل قرشی صدیقی خطیب معروف کازرونی سنہ ۱۰۳۵ھ۔



شیخ عسکرم الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ اسفرائینی ۹۳۳ھ، شیخ سعد اللہ بن عیسیٰ  
 مشہور حدیٰ آفندی ۹۲۵ھ۔ شیخ علائی بن محی شیرازی ۹۲۵ھ۔ شیخ غیاث الدین ۹۲۹ھ  
 شیخ عبدالاول حسینی معروف ام لدن ۹۱۵ھ۔ شیخ شمس الدین محمد بن علی ۹۱۵ھ۔ شیخ بہار الدین  
 ۹۲۹ھ۔ شیخ بدر الدین ۹۵۶ھ۔ شیخ محمود بن حسین افضل ۹۱۷ھ۔ شیخ محمد بن کمال تاشکندی ۹۱۷ھ  
 شیخ تلج الدین ۹۱۷ھ، شیخ احمد بن محمد ۹۱۷ھ۔ شیخ غوس الدین حنفی جلی ۹۱۷ھ، شیخ محمد بن  
 ابراہیم ۹۱۷ھ۔ شیخ نور الدین احمد بن محمد بن خضر المعروف کازرونی ۹۱۷ھ۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب  
 مشہور عبد الکریم زادہ ۹۱۷ھ۔ شیخ مصلح الدین سنان ۹۱۷ھ۔ شیخ مصطفیٰ بن محمد معروف بستان  
 ۹۱۷ھ، مفتی ابوالسعود ۹۱۲ھ۔ شیخ مصلح الدین ۹۱۷ھ۔ شیخ بدر الدین ۹۱۷ھ۔ شیخ  
 سنان الدین یوسف بن حسام الدین ۹۱۷ھ، شیخ محمد طاہر ۹۱۷ھ۔ سلا عوض ۹۱۷ھ، شیخ وجیہ الدین  
 گجراتی ۹۱۷ھ بھی اس عہد کے مشہور مفسر گذرے ہیں۔

## رجال صدی یازدہم

### شیخ نور الدین

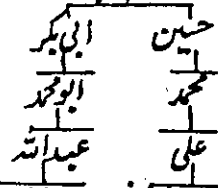
نور الدین علی بن محمد سلطان القاری الہروی نام مشہور محدث و مصنف تھے، ان کی  
 تصانیف کی تعداد امام سیوطی سے کچھ ہی کم ہے، تفسیر جلالین پر ان کا حاشیہ جالین نام ہے جسکو  
 انہوں نے سنیہ ام میں ختم کیا، تفسیر کے متعلق اور بھی ان کی تصنیف ہے، سنہ ۹۱۷ھ میں مکہ معظمہ  
 وفات پائی۔

### قاضی عبدالشہید

عبدالشہید بن تلج الدین بن عبدالرحمن بن قاضی حسن رجبانی نام، سیولہ کے رہنے والے تھے  
 ان کے پردادا قاضی حسن بابریادشاہ کے ساتھ ہندوستان آئے تھے، بادشاہ نے سیولہ جاگیر میں دیا  
 ان کو بدھ ہزار حدیثیں یاد تھیں۔ ان کا ایک سند بھی تھا جو ۱۱۵۵ھ تک خاندان میں محفوظ رہا۔ سیانے  
 باپ اور دادا کے شاگرد تھے، ان کے باپ حافظ ابن حجر عسقلانی کے شاگرد تھے، ان کا اور امام محد  
 رجبانی کا سلسلہ نسب ایک ہی تھا۔ قاضی حسن کے بھتیجے حسن بن نجیب الدین اکبر بادشاہ کی وزارت  
 خارجہ کے ممبر تھے،

امام محد کا ترجمہ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے۔

احمد بن ابوالحسن بن محمد بن احمد بن امام قاسم بن محمد بن حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ



امام حسن مجتبیٰ ابو المنصور عبدالکیم (آگے سلسلہ اس طرح ہے)

حسن مجتبیٰ بن محمد عرف شاہ عبدالباری متوکل بن ابو محمد جلال الدین فقیر بن احمد بن  
ابو الوفاء اکمل الدین بن عبدالقادر بن عبدالحی بن ابی الفضل عبدالرحیم بن عبدالکیم بن ابی القاسم  
بن ابی یوسف بن ابی المنصور عبدالکیم۔

قاضی عبدالشہید اپنے باپ کے شاگرد تھے، سنہ ۷۱۵ میں اپنے باپ کے بعد قاضی مقرر ہوئے  
اکبر بادشاہ کا عہد حکومت تھا، فہرست کے لئے رسوم ہوا چل رہی تھی، اکثر علمائے مخالفت کی  
اور فتوے دئے، قاضی عبدالشہید نے بادشاہ کے عقاید کے خلاف بہت کچھ وعظ و نصیحتیں کیں  
بادشاہ نے نصف جاگیر و نشان و منصب ضبط کر لیا۔ مگر انہوں نے وعظ کا سلسلہ جاری رکھا۔  
یہ شہور محدث اور صاحب باطن بزرگ تھے، خواجہ نظام الدین بنی نے بھی ان سے اگر فیض حاصل  
کیا تھا، ان کی تفسیر کا نام بیان القرآن تھا، دس جلدیں تھیں، سنہ ۷۱۵ میں وفات پائی، راقم السطور  
کے اجداد میں سے تھے، آگے راقم السطور تک سلسلہ اس طرح ہے۔

عبدالصمد بن ظہور الحسن بن محی الدین بن علی احمد بن جلال الدین بن ابن الدین بن غلام علی  
ابن محمد حنیف بن ضیاء الدولہ عماد الملک ثابت جنگ قاضی بدر عالم بن کمال الدین بن قاضی  
عبدالشہید سیواری (منقول از تذکرۃ الحفاظ و آئین اکبری، و تاریخ سیواریہ و شجرات الاولیاء  
و تاریخ الحدیث)

## شیخ نظام الدین

نظام الدین بن عبدالشکور نام، تھانیر (ہندوستان) کے رہنے والے تھے، اکبر بادشاہ کی  
مخالفت کی وجہ سے بلیغ کو چھ گئے، شیخ جلال الدین تھانیر کی مرید تھے، قاضی عبدالشہید  
سیواری سے بھی فیض حاصل کیا تھا، ان کی تفسیر کا نام تفسیر نظامی ہے، سنہ ۷۱۵ میں وفات پائی۔

## شیخ شہاب الدین خفاجی

شہاب الدین احمد نام قبیلہ خفاجہ (خفاجہ ایک شاخ کا نام قبیلہ بنی عامر کی) سے تھے، اپنے ماموں

شیخ ابوبکر شہزادانی و شیخ الاسلام محمد رحلی کے شاگرد تھے، حنفی انداز میں تھے، مختلف علوم و فنون پر ان کی تصانیف ہیں، تفسیر بیضاوی پر حاشیہ ہے، اس کا نام عنایت القاضی ہے نہایت عمدہ حاشیہ ہے، ۱۶۹۱ء میں وفات پائی۔

شیخ مبارک ستہ ۱۰۰۰ء - فیضی ستہ ۱۰۰۰ء - شیخ منصور طبلاوی ستہ ۱۰۰۰ء - شیخ محمد نوری ستہ ۱۰۰۰ء  
شیخ عبدالحسن ستہ ۱۰۰۰ء - شیخ اسماعیل ستہ ۱۰۰۰ء - شیخ یوسف ستہ ۱۰۰۰ء - شیخ عبدالصمد ستہ ۱۰۰۰ء بھی  
اس عہد کے مشہور مفتی تھے،

## رجال صدی دوازدہم

### شیخ سلیمان جبل

تفسیر جلالین پر ان کا حاشیہ ہے، یہ سب حاشیوں سے اچھا ہے، بیضاوی، کشاف، تفسیر ابوالسعود، خازن، سمین، کرنی، تفسیر زانی، بغوی، خطیب، ابوحیان وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے، ۱۲۰۰ء میں وفات پائی۔

شیخ غلام نقشبند متوفی ۱۲۰۰ء - ملا جیون ستہ ۱۲۰۰ء - مولوی علی منیر ستہ ۱۲۰۰ء، شیخ مصطفیٰ ستہ ۱۲۰۰ء، شاہ ولی اللہ دہلوی ستہ ۱۲۰۰ء - مولوی ستم علی ستہ ۱۲۰۰ء بھی اس عہد کے مشہور مفتی ہیں

## رجال صدی سیزدہم

### قاضی شوکانی

محمد بن علی بن محمد شوکانی بمبئی نام۔ ۱۲۰۰ء میں شوکان میں پیدا ہوئے، حافظ علی بن ابراہیم ابن عامر وغیرہ سے علم حاصل کیا، کثیر التصانیف مشہور مصنف و مفتی ہیں، ان کی تفسیر فتح القدر اچھی تفسیر ہے۔ ابوالسعود، بیضاوی، کشاف وغیرہ سے اخذ کیا ہے، ۱۲۰۰ء میں وفات پائی  
مولوی عزیز اللہ عمرنگ آبادی (انکی تفسیر زبان اردو ستہ ۱۲۰۰ء کی تصنیف ہے)  
مولوی عبدالباقی متوفی ۱۲۰۰ء - قاضی ثناء اللہ پانی پتی ستہ ۱۲۰۰ء، شاہ عبدالقادر دہلوی ستہ ۱۲۰۰ء  
شاہ عبدالعزیز دہلوی ستہ ۱۲۰۰ء - مولوی ولی اللہ ستہ ۱۲۰۰ء - شیخ محمد سعید ستہ ۱۲۰۰ء، نواب قطب الدین دہلوی ستہ ۱۲۰۰ء - شیخ ابوالبرکات ستہ ۱۲۰۰ء - مولوی سلام اللہ ستہ ۱۲۰۰ء جہری، مولوی فیض الحسن ستہ ۱۲۰۰ء - مولانا حیدر علی (غالباً ستہ ۱۲۰۰ء) اس عہد کے مشہور مفتی تھے۔

# رجال صدی چہار دہم

## علامہ رشید رضا

مصر کے مشہور عالم اور اخبار المنار مصر کے ایڈیٹر تھے، بطور سیاحت ہندوستان بھی تشریف لائے تھے، کئی کتابیں ان کی تصنیف سے ہیں، اپنی تفسیر کو آیہ سورہ یوسف تَوْفِیْقِیْ مُسْلِمًا وَّ اَحَقِّیْقِیْ بِالصَّلَاحِیْنَ تک لکھنے پائے تھے کہ ۱۳۵۵ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔  
 علامہ محمود آلوسی متوفی ۱۳۳۸ھ، نواب صدیق حسن خان ۱۳۵۸ھ، نواب قارنواز جنگ ۱۳۲۹ھ  
 حکیم محمد احسن اردوہوی ۱۳۹۹ھ، مولانا احمد حسن اردوہوی ۱۳۳۵ھ، مولانا عبدالغنی دہلوی ۱۳۹۰ھ  
 شیخ الہند مولانا محمد حسن دیوبندی ۱۳۳۹ھ اس عہد کے مشہور مفتخرین میں تھے۔

## مفسرین حال

### شیخ عبداللہادی

اصل باشندے بخارا کے ہیں، عرصہ دراز سے مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں، شاہ عبدالغنی مہاجر دینی کے مرید و شاگرد ہیں، شیخ محمد عقیق کی غلیفہ شاہ نیاز احمد بریلوی کی طرف سے بھی مجاز مبحث ہیں (شیخ عبداللہادی حیدر آباد تشریف لائے تھے، والد حصہ) سے اُن تمام سلاسل میں اجازت حاصل کی جنہیں حضرت موصوف کو حضرت مولانا احمد حسن محدث اردوہوی و حضرت حافظ عبدالرحمن پنجابی کی طرف سے اجازت ہے، والد حصہ) کو اپنی طرف سے سلسلہ نیازیہ میں تباذکیا ۱۳۵۸ھ میں حیدر آباد دکن تشریف لائے تھے  
 اعلیٰ حضرت سلطان العلوم میر عثمان علیخان بہادر خاں اللہ ملکہ نے تیس سو پچاس ہزار وظیفہ مقرر کیا  
 شیخ اسوقت تک ۱۹ پاروں کی تفسیر لکھ چکے تھے، طبع نہیں ہوئی۔ تحقیق البیان نام تجویز کیا تھا، معلوم نہیں تکمیل تفسیر کی یا نہیں، (۸۷) برس کا سن ہے، مکہ معظمہ میں بقید حیات ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولوی ثناء اللہ امرتسری، خواجہ عبدالحمید، مولانا بشیر احمد عثمانی، مولانا حسین احمد شیخ الہند ثانی، مولانا احمد علی لاہوری تلمیذ مولانا عبید اللہ سندھی سلمہ اس عہد کے مشہور مفتخرین ہیں۔

# الباب الرابع في الشنات

## بعض اصطلاحات

صرف ان اصطلاحات کو لکھا جائے گا جن کا ذکر اس کتاب میں آیا ہے۔

تعوذ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہ

تسمیہ۔ بِسْمِ اللّٰہ

فاتحہ۔ الحمد شریف

فسطاط القرآن۔ سورہ بقرہ

سبع طوال۔ سات بڑی سورتیں بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، النعام، اعراف،

الأنفال مع توبہ۔

مثنیں۔ وہ سورتیں جنہیں کم و بیش سو آیتیں ہیں۔ سورہ یونس سے فاطر تک۔

مثانی۔ سورہ یونس سے قیام تک سورتیں، مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں قصص کو ڈھرایا

گیا ہے اور بار بار نصیحتیں کی گئی ہیں، یہ سو سے کم آیت والی سورتیں ہیں۔

مفصل۔ سورہ ق سے آخر تک کی سورتیں۔ مفصل اس لئے کہتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی سورتیں

جدا جدا ہیں۔ مفصل کی تین قسمیں ہیں۔ طوال، اوساط۔ قصار

طوال۔ ق سے مرسلات تک

اوساط۔ نبأ سے فتحی تک

قصار۔ آل عمران سے ناس تک

مقرانی۔ پانچویں صدی ہجری تک علوم قرآن میں فن قرأت، تفسیر، علم نسخ و نسخہ،

اہم علوم تھے، درس و تدریس و سلسلہ روایت میں تقریباً وہی اہتمام تھا جو فن حدیث میں تھا۔

کتاب النسخ و المنسوخ للابی جعفر الخاس) ان علوم کے ارباب کمال کو مقرری کہتے تھے، مقرری کا

تلم علوم دینیہ میں صاحب دستگاہ ہونا شرط تھا (کتاب الانساب للسمعانی)

دھراوین، سورہ بقرہ، آل عمران۔

قلاقل، چارون قل یعنی تاس، قلع، اخلاص، کافرون

جزو ۱۔ کتاب کے ایک مکمل حصے کو کہتے ہیں جس کو ہم جلد بولتے ہیں (مراد 'جزو جلد' (اکبر فی اصول التفسیر) اہل عرب کتاب کو مجدد اس وقت کہتے ہیں جب اس کی جلد بن جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ جلد بننے سے پہلے اس کو کراسہ کہتے ہیں۔

سند ۱۔ راویوں کا سلسلہ یعنی زید اس طرح بیان کرے کہ میں نے عمر سے سنا عمر نے خالد سے سنا۔ جس سند میں تعداد رجال کم ہو۔

نازل ۱۔ جس سند میں تعداد رجال زیادہ ہو۔

صحابی ۱۔ وہ مسلمان جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اس کا خاتمہ بھی اسلام پر ہوا۔ تابعی ۱۔ وہ مسلمان جنہوں نے کسی صحابی کو دیکھا اور ان کا خاتمہ بھی اسلام پر ہوا۔

تابع تابعی ۱۔ وہ مسلمان جنہوں نے کسی تابعی کو دیکھا ہو اور ان کا خاتمہ بھی اسلام پر ہوا۔ محضربین ۱۔ وہ لوگ جنہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے دیکھے مگر رسول کریم

کے دیدار سے شرف نہیں ہوئے اور ان کا خاتمہ اسلام پر ہوا۔

تخریج ۱۔ تلاش کر کے کسی حدیث کی سند نکالنا۔ اور کسی حدیث کو مع سند ذکر کرنا۔ روایت جو حدیث یا اثر بیان کیا جائے۔

راوی ۱۔ روایت بیان کرنے والا۔

مرئی عنہ جس سے روایت بیان کی گئی۔

حالیث ۱۔ قول و فعل و تقریر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خبر بھی کہتے ہیں، حدیث

کی بہت سی قسمیں ہیں۔ بعض اقسام یہ ہیں۔

صحیح ۱۔ وہ حدیث ہے جس کے راوی متدین، متشرع، جید الحفظ ضابط عادل ہوں اور اس کی سند مسلسل ہو اور اس میں کوئی علت نہ ہو۔

ضعیف ۱۔ وہ روایت جس میں کوئی راوی کم فہم یا بد حافظہ ہو۔

موضوع ۱۔ بنا کی ہوئی حدیث جس کا راوی و ضائع شہر ہو۔

متواتر ۱۔ وہ روایت جس کو اس قدر اشخاص بیان کریں کہ ان کا جھوٹ پختہ ہونا محال ہو۔

علمائے اُن کی تعداد مختلف قرار دی ہے، ۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰-۱۰۱-۱۰۲-۱۰۳-۱۰۴-۱۰۵-۱۰۶-۱۰۷-۱۰۸-۱۰۹-۱۱۰-۱۱۱-۱۱۲-۱۱۳-۱۱۴-۱۱۵-۱۱۶-۱۱۷-۱۱۸-۱۱۹-۱۲۰-۱۲۱-۱۲۲-۱۲۳-۱۲۴-۱۲۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲-۱۳۳-۱۳۴-۱۳۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹-۱۴۰-۱۴۱-۱۴۲-۱۴۳-۱۴۴-۱۴۵-۱۴۶-۱۴۷-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷-۱۵۸-۱۵۹-۱۶۰-۱۶۱-۱۶۲-۱۶۳-۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶-۱۶۷-۱۶۸-۱۶۹-۱۷۰-۱۷۱-۱۷۲-۱۷۳-۱۷۴-۱۷۵-۱۷۶-۱۷۷-۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰-۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۶-۱۸۷-۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰-۱۹۱-۱۹۲-۱۹۳-۱۹۴-۱۹۵-۱۹۶-۱۹۷-۱۹۸-۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۲-۲۰۳-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷-۲۰۸-۲۰۹-۲۱۰-۲۱۱-۲۱۲-۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵-۲۱۶-۲۱۷-۲۱۸-۲۱۹-۲۲۰-۲۲۱-۲۲۲-۲۲۳-۲۲۴-۲۲۵-۲۲۶-۲۲۷-۲۲۸-۲۲۹-۲۳۰-۲۳۱-۲۳۲-۲۳۳-۲۳۴-۲۳۵-۲۳۶-۲۳۷-۲۳۸-۲۳۹-۲۴۰-۲۴۱-۲۴۲-۲۴۳-۲۴۴-۲۴۵-۲۴۶-۲۴۷-۲۴۸-۲۴۹-۲۵۰-۲۵۱-۲۵۲-۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷-۲۵۸-۲۵۹-۲۶۰-۲۶۱-۲۶۲-۲۶۳-۲۶۴-۲۶۵-۲۶۶-۲۶۷-۲۶۸-۲۶۹-۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲-۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۷۶-۲۷۷-۲۷۸-۲۷۹-۲۸۰-۲۸۱-۲۸۲-۲۸۳-۲۸۴-۲۸۵-۲۸۶-۲۸۷-۲۸۸-۲۸۹-۲۹۰-۲۹۱-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۴-۲۹۵-۲۹۶-۲۹۷-۲۹۸-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲-۳۰۳-۳۰۴-۳۰۵-۳۰۶-۳۰۷-۳۰۸-۳۰۹-۳۱۰-۳۱۱-۳۱۲-۳۱۳-۳۱۴-۳۱۵-۳۱۶-۳۱۷-۳۱۸-۳۱۹-۳۲۰-۳۲۱-۳۲۲-۳۲۳-۳۲۴-۳۲۵-۳۲۶-۳۲۷-۳۲۸-۳۲۹-۳۳۰-۳۳۱-۳۳۲-۳۳۳-۳۳۴-۳۳۵-۳۳۶-۳۳۷-۳۳۸-۳۳۹-۳۴۰-۳۴۱-۳۴۲-۳۴۳-۳۴۴-۳۴۵-۳۴۶-۳۴۷-۳۴۸-۳۴۹-۳۵۰-۳۵۱-۳۵۲-۳۵۳-۳۵۴-۳۵۵-۳۵۶-۳۵۷-۳۵۸-۳۵۹-۳۶۰-۳۶۱-۳۶۲-۳۶۳-۳۶۴-۳۶۵-۳۶۶-۳۶۷-۳۶۸-۳۶۹-۳۷۰-۳۷۱-۳۷۲-۳۷۳-۳۷۴-۳۷۵-۳۷۶-۳۷۷-۳۷۸-۳۷۹-۳۸۰-۳۸۱-۳۸۲-۳۸۳-۳۸۴-۳۸۵-۳۸۶-۳۸۷-۳۸۸-۳۸۹-۳۹۰-۳۹۱-۳۹۲-۳۹۳-۳۹۴-۳۹۵-۳۹۶-۳۹۷-۳۹۸-۳۹۹-۴۰۰-۴۰۱-۴۰۲-۴۰۳-۴۰۴-۴۰۵-۴۰۶-۴۰۷-۴۰۸-۴۰۹-۴۱۰-۴۱۱-۴۱۲-۴۱۳-۴۱۴-۴۱۵-۴۱۶-۴۱۷-۴۱۸-۴۱۹-۴۲۰-۴۲۱-۴۲۲-۴۲۳-۴۲۴-۴۲۵-۴۲۶-۴۲۷-۴۲۸-۴۲۹-۴۳۰-۴۳۱-۴۳۲-۴۳۳-۴۳۴-۴۳۵-۴۳۶-۴۳۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۰-۴۴۱-۴۴۲-۴۴۳-۴۴۴-۴۴۵-۴۴۶-۴۴۷-۴۴۸-۴۴۹-۴۵۰-۴۵۱-۴۵۲-۴۵۳-۴۵۴-۴۵۵-۴۵۶-۴۵۷-۴۵۸-۴۵۹-۴۶۰-۴۶۱-۴۶۲-۴۶۳-۴۶۴-۴۶۵-۴۶۶-۴۶۷-۴۶۸-۴۶۹-۴۷۰-۴۷۱-۴۷۲-۴۷۳-۴۷۴-۴۷۵-۴۷۶-۴۷۷-۴۷۸-۴۷۹-۴۸۰-۴۸۱-۴۸۲-۴۸۳-۴۸۴-۴۸۵-۴۸۶-۴۸۷-۴۸۸-۴۸۹-۴۹۰-۴۹۱-۴۹۲-۴۹۳-۴۹۴-۴۹۵-۴۹۶-۴۹۷-۴۹۸-۴۹۹-۵۰۰-۵۰۱-۵۰۲-۵۰۳-۵۰۴-۵۰۵-۵۰۶-۵۰۷-۵۰۸-۵۰۹-۵۱۰-۵۱۱-۵۱۲-۵۱۳-۵۱۴-۵۱۵-۵۱۶-۵۱۷-۵۱۸-۵۱۹-۵۲۰-۵۲۱-۵۲۲-۵۲۳-۵۲۴-۵۲۵-۵۲۶-۵۲۷-۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰-۵۳۱-۵۳۲-۵۳۳-۵۳۴-۵۳۵-۵۳۶-۵۳۷-۵۳۸-۵۳۹-۵۴۰-۵۴۱-۵۴۲-۵۴۳-۵۴۴-۵۴۵-۵۴۶-۵۴۷-۵۴۸-۵۴۹-۵۵۰-۵۵۱-۵۵۲-۵۵۳-۵۵۴-۵۵۵-۵۵۶-۵۵۷-۵۵۸-۵۵۹-۵۶۰-۵۶۱-۵۶۲-۵۶۳-۵۶۴-۵۶۵-۵۶۶-۵۶۷-۵۶۸-۵۶۹-۵۷۰-۵۷۱-۵۷۲-۵۷۳-۵۷۴-۵۷۵-۵۷۶-۵۷۷-۵۷۸-۵۷۹-۵۸۰-۵۸۱-۵۸۲-۵۸۳-۵۸۴-۵۸۵-۵۸۶-۵۸۷-۵۸۸-۵۸۹-۵۹۰-۵۹۱-۵۹۲-۵۹۳-۵۹۴-۵۹۵-۵۹۶-۵۹۷-۵۹۸-۵۹۹-۶۰۰-۶۰۱-۶۰۲-۶۰۳-۶۰۴-۶۰۵-۶۰۶-۶۰۷-۶۰۸-۶۰۹-۶۱۰-۶۱۱-۶۱۲-۶۱۳-۶۱۴-۶۱۵-۶۱۶-۶۱۷-۶۱۸-۶۱۹-۶۲۰-۶۲۱-۶۲۲-۶۲۳-۶۲۴-۶۲۵-۶۲۶-۶۲۷-۶۲۸-۶۲۹-۶۳۰-۶۳۱-۶۳۲-۶۳۳-۶۳۴-۶۳۵-۶۳۶-۶۳۷-۶۳۸-۶۳۹-۶۴۰-۶۴۱-۶۴۲-۶۴۳-۶۴۴-۶۴۵-۶۴۶-۶۴۷-۶۴۸-۶۴۹-۶۵۰-۶۵۱-۶۵۲-۶۵۳-۶۵۴-۶۵۵-۶۵۶-۶۵۷-۶۵۸-۶۵۹-۶۶۰-۶۶۱-۶۶۲-۶۶۳-۶۶۴-۶۶۵-۶۶۶-۶۶۷-۶۶۸-۶۶۹-۶۷۰-۶۷۱-۶۷۲-۶۷۳-۶۷۴-۶۷۵-۶۷۶-۶۷۷-۶۷۸-۶۷۹-۶۸۰-۶۸۱-۶۸۲-۶۸۳-۶۸۴-۶۸۵-۶۸۶-۶۸۷-۶۸۸-۶۸۹-۶۹۰-۶۹۱-۶۹۲-۶۹۳-۶۹۴-۶۹۵-۶۹۶-۶۹۷-۶۹۸-۶۹۹-۷۰۰-۷۰۱-۷۰۲-۷۰۳-۷۰۴-۷۰۵-۷۰۶-۷۰۷-۷۰۸-۷۰۹-۷۱۰-۷۱۱-۷۱۲-۷۱۳-۷۱۴-۷۱۵-۷۱۶-۷۱۷-۷۱۸-۷۱۹-۷۲۰-۷۲۱-۷۲۲-۷۲۳-۷۲۴-۷۲۵-۷۲۶-۷۲۷-۷۲۸-۷۲۹-۷۳۰-۷۳۱-۷۳۲-۷۳۳-۷۳۴-۷۳۵-۷۳۶-۷۳۷-۷۳۸-۷۳۹-۷۴۰-۷۴۱-۷۴۲-۷۴۳-۷۴۴-۷۴۵-۷۴۶-۷۴۷-۷۴۸-۷۴۹-۷۵۰-۷۵۱-۷۵۲-۷۵۳-۷۵۴-۷۵۵-۷۵۶-۷۵۷-۷۵۸-۷۵۹-۷۶۰-۷۶۱-۷۶۲-۷۶۳-۷۶۴-۷۶۵-۷۶۶-۷۶۷-۷۶۸-۷۶۹-۷۷۰-۷۷۱-۷۷۲-۷۷۳-۷۷۴-۷۷۵-۷۷۶-۷۷۷-۷۷۸-۷۷۹-۷۸۰-۷۸۱-۷۸۲-۷۸۳-۷۸۴-۷۸۵-۷۸۶-۷۸۷-۷۸۸-۷۸۹-۷۹۰-۷۹۱-۷۹۲-۷۹۳-۷۹۴-۷۹۵-۷۹۶-۷۹۷-۷۹۸-۷۹۹-۸۰۰-۸۰۱-۸۰۲-۸۰۳-۸۰۴-۸۰۵-۸۰۶-۸۰۷-۸۰۸-۸۰۹-۸۱۰-۸۱۱-۸۱۲-۸۱۳-۸۱۴-۸۱۵-۸۱۶-۸۱۷-۸۱۸-۸۱۹-۸۲۰-۸۲۱-۸۲۲-۸۲۳-۸۲۴-۸۲۵-۸۲۶-۸۲۷-۸۲۸-۸۲۹-۸۳۰-۸۳۱-۸۳۲-۸۳۳-۸۳۴-۸۳۵-۸۳۶-۸۳۷-۸۳۸-۸۳۹-۸۴۰-۸۴۱-۸۴۲-۸۴۳-۸۴۴-۸۴۵-۸۴۶-۸۴۷-۸۴۸-۸۴۹-۸۵۰-۸۵۱-۸۵۲-۸۵۳-۸۵۴-۸۵۵-۸۵۶-۸۵۷-۸۵۸-۸۵۹-۸۶۰-۸۶۱-۸۶۲-۸۶۳-۸۶۴-۸۶۵-۸۶۶-۸۶۷-۸۶۸-۸۶۹-۸۷۰-۸۷۱-۸۷۲-۸۷۳-۸۷۴-۸۷۵-۸۷۶-۸۷۷-۸۷۸-۸۷۹-۸۸۰-۸۸۱-۸۸۲-۸۸۳-۸۸۴-۸۸۵-۸۸۶-۸۸۷-۸۸۸-۸۸۹-۸۹۰-۸۹۱-۸۹۲-۸۹۳-۸۹۴-۸۹۵-۸۹۶-۸۹۷-۸۹۸-۸۹۹-۹۰۰-۹۰۱-۹۰۲-۹۰۳-۹۰۴-۹۰۵-۹۰۶-۹۰۷-۹۰۸-۹۰۹-۹۱۰-۹۱۱-۹۱۲-۹۱۳-۹۱۴-۹۱۵-۹۱۶-۹۱۷-۹۱۸-۹۱۹-۹۲۰-۹۲۱-۹۲۲-۹۲۳-۹۲۴-۹۲۵-۹۲۶-۹۲۷-۹۲۸-۹۲۹-۹۳۰-۹۳۱-۹۳۲-۹۳۳-۹۳۴-۹۳۵-۹۳۶-۹۳۷-۹۳۸-۹۳۹-۹۴۰-۹۴۱-۹۴۲-۹۴۳-۹۴۴-۹۴۵-۹۴۶-۹۴۷-۹۴۸-۹۴۹-۹۵۰-۹۵۱-۹۵۲-۹۵۳-۹۵۴-۹۵۵-۹۵۶-۹۵۷-۹۵۸-۹۵۹-۹۶۰-۹۶۱-۹۶۲-۹۶۳-۹۶۴-۹۶۵-۹۶۶-۹۶۷-۹۶۸-۹۶۹-۹۷۰-۹۷۱-۹۷۲-۹۷۳-۹۷۴-۹۷۵-۹۷۶-۹۷۷-۹۷۸-۹۷۹-۹۸۰-۹۸۱-۹۸۲-۹۸۳-۹۸۴-۹۸۵-۹۸۶-۹۸۷-۹۸۸-۹۸۹-۹۹۰-۹۹۱-۹۹۲-۹۹۳-۹۹۴-۹۹۵-۹۹۶-۹۹۷-۹۹۸-۹۹۹-۱۰۰۰-۱۰۰۱-۱۰۰۲-۱۰۰۳-۱۰۰۴-۱۰۰۵-۱۰۰۶-۱۰۰۷-۱۰۰۸-۱۰۰۹-۱۰۱۰-۱۰۱۱-۱۰۱۲-۱۰۱۳-۱۰۱۴-۱۰۱۵-۱۰۱۶-۱۰۱۷-۱۰۱۸-۱۰۱۹-۱۰۲۰-۱۰۲۱-۱۰۲۲-۱۰۲۳-۱۰۲۴-۱۰۲۵-۱۰۲۶-۱۰۲۷-۱۰۲۸-۱۰۲۹-۱۰۳۰-۱۰۳۱-۱۰۳۲-۱۰۳۳-۱۰۳۴-۱۰۳۵-۱۰۳۶-۱۰۳۷-۱۰۳۸-۱۰۳۹-۱۰۴۰-۱۰۴۱-۱۰۴۲-۱۰۴۳-۱۰۴۴-۱۰۴۵-۱۰۴۶-۱۰۴۷-۱۰۴۸-۱۰۴۹-۱۰۵۰-۱۰۵۱-۱۰۵۲-۱۰۵۳-۱۰۵۴-۱۰۵۵-۱۰۵۶-۱۰۵۷-۱۰۵۸-۱۰۵۹-۱۰۶۰-۱۰۶۱-۱۰۶۲-۱۰۶۳-۱۰۶۴-۱۰۶۵-۱۰۶۶-۱۰۶۷-۱۰۶۸-۱۰۶۹-۱۰۷۰-۱۰۷۱-۱۰۷۲-۱۰۷۳-۱۰۷۴-۱۰۷۵-۱۰۷۶-۱۰۷۷-۱۰۷۸-۱۰۷۹-۱۰۸۰-۱۰۸۱-۱۰۸۲-۱۰۸۳-۱۰۸۴-۱۰۸۵-۱۰۸۶-۱۰۸۷-۱۰۸۸-۱۰۸۹-۱۰۹۰-۱۰۹۱-۱۰۹۲-۱۰۹۳-۱۰۹۴-۱۰۹۵-۱۰۹۶-۱۰۹۷-۱۰۹۸-۱۰۹۹-۱۱۰۰-۱۱۰۱-۱۱۰۲-۱۱۰۳-۱۱۰۴-۱۱۰۵-۱۱۰۶-۱۱۰۷-۱۱۰۸-۱۱۰۹-۱۱۱۰-۱۱۱۱-۱۱۱۲-۱۱۱۳-۱۱۱۴-۱۱۱۵-۱۱۱۶-۱۱۱۷-۱۱۱۸-۱۱۱۹-۱۱۲۰-۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۲۳-۱۱۲۴-۱۱۲۵-۱۱۲۶-۱۱۲۷-۱۱۲۸-۱۱۲۹-۱۱۳۰-۱۱۳۱-۱۱۳۲-۱۱۳۳-۱۱۳۴-۱۱۳۵-۱۱۳۶-۱۱۳۷-۱۱۳۸-۱۱۳۹-۱۱۴۰-۱۱۴۱-۱۱۴۲-۱۱۴۳-۱۱۴۴-۱۱۴۵-۱۱۴۶-۱۱۴۷-۱۱۴۸-۱۱۴۹-۱۱۵۰-۱۱۵۱-۱۱۵۲-۱۱۵۳-۱۱۵۴-۱۱۵۵-۱۱۵۶-۱۱۵۷-۱۱۵۸-۱۱۵۹-۱۱۶۰-۱۱۶۱-۱۱۶۲-۱۱۶۳-۱۱۶۴-۱۱۶۵-۱۱۶۶-۱۱۶۷-۱۱۶۸-۱۱۶۹-۱۱۷۰-۱۱۷۱-۱۱۷۲-۱۱۷۳-۱۱۷۴-۱۱۷۵-۱۱۷۶-۱۱۷۷-۱۱۷۸-۱۱۷۹-۱۱۸۰-۱۱۸۱-۱۱۸۲-۱۱۸۳-۱۱۸۴-۱۱۸۵-۱۱۸۶-۱۱۸۷-۱۱۸۸-۱۱۸۹-۱۱۹۰-۱۱۹۱-۱۱۹۲-۱۱۹۳-۱۱۹۴-۱۱۹۵-۱۱۹۶-۱۱۹۷-۱۱۹۸-۱۱۹۹-۱۲۰۰-۱۲۰۱-۱۲۰۲-۱۲۰۳-۱۲۰۴-۱۲۰۵-۱۲۰۶-۱۲۰۷-۱۲۰۸-۱۲۰۹-۱۲۱۰-۱۲۱۱-۱۲۱۲-۱۲۱۳-۱۲۱۴-۱۲۱۵-۱۲۱۶-۱۲۱۷-۱۲۱۸-۱۲۱۹-۱۲۲۰-۱۲۲۱-۱۲۲۲-۱۲۲۳-۱۲۲۴-۱۲۲۵-۱۲۲۶-۱۲۲۷-۱۲۲۸-۱۲۲۹-۱۲۳۰-۱۲۳۱-۱۲۳۲-۱۲۳۳-۱۲۳۴-۱۲۳۵-۱۲۳۶-۱۲۳۷-۱۲۳۸-۱۲۳۹-۱۲۴۰-۱۲۴۱-۱۲۴۲-۱۲۴۳-۱۲۴۴-۱۲۴۵-۱۲۴۶-۱۲۴۷-۱۲۴۸-۱۲۴۹-۱۲۵۰-۱۲۵۱-۱۲۵۲-۱۲۵۳-۱۲۵۴-۱۲۵۵-۱۲۵۶-۱۲۵۷-۱۲۵۸-۱۲۵۹-۱۲۶۰-۱۲۶۱-۱۲۶۲-۱۲۶۳-۱۲۶۴-۱۲۶۵-۱۲۶۶-۱۲۶۷-۱۲۶۸-۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱-۱۲۷۲-۱۲۷۳-۱۲۷۴-۱۲۷۵-۱۲۷۶-۱۲۷۷-۱۲۷۸-۱۲۷۹-۱۲۸۰-۱۲۸۱-۱۲۸۲-۱۲۸۳-۱۲۸۴-۱۲۸۵-۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸-۱۲۸۹-۱۲۹۰-۱۲۹۱-۱۲۹۲-۱۲۹۳-۱۲۹۴-۱۲۹۵-۱۲۹۶-۱۲۹۷-۱۲۹۸-۱۲۹۹-۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴

تواتر طبقہ یہ معلوم ہو کہ کس نے کس سے لیا بلکہ یہ معلوم ہو کہ پچھلی نسل نے اگلی نسل سے لیا۔

تواتر قدر مشارک :- حدیث کی ایک خبر واحد آئی ہوں اس میں قدر مشترک متفق علیہ وہ حصہ حاصل ہوا جو تواتر کو پہنچا۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات جو کہ تواتر ہیں کچھ خبر احاد ہیں ان اخبار احاد میں اگر کوئی مضمون قدر مشترک مل جاتا ہے تو وہ قطعی ہو جاتا ہے۔

بعض احادیث ایسی ہیں جو باعتبار الفاظ اور سند کے تواتر نہیں ہیں وہ باعتبار معنی کے تواتر ہو جاتی ہیں اگر ان کے معنی اتنے راویوں اور سندوں سے آئے ہوں کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال، تواتر توارث - نسل سے نسل نے لیا ہو یعنی بیٹے نے باپ سے لیا، اس نے اپنے باپ سے لیا۔ متصل جس کی سندیں از اول تا آخر ایک راوی بھی ساقط نہ ہوا ہو۔

احاد - جو روایت متواتر نہ ہو۔

مرفوع جس حدیث کی سند رسول کریم پر پہنچی ہو۔ اور تمام راوی ثقہ ہوں  
شاذ - اگر ثقہ راوی نے کوئی ایسی روایت کی کہ جو اس سے راجح راوی کی روایت کی خلاف ہے تو اس روایت کو شاذ کہیں گے۔

مرسل - تابعی سے اوپر کا راوی جس حدیث کا ساقط ہو

مشہور - وہ صحیح روایت جس کے ہر طبقہ میں کم از کم تین راوی ضرور ہوں یا جبکی روایت عہد صحابہ میں کم ہوئی ہو اور بعد کو کچھ زیادہ ہوئی ہو۔ اس میں یہ ضرور نہیں کہ رُواۃ کا سلسلہ ابتدا سے انتہا تک یکساں ہو۔

منقطع جس حدیث کی سند سے ایک یا کئی راوی متفرق مقامات سے ساقط ہوں۔  
اثر - قول و فعل و تقریر تابعی۔

محدث جو شخص علوم دینیہ کا متبحر فاضل اور ماہر علوم حدیث ہو اور درس تدریس اور تصنیف و تالیف علم حدیث میں مشغول ہو۔

مفسر - جو شخص درس و تدریس و تالیف تصنیف علم حدیث میں مشغول ہو اور علوم دینیہ کا متبحر فاضل اور ماہر علوم تفسیر ہو۔ و تحقیق محدث و مفسر کی کوئی تقسیم قدیم سے نہیں ہے بلکہ بعض مصنفین حال نے ایسا کیا ہے،

طرق - سلسلہ روایت - سنت قول و فعل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صحاح ستہ - حدیث کی چھ کتابیں، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ۔ اسی ترتیب سے ان کتابوں کا مرتبہ ہے۔

ائمۃ ستہ - حدیث کے چھ امام - امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی - امام ابوداؤد امام نسائی - امام ابن ماجہ۔

ائمۃ خمسہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد - امام نسائی۔  
وحی جو حکم خدا کی طرف سے رسول کریم پر نازل ہوا۔ اسکی دو قسمیں ہیں، وحی خفی، وحی جلی  
وحی جلی جس کے الفاظ من جانب اللہ حضور پر نازل ہوئے اور آپ نے اس کو پڑھکر  
سنایا اس کو وحی متلو بھی کہتے ہیں، یہ قرآن مجید ہے،

وحی خفی جس کا مطلب حضور کے قلب مبارک پر نازل ہوتا تھا، اور اس کو حضور نے  
الفاظ و عبارت میں بیان فرماتے تھے، اس کو وحی غیر متلو بھی کہتے ہیں یہ حدیث ہے،  
تعامل - عملدرآمد۔

متن - روایت کی اصل عبارت

شیخین امام بخاری و مسلم

مکثرین جن اصحاب کی مرویات کی تعداد ہزار یا اس سے زیادہ ہے،

متوسطین - جن اصحاب کی مرویات کی تعداد پانچ سو یا اس سے زیادہ ہے۔

مقلین جن اصحاب کی مرویات کی تعداد پانچ سو سے کم ہے،

اقلین جن اصحاب کی مرویات کی تعداد چالیس سے کم ہے،

متفق علیہ وہ حدیث جس کو امام بخاری و امام مسلم دونوں نے روایت کیا ہو

افراد بخاری جن کو صرف امام بخاری نے روایت کیا ہو۔

افراد مسلم جن کو صرف امام مسلم نے روایت کیا ہو۔

اصح الاسانید جن روایت کے تمام راوی ہر طرح اعلیٰ درجہ کے ہوں۔

بعض ائمہ نے کہا ہے کہ اصح الاسانید امام زین العابدین ہیں جبکہ وہ اپنے باپ امام حسین اور وہ  
حضرت علی سے روایت کریں۔

بعض کا قول ہے کہ نافع تابعی ہیں جبکہ وہ حضرت ابن عمر سے روایت کریں۔

بعض کا قول ہے کہ امام زہری ہیں جبکہ وہ سالم سے اور سالم حضرت ابن عمر سے روایت کریں۔



بعض کا قول ہے کہ محمد بن سیرین ہیں جبکہ وہ عبیدہ بن عمر سے اور حضرت علی سے روایت کریں  
بعض کا قول ہے کہ ابراہیم نخعی ہیں جبکہ وہ علقمہ سے اور وہ حضرت ابن مسعود سے روایت کریں  
سلسلۃ الذہب - وہ روایت جس کو امام مالک نافع تابعی سے بواسطہ حضرت ابن عمر  
روایت کریں۔

مسند - حدیث کی وہ کتاب جس میں احادیث کو ترتیب صحابہ جمع کیا گیا ہو خواہ باعتبار  
حروف تہجی، خواہ باعتبار سبقت اسلام خواہ باعتبار شرافت نبی -  
شرائط شیخیہ - الم بخاری و امام مسلم نے جو شرطیں قبول حدیث کیلئے مقرر کی ہیں -  
نص - آیت قرآن -  
جرح - ذمائم بیان کرنا -  
تحدیل - اوصاف بیان کرنا -

ضعیف وہ راوی جس میں کوئی عیب ہو، یعنی بد حافظہ ہو، وہمی ہو غلط بیان کرتا ہو وغیرہ  
مچھولی جس راوی کا حال مفصل معلوم نہ ہو۔ اس کا پتہ نشان مذکور نہ ہو۔

طبقات رواۃ محدثین نے راویوں کے چار درجے مقرر کئے ہیں چہا اعتبار ان کے علم  
فضل، زہد و تقویٰ، صحت و فراست، عقائد و اعمال کے مقرر کئے گئے ہیں، جس درجہ کا راوی ہوگا  
اسی حد تک اس کی روایت پر بھروسہ کیا جائیگا۔ سب زیادہ معتبر راوی درجہ چار کے ہیں۔

طبقات کتب حدیث - کتب حدیث کے بھی طبقات ہیں جس طبقہ کی کتاب ہوگی  
اسی درجہ پر اس کی روایت پر اعتماد ہوگا۔ کتب صحیح ستہ میں صحیح بخاری و صحیح مسلم اول طبقہ ہیں  
جامع ترمذی، سنن ابی داؤد و سنن نسائی طبقہ دوم ہیں اور سنن ابن ماجہ طبقہ سوم ہیں۔

روایۃ بالمعنی - راوی نے حدیث میں اس طرح اختصار کر لیا کہ مطلب میں فرق نہ آیا۔  
یا الفاظ حدیث کو یاد نہ رکھا اور مطلب محفوظ رکھا اور اس کو اپنی عبارت میں بیان کیا۔

روایۃ باللفظ - راوی نے حدیث کے اصل الفاظ کو محفوظ رکھا ہو۔

مستحلی - محدثین کے درس میں ہزاروں طالب علم ہوتے تھے، اہل شیخ کی آواز ہر شخص تک  
نہ پہنچ سکتی تھی، اس لئے شیوخ کو درمیان میں کسی ہوشیار طالب علم کو کھڑا کر دیتے تھے جو شیخ  
کے الفاظ کو بلند آواز سے پھراتا تھا۔

# طبقات المفترین

علماء کو امام نے مفترین کے طبقات قائم کئے ہیں، امام جلال الدین سیوطی نے اپنے عہد تک فاضلاً آٹھ طبقے قرار دئے ہیں۔

نواب صدیق حسن خان نے اکسیر فی اصول التفسیر میں اپنے عہد تک تیرہ طبقے قرار دئے ہیں، نواب صاحب نے طبقہ نہم کے بعد جو تقسیم کی ہے وہ سوائے طوالت کے کچھ نہیں اور بارہویں طبقہ میں بڑے بڑے مفترین کو چھوڑ کر اپنے والد سید اولاد حسن مفتر آید ویل للمطففین کو شامل کر دیا ہے، مولانا عبدالحق دہلوی مفتر تفسیر حقانی نے اپنے عہد تک نو طبقہ قائم کئے ہیں، اور طبقہ نہم کو نویں صدی سے لیکر چودہویں صدی تک وسعت دی ہے، ایسی وسعت کسی طبقہ کو حاصل نہیں یہ اختصار بھی مناسب نہیں۔ خاکسار نے طبقہ نہم تک مولانا کی تقسیم کو نقل کیا ہے اور طبقات دہم و یاز دہم و دوازدہم خود قائم کئے ہیں۔

طبقات قائم کرنے سے یہ مقصد نہیں ہے کہ جس قدر اسماء و طبقات میں آئے ہیں بس وہی مفسر ہیں۔ یا وہ ایسے مستند ہیں کہ ان کی ہر بات قابل تسلیم ہے بلکہ ہر عہد کے دو دو چار چار مفسرین کے نام لکھ دیئے جاتی اُن کے معاصرین اسی طبقہ میں شمار کئے جائینگے۔ تمام مفترین کی مکمل فہرست ترتیب کرنا ممکن ہی نہیں۔

## طبقہ اول

اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب مفسر قرآن تھے، لیکن ان میں زیادہ مشہور یہ دس حضرات تھے ان میں بھی حضرت علی و حضرت عبداللہ بن عباس کو تفسیر میں زیادہ ملکہ تھا۔ ابو بکر صدیق متوفی ۳۲ھ - عمر فاروق ۳۴ھ - عثمان غنی ۳۵ھ - علی رضی اللہ عنہ - عبداللہ ابن مسعود ۳۴ھ - عبداللہ بن عباس ۳۵ھ - عبداللہ بن زبیر ۳۶ھ - ابی بن کعب ۳۵ھ - زید بن ثابت ۳۶ھ - ابو موسیٰ اشعری ۳۴ھ۔

## طبقہ دوم

مرہ ہمدانی ۴۶ھ - ابوالعالیہ ۴۹ھ - سعید بن جبیر ۵۰ھ - عکرمہ ۵۰ھ - ضحاک بن راہم ۵۰ھ - طاؤس بن کيسان ۵۰ھ - حسن البصری ۵۰ھ - عطیہ بن عوفی ۵۰ھ - عطاء بن ابی رباح ۵۲ھ

قاده بن دعامة سنة ۱۱۰۰ - محمد بن كعب قرظي سنة ۱۱۰۰ - مجاهد سنة ۱۱۰۰ - عطارد بن ابی سلم خراساني  
سنة ۱۱۰۰ - زيد بن اسلم سنة ۱۱۰۰ - ربيع بن انس سنة ۱۱۰۰ - عبد الرحمن بن زيد بن اسلم سنة ۱۱۰۰ - ابو مالك

### طبقه سوم

سفيان بن عيينه سنة ۱۱۹۰ - وكيع بن الجراح سنة ۱۱۹۰ - شعبه بن الحجاج سنة ۱۱۹۰ - يزيد بن هارون  
عبد الرزاق بن همام سنة ۱۱۹۰ - آدم بن ابی ایاس سنة ۱۱۹۰ - اسحاق بن راهويه سنة ۱۱۹۰ - روح بن  
عباده سنة ۱۱۹۰ - عبد بن حميد سنة ۱۱۹۰ - سعيد بن داود سنة ۱۱۹۰ - ابو بكر بن ابی شيبة سنة ۱۱۹۰ - ابن جريح  
سنة ۱۱۹۰ - اسمعيل - سدي بن عبد الرحمن سنة ۱۱۹۰ - مقاتل بن سليمان سنة ۱۱۹۰ - محمد بن سائب  
كلبي كوفي سنة ۱۱۹۰ - ابن قتيبة ابو محمد بن عبد الله بن سلم دينوري سنة ۱۱۹۰

### طبقه چهارم

جرب طبري سنة ۱۱۹۰ - ابو القاسم ابراهيم انما طي سنة ۱۱۹۰ - عبد الرحمن بن ابی حاتم سنة ۱۱۹۰ - ابن  
ابو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم سنة ۱۱۹۰ - ابن جبان ابو عبد الله محمد بن محمد سنة ۱۱۹۰ - ابن مردويه  
ابو شيخ عبد الله محمد بن محمد سنة ۱۱۹۰ - ابن المنذر سنة ۱۱۹۰ - ابو حنيفة دينوري سنة ۱۱۹۰

### طبقه پنجم

ابو عبد الرحمن محمد بن حسين سلمی نيشابوري سنة ۱۱۹۰ - ابو اسحاق احمد غلبي سنة ۱۱۹۰ - ابو محمد غنيد  
حويي سنة ۱۱۹۰ - ابو القاسم عبد الكريم قشيري سنة ۱۱۹۰ - ابو الحسن احمد طاهري نيشابوري سنة ۱۱۹۰

### طبقه ششم

ابو القاسم اسمعيل بن محمد اصفهاني سنة ۱۱۹۰ - ابو القاسم حكيم راغب اصفهاني سنة ۱۱۹۰ - امام غزالي  
ابو محمد حسين بن محمود بغوي سنة ۱۱۹۰ - ابن بروجان ابو القاسم عبد السلام بن عبد الرحمن سنة ۱۱۹۰ -  
ابو الحسن علي بن عراق خوارزمي سنة ۱۱۹۰ - ابو القاسم محمد بن عمر زرخشي سنة ۱۱۹۰

### طبقه هفتم

امام فخر الدين رازي سنة ۱۱۹۰ - محمد بن ابی بكر رازي سنة ۱۱۹۰ - نجم الدين زاهدي سنة ۱۱۹۰ - ابو محمد  
روزبهان سنة ۱۱۹۰ - امام ابو عبد الله محمد بن احمد الانصاري سنة ۱۱۹۰ - سرفق الدين احمد بن يوسف  
موصلي سنة ۱۱۹۰ - قاضي بيفادوي سنة ۱۱۹۰

### طبقه هشتم

ابو البركات عبد الله بن احمد نسفي سنة ۱۱۹۰ - هبة الله شرف الدين بن عبد الرحمن سنة ۱۱۹۰ - محمد بن

ابوالفداء عماد بن اسماعیل بن عمر بن کثیر <sup>۱۱۷۷ھ</sup>۔ شرف الدین عبدالواحد بن النیر <sup>۱۱۳۳ھ</sup>۔  
قطب الدین محمود بن مسعود شیرازی <sup>۱۱۷۷ھ</sup>۔ شرف الدین طیبی <sup>۱۱۷۳ھ</sup>۔

### طبقہ ہفتم

جلال الدین محلی <sup>۱۱۷۷ھ</sup>۔ علی بن احمد ہمامی <sup>۱۱۷۷ھ</sup>۔ ملک العلماء شہاب الدین <sup>۱۱۳۵ھ</sup>۔  
سعد الدین تغتازانی <sup>۱۱۷۳ھ</sup>۔ ملا حسین واعظ کاشفی <sup>۱۱۷۷ھ</sup>۔ ابو نعیم ولی الدین عراقی <sup>۱۱۷۲ھ</sup>۔  
عبدالرحمن بن عمر بلقینی <sup>۱۱۷۵ھ</sup>۔ مفتی ابوالسعود <sup>۱۱۷۲ھ</sup>۔ عصام الدین اسفرائینی <sup>۱۱۷۳ھ</sup>۔  
ابوالفیض فیضی <sup>۱۱۷۷ھ</sup>۔ جلال الدین سیوطی <sup>۱۱۷۱ھ</sup>۔

### طبقہ دہم

قاضی شوکانی <sup>۱۱۷۵ھ</sup>۔ قاضی ثناء اللہ بانی تپ <sup>۱۱۷۲ھ</sup>۔ شاہ ولی اللہ دہلوی <sup>۱۱۷۶ھ</sup>۔  
شاہ عبدالقادر دہلوی <sup>۱۱۷۳ھ</sup>۔ شاہ عبدالعزیز <sup>۱۱۷۹ھ</sup>۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی <sup>۱۱۷۲ھ</sup>۔  
نواب صدیق حسین خان <sup>۱۱۷۶ھ</sup>۔ سلیمان جل <sup>۱۱۷۲ھ</sup>۔ نواب قطب الدین خان <sup>۱۱۷۶ھ</sup>۔ مولوی فیض الدین <sup>۱۱۷۶ھ</sup>۔

### طبقہ یازدہم

مولانا احمد حسن امروہوی <sup>۱۱۷۳ھ</sup>۔ شیخ الہند مولانا محمود حسن دہلوی <sup>۱۱۷۳ھ</sup>۔ نواب قارنواز جنگ  
مولانا عبدالاحق دہلوی <sup>۱۱۷۹ھ</sup>۔ علامہ رشید رضا <sup>۱۱۷۵ھ</sup>۔

### طبقہ دوازدہم

### مفسرین حال

مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ابوالکلام، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حسین احمد مدنی۔  
مولوی ثناء اللہ امرتسری، شیخ عبدالہادی اکی۔ مولانا احمد علی لاہوری

## علوم تفسیر

علم تفسیر کا موضوع قرآن مجید ہے اس لئے جس قدر علوم کا تعلق قرآن مجید سے ہے ان کا  
تعلق تفسیر سے بھی ہے، علوم قرآنی کی تعداد تین سو سے زیادہ ہے، امام سیوطی نے ان کو اسی  
انواع میں محدود کیا ہے، ہم یہاں خاص خاص علوم کو کہتے ہیں اور جہاں تک تحقیق ہو سکے  
کہ کس کس علم پر پہلا مصنف کون ہے اس کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔  
علمہ کی ومدنی یعنی یہ معلوم کرنا کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی یا مدینہ میں۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے

کہ بتائے آیتوں کا علم حاصل ہوتا ہے جو بعد میں نازل ہونے کی وجہ سے کسی حکم سابق کی ممانعت ہوگی یا اس حکم کے مجموعہ کی تخصیص کرے گی۔ اس پر پہلی تصنیف ابو محمد کی بن ابی طالب قسیمی مقرر متوفی ۸۲۴ھ کی ہے

علم حضری و سفری۔ یہ معلوم کرنا کہ آیات حالات اقامت میں نازل ہوئی ہے یا مفق علم صیغی و شتائی۔ یہ معلوم کرنا کہ آیات موسم سرایں نازل ہوئی ہے یا گرمیوں علم فراشی و نومی۔ یہ معلوم کرنا کہ آیات اس وقت نازل ہوئی جبکہ حضور بستر پر آرام فرما رہے تھے مگر بیدار تھے یا حالت خواب میں تھے، یا اسراحت یا پلک جھپکنے کے وقت۔

علم ارضی و سماوی۔ بعض ایسی آیتیں ہیں کہ ان کا نزول نہ زمین پر ہوا نہ آسمان پر بلکہ فضا میں کسی مقام پر جیسے سورہ بقرہ کی آخری آیتیں کہ ان کا نزول جب ہوا کہ حضور رسالۃ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تھے، (صحیح مسلم)

علم ابتدائی۔ یعنی سب سے پہلے کونسی آیتیں نازل ہوئیں۔ اسی میں اوایل مخصوصہ شامل وہ آیتیں جو سب سے پہلے خاص خاص معاملات کے متعلق نازل ہوئیں۔

علم انتہائی یعنی سب سے آخر میں کون کون آیات نازل ہوئیں۔

علم سبب نزول یعنی یہ آیات کس موقع پر کس ضرورت سے کس سوال پر نازل ہوئی، اس میں سب سے پہلی تصنیف شیخ علی بن مدینی متوفی ۲۴۴ھ کی ہے۔

علم موافقات صحابہ یعنی کس صحابی نے کسی معاملہ کے متعلق کچھ کہا۔ اس ہی کی لئے کی موافق آیت نازل ہوئی۔

علم تکرار نزول یعنی ان آیتوں اور سورتوں کا علم جو مکرر نازل ہوئی ہیں اس پر شیخ ابو ثور عبد الکریم بن عبد الصمد طبری متوفی ۳۸۸ھ نے پہلی تصنیف کی۔

علم مقدم و مؤخر۔ ان آیات کا علم جن کا حکم ان کے نزول سے یا ان کا نزول ان کے حکم سے مؤخر ہوا۔

علم تفریق یعنی اس کا حکم کہ قرآن کے کون کون سے حصے متفرق نازل ہوئے ہیں، کیونکہ بعض سورتیں مکمل نازل ہوئی ہیں جیسے فاتحہ، اخلاص، کوثر وغیرہ۔

علم مشیع بعض آیتیں اور سورتیں ایسی ہیں کہ ان کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوا یعنی فرشتے ان کی مشایعت کے لئے آئے جیسے سورہ انعام جس وقت اس کا نزول ہوا، شتر ہزار فرشتے ساتھ آئے

علم سابق و خاص بعض آیتیں ایسی ہیں کہ ان کا نزول انبیاء سابقین پر بھی ہوا تھا بعض ایسی ہیں کہ جن کا نزول خاص حضور پر ہوا۔

علم کیفیت تنزیل۔ قرآن کے نازل ہونے کی کیفیت

علم اسماء قرآن و سور۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب درعی معروف ابن قیم جوزی متوفی ۷۵۱ھ کی ہے۔

علم جمع و ترتیب قرآن۔

علم تغلید یعنی سورتوں، آیتوں، کلمات، حروف کی تعداد کا علم اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو مشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری متوفی ۷۵۱ھ نے کی۔

علم حفاظ و رواۃ یعنی حفاظ و روایات کے حالات کا علم

علم اسناد۔ یعنی عالی و نازل اسناد کا علم۔

علم وقف و ابتداء یعنی جہاں سے قرات شروع کرنا چاہئے اور جہاں ٹھہرنا چاہئے

اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو اسحق ابراہیم بن سری نخوی متوفی ۳۱۶ھ کی ہے۔

علم موصول و مفصول یعنی جوبا اعتبار الفاظ کے بالترتیب ہیں اور باعتبار سنی کے علیحدہ معلوم ہوں۔

علم امالہ و فتح۔ امالہ اور فتح اُن فصحاء عرب کی زبان کی دو مشہور نشیں ہیں جن کی زبان

کے مطابق قرآن نازل ہوا۔ اہل حجاز کی زبان فتح کے لئے مخصوص ہے، اہل نجد امالہ کہنے والے ہیں

علم ادغام اظہار اخفاء اقلاب۔

علم مد و قصر۔

علم تخفیف ہمزہ۔

علم تحمل قرآن۔

علم آداب تلاوة اس پر پہلی تصنیف امامی الدین ابو زکریا یحییٰ نووی (نوی دمشقی کے پاس ایک موضع ہے) متوفی ۶۷۱ھ کی ہے۔

علم غریب۔ یعنی کم استعمال ہوتے والے الفاظ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو فہر سلخ متوفی ۷۴۱ھ کی ہے۔

علم الفاظ مختلفہ یعنی حجاز کی زبان کے سوا دیگر حصص عرب کی کون زبانوں کے الفاظ

قرآن میں آئے ہیں۔

علم الفاظ معرب یعنی ممالک غیر کی زبانوں کے کون سے الفاظ کو معرب کہے قرآن میں لایا گیا ہے، لیکن امام شافعی، امام ابن جریر، شیخ ابوعبیدہ، قاضی ابوبکر، شیخ ابن فارس جیسے مقتدر ائمہ اس کے قائل نہیں۔ اور درحقیقت یہی قول صحیح ہے۔ کیونکہ خود قرآن میں ارشاد ہے، قُرْآنًا عَرَبِيًّا یہ خیال بعض ہم شکل الفاظ سے بعض کو پیدا ہو گیا ہے، یا عربی زبان کا لفظ دوسری زبان میں چلا گیا ہے اور کسی خفیف تغیر سے رائج ہو گیا ہے، جیسے عربی لفظ ابرین کو بعض نے فارسی لفظ (آب ریز) کا معرب سمجھا ہے لیکن اس پر کوئی قطعی دلیل پیش نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ ابرین سے آب ریز منفرس کیا گیا ہے، کیونکہ عربی زبان ایک باقاعدہ اور مکمل اور تمام زبانوں سے زیادہ وسیع زبان ہے اُمّ اللسان ہے۔ دنیا کی سب سے قدیم زبان ہے، فارسی وغیرہ کو یہ بات کہاں نصیب ہے، صاحب کتاب علم الحروف (جو تحقیق السنۃ کے متعلق بہترین کتاب ہے) فنیقی زبان کو تمام زبانوں کی جڑ بتایا ہے لیکن صاحب موصوف نے اس پر نظر نہیں کیا کہ عبرین کے عرب عاملہ فنیقی شہر تھے ان کا قدیم وطن عرب تھا، ان کی زبان عربی تھی، تخیر زبان و مکان سے زبان میں تخیر واقع ہوا جس طرح آیول کے نقل مقام سے اصل تاریہ زبان یعنی قدیم ایرانی زبان سے ہندوستان کی زبان میں فرق ہو گیا ہے، اسی طرح عربی اور فنیقی میں فرق ہو گیا۔

عربی زبان ایک ایسی باقاعدہ اور وسیع زبان ہے کہ اسکی مثل دنیا کی کوئی زبان نہیں، کتب لغت صحیح جوہری میں چالیس ہزار لسان العرب، ابن مکرم اور قاموس مجمل الدین فیروز آبادی میں ساتھ ہزار آئے ہیں۔ عربی الفاظ کی تعداد ایک کروڑ تئیس لاکھ پانچ ہزار چار سو بارہ ہے۔ (کتاب العین خلیل ابن احمد بصری متوفی ۳۰۵ھ)

سال کے ۳۴ نام، نور کے ۲۱، ظلمت کے ۵۲۔ آفتاب کے ۲۹۔ ابر کے ۵۰۔ باڑوں کے ۶۴۔ کنوئیں کے ۸۸۔ پانی کے ۱۷۰۔ شراب کے ۱۰۰۔ شہد کے ۸۰۔ شیر کے ۶۰۰۔ سانپ کے ۲۰۰۔ تلوار کے ۲۰۰۰، جنگ کے ۲۰۰۰ گتے کے ۳۰۰ نام ہیں۔

ڈاکٹر لبیان کا قول ہے کہ عربی بول چال کی زبان میں کثرت سے محاورے ہیں جو شاید کسی زبان میں نہیں پائے جاتے عربی زبان میں سجد و سحت ہے، (متمدن عرب) عربی زبان کے متعلق ایک دفعہ نوشیروان اور نعمان بن المنذر میں سباحہ ہوا تو نوشیروان نے تسلیم کیا کہ عرب کی زبان طاقتور زبان ہے، (بلوغ اللادب فی احوال العرب)

والد ماجد نے اپنی کتاب میزان التحقیق میں ایک مضمون ثابت کیا ہے کہ عربی زبان علم الہیہ اور دنیا کی پہلی زبان ہے، اور اس میں وسعت و قوت ہمیشہ سے ہے، پروفیسر ونٹنی لکھتے ہیں کہ عربی زبان اسی قوت و بلاغت کے ساتھ حجاز کی سرزمین میں ماست بھی بولی جاتی تھی جبکہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو لیکر ارض موعود کے تلاش میں عرب کے وادیوں سے گذر رہے تھے۔ (اسٹڈیز آف انگلینڈ)

امام شافعی جیسے ماہر لسان کا قول ہے کہ عربی زبان میں ایسی وسعت ہے کہ اس کا احاطہ بحرینی کے اور کسی سے ممکن نہیں۔

بعض واقعات اور تاریخی کتب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم سے عربی کے سمجھنے اور جاننے والے تمام ممالک میں تھے، ہندوستان میں بھی عربی بولنے سمجھنے والے موجود تھے، ستیا رتھ پرکاش میں ہے کہ جب کوروں نے لاکھ کا گھر بنا کر پانڈوں کو اس کے اندر جانا چاہا تو ودیجی نے یدیشٹر کو عربی میں اس سے آگاہ کیا اور یدیشٹر نے عربی میں جواب دیا۔ (سمولاس گیارہ) تاریخ کی یاد سے پہلے سے شام، عراق، مصر، ایران، ہندوستان، چین وغیرہ تمام ممالک سے عربوں کے تجارتی تعلقات قائم تھے، اور عرب تجارت و سیاح آنے جاتے رہتے تھے۔ اب تک یہ کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا کہ سنسکرت یا چینی وغیرہ زبانوں کا کوئی جلتے والا عرب میں بھی تھا۔

کیا ام الالسنہ اور دنیا کی سب سے پہلی زبان اور ایسی وسیع و باقاعدہ زبان کو بھی عہد رسالت میں کسی دوسری زبان کے الفاظ لینے کی ضرورت واقع ہوئی ہوگی یہ مخاطب ہے جو منہ شکل الفاظ سے ہوا ہے چونکہ عربی ام الالسنہ ہے اور سب سے زیادہ وسیع ہے اس لئے اس کے الفاظ تمام زبانوں میں سمجھنے بعض لوگ غلطی سے ان الفاظ کو اس زبان کا ذاتی سرمایہ سمجھ گئے ہیں۔

کہا جاسکتا ہے کہ جدید ایجادات و معلومات جس ملک میں ہونگی اسی ملک والے اس کا کوئی نام تجویز کریں گے، جب اہل عرب اس کو لیں گے تو اسی نام کو معرب کریں گے، یہ ایک وسیع بحث ہے، یہاں صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ ایسی وسیع زبان میں ضرور کوئی مادہ اس قسم کا ہوگا جو اس شے پر منطبق ہو سکے گا یا معرب کرنے کا قاعدہ استعمال کیا جائیگا۔ لیکن قرآن مجید میں تو کوئی اس قسم کی چیزیں اور باتیں مذکور نہیں جس میں دوسری زبان کے الفاظ لینے کی ضرورت لاحق ہوئی، یہاں صرف قرآن کے متعلق بحث ہے نہ کہ عام اشیاء کے متعلق، قرآن میں دوسری زبان کے الفاظ آنے کا یہ



مولوی سید سلیمان ندوی نے اپنی کتاب ”عربی ہند کے تعلقات“ میں لکھا ہے کہ طوبی وغیرہ الفاظ کو بعض متقدمین نے زبان غیر کا لفظ قرار دیا ہے، یہ لغو اور غلط ہے۔

لیکن پھر سید صاحب نے خود ہی چند عربی الفاظ کو ہندی قرار دیا ہے۔ سید صاحب کی عبارت اس موقع پر ایسی ہے کہ پہلے فقرات سے ثابت ہوتا ہے کہ تین ہندی لفظ قرآن میں آئے ہیں۔ بعد کے فقرات سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ تین ہندی اشیاء کے نام قرآن میں موجود ہیں۔ اصل عبارت سید صاحب کی یہ ہے:-

”ہم ہندیوں کو بھی خنزیر کہہ مارے دیں گے بھی چند لفظ ایسے خوش نصیب ہیں جو اس پاک اور مقدس کتاب میں جگہ پا سکے، پہلے علمائے جن الفاظ کا ہندی ہونا ظاہر کیا تھا وہ تو لغو اور بے بنیاد تھے ہندو ایلچی کی نسبت یہ کہنا کہ ہندی میں اس کے معنی پینے کے ہیں یا طوبی کو ہندی کہنا جیسا سعید بن جبیر سے روایت ہے بنیاد ہے، مگر اس میں شک نہیں کہ جنت کی تعریف میں اس جنت نشان ملک کی تین خوشبوؤں کا ذکر ضرور ہے یعنی مسک (مشک) زنبیل (سونڈھ یا ادرك) اور کافور (کپور) (۱) و ۲، کتاب عرب ہند کے تعلقات مطبوعہ ہندوستانی اکادمی لاہور ۱۹۳۱ء)

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کی سب سے قدیم زبان میں مشک کو موسکا اور کتوری بھی کہتے تھے، ان دونوں میں موسکا ایسا لفظ ہے جس سے یسگان ہوتا ہے کہ مسک بنا ہو مگر یہ خیال اس لئے غلط ہے کہ موسکائیں کوئی حرف ایسا نہیں جس کو بدلنے یا حذف کرنے کی ضرورت اہل عرب کو ہوتی وہ موسکا ہی کہتے، ان ہندیوں کے استعمال میں یہ تاثر ہے کہ لفظ کی صورت بدل جاتی ہے، جیسے ایران کی قدیم زبانوں کے الفاظ بگڑ کر سنسکرت ہو گئے۔ ہندوستان کی زبان میں بلا ضرورت بھی حذف و اضافہ ثابت ہوتا ہے۔

|         |       |       |
|---------|-------|-------|
| فارسی   | ترند  | سنگرت |
| آشتی    | آستیا | آستکے |
| استخوان | است   | استے  |

یہ بھی صحیح نہیں کہ مشک صرف ہندوستان کی خوشبو ہے، مشک تو خطا و متن کا مشہور ہے غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ مشک سے موسکا بنا ہے۔

تو خیال کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسکو سنسکرت میں زرنجا بولا جاتا ہے، اس میں بھی کوئی حرف ایسا نہیں کہ جس کو بدلنے یا حذف کرنے کی ضرورت اہل عرب کو ہوتی، وہ اصل زرنجا بولا ہی لیتے، زرنجا بولا زرنجیل کی خرابی ہے،

اسی طرح کیورکا فور کی خرابی ہے عرب اگر کیور کو لیتے تو کفور کہتے، اس میں صرف پ کے بدلنے کی ضرورت تھی، الف کے اضافہ کی ضرورت نہ تھی۔

اگر کہا جائے کہ ہندوستانی پیدا واریں ہیں اس لئے ان کے نام بھی یہیں پیدا ہوئے تو یہ بھی صحیح نہیں، نہیں کہا جاسکتا کہ جزیرہ العرب میں یہ اشیاء کیس نہیں ہوتیں، اور اگر اب نہیں ہوتیں تو پہلے کیوں ہوتی تھیں، ممالک کے حالات بدل گئے۔ کثیر میں سلطان زین العابدین کے عہد میں لگتا اور چنا ہوتا تھا، اب نہیں ہوتا۔ اور اگر عرب میں نہیں ہوتیں تو کیا دنیا کے کسی خط میں نہیں ہوتیں مشک ہی کو لے لیجئے خطا و متن کا ہندوستان سے زیادہ اچھا ہوتا ہے پھر ہندوستان کی خصوصیت کا کیا سبب ہے۔

سید صاحب کو اس مضمون کے متعلق والد ماجد ظلہ نے خط لکھا تھا، سید صاحب نے جواب میں جرجی زیدان کی کتاب فلسفۃ اللغة العربیہ اور ڈاکٹر ارشد کی کتاب سوار السبیل اور اپنی کتاب لغات جبرہ اور لسان العرب وغیرہ کا حوالہ دیا۔ میں مانتا ہوں کہ بعض قدیم اہل لغت اور بعض جدید اہل لغت نے عربی میں بعض زبان کے الفاظ کی نشاندہی کی ہے، لیکن یہاں قرآن شریف کا سوال ہے، اور صرف یہی تین لفظ بحث طلب ہیں، اس کے علاوہ میرا یہ عقیدہ ہے اور میرے نزدیک یہ امر ثابت شدہ ہے کہ عربی زبان ام اللہ ہے اسی کے الفاظ تمام زبانوں میں گئے۔ تیس زبان و مکان سے صورت بدلتی بعض میں کچھ شبہت رہی بعض اس سے بھی آگے بڑھ گئے۔ پس شبہت کی وجہ سے بعض اہل لغت اور مصنفین کو خیال ہو گیا کہ یہ الفاظ زبان غیر کا سرمایہ ہیں عربی زبان کی وسعت و باقاعدگی میرے اس خیال کی زندہ شہادت ہے۔

بس تنگ نہ کرنا صبح مشفق مجھے اتنا یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کر ایسی اس طرح اگر الفاظ کے متعلق نکلیں لگائی جائیں تو قرآن مجید میں کثرت سے ہندی، فارسی، انگریزی، چینی وغیرہ زبان کے الفاظ ثابت ہو جائیں گے، لیکن سوائے اس کے کہ یہ ایک مضحکہ انگیز

طریقہ اور بعض اہل لغت کے غلط خیال کی پیروی ہے اور کچھ نہیں۔ قرآن مجید میں سان عرب کے  
سوا کسی زبان کا کوئی لفظ نہیں ہے،

اصل حقیقت یہ ہے کہ بعض متقدمین اور ان کی تقلید میں بعض متاخرین کو ہمیشگی الفاظ سے  
مخالطہ ہوا اور انہوں نے عربی لفظ کو جس زبان کا لفظ قرار دیا اس زبان میں اس لفظ کی تحقیقات  
نہیں کی۔

انہیں تین الفاظ کے متعلق اگر دیکھا جائے تو مشک کو سنکرت میں سب سے پہلے مرگ دہ،  
پھر مرگ نا بھ پھر کتوری کہا گیا ہے، مور کا شہ ع میں کہا گیا ہے، یہ وہ زمانہ ہے جب سندھ پر  
مرت سے سلمان حکمران تھے۔ اور طبائے ہند دربار خلافت میں باریاب ہو چکے تھے، اس لئے  
یہ مسک کی خرابی ہے۔ اسی طرح کافور کو گھنساہ، چندرہ، ستاہرہ کہتے تھے، شہ ع کی تصانیف  
میں کرپورم ہے جو کافور کی خرابی ہے۔

زنجبیل کو اول و شوبہیشیم پھر سوشدیم، پھر ناگرم آخر میں اس کا نام سنہٹی پڑ گیا، اردو لفظ  
سونٹھ اسی سے ہے، زرنجا بیرنا غالباً شہ ع کے بعد کہا گیا۔ شہ ع کی پہلے کی تصانیف میں مور کا  
وکرپورم و سنہٹی و زرنجا بیرا نہیں ہیں۔

علم وجوہ نظائر۔ اسپر غلہ مولیٰ ابن عباس متوفی ۱۵۰ھ و مقاتل بن سلیمان و علی بن  
ابی طلحہ ۲۳۳ھ کی تصانیف تھیں یہ تینوں ہم عصر تھے، انہیں کہا جاسکتا کہ شرف اولیت کس طرف ہے  
وجوہ وہ مشترک لفظ جو کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے، نظائر یا ہم موافقت رکھنے والے اراد  
وہم معنی الفاظ۔

علم ادوات یعنی حروف اور ان کے ہم شکل اسما و افعال اور اسما و ظروف کا علم  
علم صنائر۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی علی احمد بن جعفر دینوری متوفی ۳۸۹ھ کی ہے  
علم تذکیر و تانیث۔

علم تعریف و تنکیر۔  
علم افراد و جمع۔ اس پر سب سے پہلی تصنیف شیخ ابوالحسن محمد بن سعدہ الانخسلاوی  
۴۱۱ھ کی ہے۔

علم الفاظ مترادفہ۔

علم محکم و متشابهہ۔ متشابہ وہ آیات جو مختلف المعانی ہیں محکم اس کا عکس۔ اس پر

پہلی تصنیف شیخ برہان الدین ابوالقاسم محمود بن حمزہ بن نصر کانی معروف تاج القراءتہ کی ہے  
 علم مقدم ومؤخر، آیاتوں کا علم جن میں کلام کی تقدیم و تاخیر ہے۔  
 علم خاص و عام۔ عام وہ لفظ جو بغیر کسی حصر اور شمار کے اپنے مناسب معانی کا متعلق  
 کرے، خاص اس کے خلاف۔

علم کنایات و تعریض۔

علم حصر و اختصاص۔ مخصوص طریق سے کسی امر کو کسی امر کے ساتھ خاص کرنا  
 یا کسی امر کے لئے کوئی حکم ثابت کرنا۔ اس کے مساوی اس حکم کی نفی کرنا حصر کہلاتا ہے۔ حصر کو  
 قصر بھی کہتے ہیں۔

علم ایجاز و اطناب۔ اس پر پہلی تصنیف امام سیوطی رحمہ اللہ کی ہے۔  
 علم خبر و انشاء۔

علم بلاغ۔ یعنی مجاز۔ ارداف، تمثیل وغیرہ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو محمد قاسم  
 بن مسیح قرطبی رحمہ اللہ کی ہے۔

علم فواصل آیات جس طرح شعر کے آخری لفظ کو قافیہ اور سجع کے آخری لفظ کو  
 قرینہ کہتے ہیں اسی طرح آیت قرآن کا آخری کلمہ فاصلہ کہلاتا ہے۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ محمد  
 بن یزید واسطی رحمہ اللہ کی ہے۔

علم فوائد یعنی سورتوں کا افتتاح کس نوع سے ہوا۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو محمد  
 قاسم بن مسیح قرطبی رحمہ اللہ کی ہے۔

علم خواتم یعنی سورتوں کا اختتام کس نوع سے ہوا۔

علم مناسبت یعنی آیتوں اور سورتوں میں باہم کیا مناسبت ہے۔ اس پر پہلی تصنیف  
 شیخ ابوالفرج محمد بن علی ہمدانی متوفی ۷۴۸ھ کی ہے۔

علم آیات متشابہات اس پر پہلی تصنیف امام کسائی ۸۱۹ھ کی ہے۔

علم اعجاز قرآن اس پر پہلی تصنیف شیخ محمد بن یزید واسطی رحمہ اللہ کی ہے۔

علم استنباط علوم۔ اس پر پہلی تصنیف قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف

ابن العربی متوفی ۸۴۸ھ کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ قرآن مجید میں ستر ہزار علوم ہیں۔

ویدہ کو کو کیا آئے نظر کیا دیکھے آہنوں والا ترے جون کا تماشہ دیکھے  
 ڈاکٹر مورس فرانیسی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب (قرآن) تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے بلکہ ہم  
 کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں طیار کی ہیں۔ انہیں سب بہترین  
 کتاب ہمارے لئے انسان کی خیر و فلاح کے لئے فلاسفہ یونان کے لغویں سے کہیں اچھے ہیں۔  
 خدا کی عظمت سے اس کا حرف حرف لبریز ہے۔ قرآن عظیم کے لئے ایک علمی کتاب، شایقین علم لذت  
 کے لئے ذخیرہ نجات، شعراء کے لئے عرض کا مجموعہ، اور خرائع و قوانین کا عام انسائیکلو پیڈیا ہے  
 مسلمانوں کو اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہیں، اس کی فصاحت و بلاغت  
 انہیں سارے جہان کی فصاحت و بلاغت سے بے نیاز کرے ہوئے ہے۔ یہ واقعی بات ہے اور اس کی  
 واقعیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ بڑے بڑے نرشاپردازوں اور شاعروں کے سراسر کتاب آگے  
 جھک جاتے ہیں، اس کے عجائب ہیں جو روز بروز نئے نئے نکلتے رہتے ہیں اور اس کے اسرار ہیں جو  
 کبھی ختم نہیں ہوتے (لابارول)

مسلمان جب قرآن و حدیث میں غور کریں گے تو اپنی ہر دینی و دنیوی ضرورت کا علاج  
 اس میں پائیں گے۔ (ایک سچی نامہ نگار اخبار وطن مصر منقول از تاریخ الحدیث ط ۲)۔  
 میرا کیا منہ ہے کہ علوم قرآن کے متعلق کچھ لکھ سکوں یہ کام ایک متبحر فاضل محدث و مفتی کا  
 اس قسم کی کتابیں شائع ہو چکی ہیں کہ قرآن مجید سے کس کس طرح کس کن علوم کا استنباط کیا جاتا ہے  
 اور کون کون علوم موجود ہیں میری تحقیقات و محلیات اس معاملہ میں بمنزلہ صفر کے ہیں بطور  
 نمونہ اشارۃً چند علوم کا ذکر کرتا ہوں۔

علم حساب۔ اس علم کے اصول ہیں دو چیزیں ہیں عدیم، عدد و کسر۔  
 جو عدیم ہیں وہ حساب میں یا جمع کی صورت میں ہیں۔ یا تفریق کی یا ضرب یا تقسیم یا تنصیف،  
 یا تضییع کی صورت میں باقی قواعد انہیں کی فروغ ہیں۔  
 تفریق۔ عَاشَ مِنْهُمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا۔ انہیں زندہ بل پچاس کم الیہا برس

ضرب۔ مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ إِذَا  
 تَقْسِمَ۔ يُوْصِيكُمْ اللَّهُ فِي أَوْكَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ خِثْلٍ الْاُنْثِيَيْنِ اِذَا  
 عِلْمُ تَعْبِيرٍ رُؤْيَا۔ يَا اَبَتِ اِنِّیْ رَاَيْتُ اَحَدًا عَشَرَ كَوْكَبًا اِذَا

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رُسُولَهُ الرُّسُلَا -

علم مدایع - صنعت مراعاة النظیر الشمس والقمر بحسبان -

صنعت عکس - یُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ -

علم عروض - بحرل - نُفَا قَرَرْتُ نَوَا أَنْتَ تَشْهَدُ وَنَا (فاعلان فاعلان من فاعلان)

بحر متقارب - نَعْمَ السَّوْلَى وَنَعْمَ النَّصِيرُ - (فعلن فعلن فعلن فعلن)

وَيُرْزَقُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ -

علم الامثال - إِنْ أَوْهَنْ الْبُيُوتُ كَبِيتَ الْعُنُكُوتُ -

علم القیافہ - فَإِذَا جَاءَ الْحَوْثُ رَأَيْتَهُمْ يُنْظَرُونَ إِلَيْكَ -

علم صرف - قَدْ خَابَ مَنْ دَسَّهَا - دسا کی اصل دس ہے جب کئی حرف ایک صورت کے جمع ہوں تو تخفیفاً ایک کو بدلنا کسی دوسرے حرف سے منجملہ حرف ابدال کے بہتر ہوتا ہے لہذا ایک سین کو الف سے بدلا -

علم الرجال - قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْ عِلْمِهِ وَلَا لِبَابِهِمْ -

علم اخلاق - لَمَّا نَسِيَ اللَّهُ يَوْمَكَ بِالْعَدْلِ وَأَوَّلَ حَسْبَانِ - هَلْ جَزَاءُ الْوَحْشَانِ إِلَّا الْوَحْشَانِ

باقی علوم سیاست مدن، تفسیر منزل، جغرافیہ، تاریخ، نجوم وغیرہ سب موجود ہیں - اخلاق و تاریخ بہت زیادہ ہے، اور اخلاق کی ہر طرح مکمل تعلیم ہے -

اخلاقی احکام جو قرآن میں ہیں اپنی جگہ پر کامل ہیں (دیرینگی آت اسلام ڈاکٹر آرنلڈ)

قرآن کی عبارت نہایت فصیح و بلیغ اور مضامین عالی و لطیف ہیں - یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی

ایں نامصح نصیحت کر رہا ہے - اور کوئی حکیم غلطی حکمت بیان کر رہا ہے (ڈاکٹر فرک سورنجر جرمنی)

اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایسا درجہ موجود ہے جو کسی مذہب

میں نہیں پایا جاتا (لایف آف محمد سرولیم میور)

دنیا کی ملکی، مذہبی اور تمدنی ہدایتوں کے لئے کافی ہے، ہم حیران ہیں کہ ایسا عظیم الشان

ملکی اور تمدنی نظام کس طرح قائم کیا گیا (موسیو او جس کلوفل)

پروردگار عالم نے ان کو (مسلمانوں کو) قانون مکمل صورت میں مرحمت فرمایا ہے -

(شرح دہم سائتر مصنفہ لایف خلیفہ)

قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر زمانہ کے لئے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صدائیں

خواہ مخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں اور وہ محملوں اور ریگستانوں اور شہروں اور سلطنتوں میں گونجتا پھرتا ہے، (ڈاکٹر سمیل جانس)

قرآن انہوائی لطیف اور پاکیزہ زبان میں ہے۔ اس کتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی انسان اس کی مثل نہیں بنا سکتا، یہ لازوال معجزہ جو مردہ زندہ کرنے سے بہتر ہے (ڈاکٹر سیل) قرآن ایسا جامع اور روح افزا پیام ہے کہ ہندو دھرم اور مسیحیت کی کتابیں اس کے مقابلہ میں بمثل کوئی بیان پیش کر سکتی ہیں۔ (پروفیسر دیو جی داس)

ڈاکٹر شین لی لین پول نے لکھا ہے کہ قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی۔ اصولِ نبوت اور علوم حقایق سکھلائے (ڈاکٹر انس آف ہولی قرآن)

پروفیسر ہریٹ وائل نے لکھا ہے کہ قرآن اخلاقی ہدایتوں اور دانائی کی باتوں سے بھرا ہوا، قرآن نے عالم انسانیت کی زبردست اصلاح کی، جن اشخاص نے اس کے مضامین پر غور کیا ہے وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ایک مکمل قانونِ ہدایت ہے، انسانی زندگی کی کوئی سی شاخ لے لیجئے ناممکن ہے کہ اس شعبہ میں اس کی تعلیم پہنچائی نہ گرتی ہو۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے تو ایک بچہ دار آدمی بیک وقت دنیاوی اور روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہے۔ (لکچر ان اسلام)

مسٹر جان ڈیون پورٹ نے تحریر کیا ہے:۔ اس مذہبی قانون نے ایک طرف روح کی اصلاح کے لئے ہدایت کی ہے، اور دوسری طرف دنیاوی ترقی کے بیش بہا اصول تعلیم کئے ہیں (دی گریٹ پیچر)

ڈاکٹر لڈ ہیٹ کرل رقمطراز ہیں:۔ قرآن میں عقائدِ اخلاق اور ان کی بنیاد پر قانون کا مکمل مجموعہ موجود ہے۔ اس میں ایک وسیع جمہوری سلطنت کے ہر شعبہ کی بنیادیں بھی رکھی گئی ہیں تعلیمِ عدالتِ حربی، انتظاماتِ مالیات اور نہایت محتاط قانون ہے۔

ڈاکٹر راوڈیل رقمطراز ہیں:۔ اس کتاب کی تعلیم میں ایسے عناصر موجود ہیں جن کے ذریعہ زبردست اقوام اور فتوحات کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں، اس کی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں جو عملی قوتوں کا سرچشمہ ہیں۔

ڈاکٹر لڈ ہیٹ کرل لکھتے ہیں، قرآن میں عقائد و اخلاق کا مکمل باضابطہ قانون موجود ہے، وسیع جمہوریت، رشد و ہدایت، انصاف و عدالت، فوجی تنظیم و تربیت اور مالیات اور غرامہ کی

حمایت اور ترقی کے اعلیٰ آئیں موجود ہیں۔

موسیٰ و اوجین کلائ لہتے ہیں۔ قرآن مذہبی قواعد و احکام ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ اس اجتماعی اور شوشل احکام بھی موجود ہیں جو انسان کی زندگی کے لئے بہر حال مفید ہیں۔  
اپالوجی فار محمد انید قرآن میں ہے۔ قرآن میں قواعد دیوانی، فوجداری، سلوک باہمی پائے جاتے ہیں، مسائل نبات روح، حقوق رعایا، حقوق شخصی و نفع رسانی خلائق وغیرہ یہ تمام حوالے والد ماجد بذکر کی تصانیف باطل شکن، معجزات اسلام، میزان التحقیق و غازیان ہند سے نقل کئے گئے ہیں۔

علم مجمل و مباین محل وہ جس کی دلالت واضح ہو۔ مبین اس کے خلاف۔  
علم ناسخ و منسوخ۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو عبیدہ قاسم بن سلام رحمہ اللہ کی ہے  
علم آیات محتملہ یعنی اختلاف و تناقض کا وہم پیدا کرنے والی آیات، اس پر پہلی تصنیف محمد بن سنیر قطرب بصری کی ہے (۵۸۴ھ کے بعد وفات پائی)  
علم قرآن مطلق و قرآن مقید۔ مطلق وہ جو بغیر کسی قید کے باہت پر دلالت کرے، مقید اس کے خلاف۔

علم قرآن منطوق و قرآن مفہوم۔ منطوق جس معنی پر لفظ کی دلالت محل لفظ میں ہوتی ہے اگر وہ لفظ ایسے معنی کا فائدہ دیتا ہے کہ اس معنی کے سوا دوسرے معنی کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا تو وہ نص کہلائے گا۔ مفہوم لفظ کی دلالت معنی پر محل لفظ میں نہ ہو بلکہ اس سے خارج ہو۔  
علم وجوہ مخاطبات۔ یعنی قرآن میں کس وجہ سے خطاب کیا گیا۔ اس پر پہلی تصنیف کتاب النفیس نام ابن جوزی ۵۹۴ھ کی ہے، ابن جوزی نے پندرہ وجوہ بیان کئے ہیں اور بعض نے بیس سے زائد۔

علم حقیقۃ و مجاز۔ حقیقت یہ کہ الفاظ اپنے موضوع معنوں پر باقی ہوں مجاز اس کے خلاف، اس پر پہلی تصنیف شیخ غزالہ بن عبد السلام تونی ۸۴۴ھ کی ہے۔  
علم تشبیہ و استعارات، شیخ ابوالقاسم بن عبد اللہ بن عبد الباقی بن محمد بن حسین معروف ابن باقی ۵۹۴ھ نے اس پر کتاب لکھی۔ اس کتاب کا نام الجمان ہے۔  
علم امثال القرآن۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو عبد الرحمن محمد بن حسین السلی نیشابوری ۸۴۴ھ کی ہے۔



علم اقسام القرآن - اس پر پہلی تصنیف شیخ ابوالحسن علی بن الحسن باقوی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> کی ہے۔  
علم طرز مجادلہ - اس پر پہلی تصنیف شیخ نجم الدین طرنی کی ہے۔

علم اسماء و کنیت یعنی قرآن میں کون کون سے اسماء و کنیت والے القاب آئے ہیں۔

قرآن میں بچپن میں انبیاء و مرسلین کے نام آئے ہیں۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ اسماعیل ضریر کی ہے۔

علم مبہمات قرآن - اس پر پہلی تصنیف پہلی اور شیخ ابی عبداللہ محمد بن احمد زہری <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> کی کتاب ہے۔

علم من نزل فیہم القرآن - ان لوگوں کے نام کا علم جن کے بارہ میں قرآن نازل ہوا۔

اس پر پہلی تصنیف شیخ اسماعیل ضریر کی ہے۔

علم فضائل قرآن اس پر ربیع بن امام شافعی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> نے کتاب لکھی

علم فاضل و افضل یعنی کون سی آیات کن آیات سے افضل ہیں۔

علم مفردات قرآن اس پر پہلی تصنیف شیخ محی الدین محمد بن علی معروف زمران حنفی کی ہے

علم خواص قرآن اس پر شیخ ابوسعید عبداللہ ہر بن طاہر التیمی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> ۷۲۹ھ و حکیم ابی عبداللہ

التیمی کی کتابیں ہیں۔

علم رسم المصحف اس پر شیخ ابی عمر عثمان بن کید الدالی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> کی کتاب ہے اس

کتاب کا نام الاقتصاد ہے۔

علم معرفۃ تفسیر و تاویل۔

علم آداب و شرف مفسرین اس پر پہلی تصنیف علامہ ابن جوزی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> کی ہے،

علم اسرار الحروف - اس پر پہلی تصنیف شیخ محی الدین محمد بن علی بن عربی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> ۷۴۶ھ

کی ہے، اس کتاب کا نام المبادی الثانیات فی اسرار الحروف المکنونات ہے۔

علم اعراب القرآن - شیخ ابوالاسود دلی تالبی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> نے اس پر پہلی تصنیف کی۔

علم علوم القرآن اس پر پہلی تصنیف شیخ بدر الدین محمد بن بہادر بن عبداللہ زکشی <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> ۷۹۴ھ کی ہے۔

علوم قرآن کی انواع تین سو سے زیادہ ہیں، امام سیوطی نے ان کو اسی میں محدود کیا ہے۔

اول نزول کے جگہوں اور اس کے اوقات و قایلے کا بیان اس میں بارہ نوع ہیں۔

مکی - مدنی - سفری - حضری، فراشی، یلی، ہندری، تھینی، ہشتائی - اسباب نزول، جیسے نازل

ہوئیں جو آخرین نازل ہوئیں۔

دوم سند کا بیان اسکی چھ قسمیں ہیں، متواتر، آحاد، شاذ، تنبی کی قرأتیں۔ رقاۃ۔ حفاظ سوم ادا کا بیان، اسکی چھ نوع ہیں۔ وقف، ابتداء، آلاء، مد، تخفیف، ہمزہ، ادغام، چہارم الفاظ کا بیان، اس کے سات نوع ہیں۔ غیب، معرب، مجاز، مشترک، مترادف، تشبیہ، استعارہ۔

پنجم احکام سے تعلق رکھنے والے معانی کا بیان۔ اس کے چودہ انواع ہیں۔ عام جو عمومیت پر باقی رہتا ہے، عام مخصوص وہ عام جس سے کوئی خصوص مراد ہو۔ وہ امر جس میں کتاب نے سنت کو خصوصیت دی ہو۔ وہ امر جس میں سنت نے کتاب کی تخصیص کی ہو۔

جمل، مبین، مقوم، مطلق، مقید، ناسخ، منسوخ، منقول۔

ناسخ و منسوخ میں ایسے احکام بھی شامل ہیں جن پر ایک مدت معین تک عمل کیا گیا ہو اور ان پر عمل کرنے والا کوئی مکلف شخص رہا ہو۔

ششم ان معانی کا بیان جو الفاظ سے متعلق ہیں۔ اس کی پانچ نوع ہیں۔ فصل، وصل، ایجاز، اطناب، قصر یہ سب مل کر پچاس ہوئے۔

اسما، کنیتیں۔ القاب، مہمات یہ ان کے علاوہ ہیں۔

علم قراءۃ۔ ابو عبیدہ قاسم بن سلام اور قرأت سبعین کتاب السبعۃ تصنیف ابن مجاہد احمد ابن موسیٰ مقرئ بغدادی متوفی ۳۲۳ھ کی ہے

علم طبقات المفسرین۔ اس پر پہلی تصنیف امام سیوطی ۹۱۱ھ کی ہے۔

علم احکام القرآن۔ اس میں پہلی تصنیف امام شافعی ۲۴۰ھ کی ہے۔

علم اَداب کتابۃ مصحف۔

علم قواعد تفسیر۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی حفص عمر الدین بن محمد النسفی حنبلی

متوفی ۵۳۴ھ کی ہے۔

علم سجود القرآن۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الحرلی ۵۸۲ھ کی ہے

علم شواذ فی القراءت۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی الجاس احمد بن یحییٰ معروف ثعلب

کی ہے۔

علم ترتیب سور۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو الفرح محمد بن علی المقرئ الہمدانی<sup>۳۹۹</sup> کی ہے۔

علم المتواتر والمشہور۔

علم مشکل القرآن۔ اس پر شیخ ابی محمد بن ابی طالب<sup>۴۰۰</sup> نے پہلی تصنیف کی۔

علم مصادر القرآن اس پر پہلی تصنیف شیخ ابراہیم بن یزیدی<sup>۴۰۱</sup> نے کی ہے۔

علم سابق ولاحق اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی امامہ بن النفاش محمد بن علی بن عبد الواحد

الدکانی<sup>۴۰۲</sup> نے کی ہے۔

علم فضل القرآن۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی الجاسر احمد بن محمد اقلیدی<sup>۴۰۳</sup> نے کی ہے

علم وقوف النبیؐ۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو عبد اللہ محمد بن عیسیٰ معمری

کی ہے

علم الفصول الخانیات فی معارضۃ السور الایات اس پر پہلی تصنیف شیخ ابی العلاء

احمد بن عبد اللہ المعری<sup>۴۰۴</sup> نے کی ہے

علم التراجیم۔ اس پر پہلی تصنیف امام شاہ غفور<sup>۴۰۵</sup> نے کی ہے

علم التاویل۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ محمد بن بجاہ صہبانی<sup>۴۰۶</sup> نے کی ہے۔

علم التلاوة۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ عبد اللہ بن اسد یافعی<sup>۴۰۷</sup> نے کی ہے۔

علم اختلاف المصاحف۔ اس پر پہلی تصنیف شیخ ابو حاتم ہبل بن محمد بستانی

<sup>۴۰۸</sup> نے کی ہے۔

## تاویل

الفاظ کے چند محتملہ معنیوں میں سے بقرائن قویہ ایک کی طرف رجوع کرنے کو تاویل کہتے ہیں

تاویل کی دو قسمیں ہیں، ایک صحیح، دوسری باطل،

صحیح وہ جس کا تعلق الفاظ سے ہو اور الفاظ ان معانی کے محتمل ہوں اور وہ اصول اسلام

اور لفظ صابین کے اقوال کے موافق ہوں۔ یہ ایک خاص ملکہ ہے جو ہمارے علوم اور تقویٰ اور

ظہار صحت کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔

باطل وہ ہے جو ظاہر الفاظ قرآن سے نہ سمجھی جائے یا حدیث و اقوال صابین کے مخالف ہو

اس کو تحریف بھی کہتے ہیں۔

## چار گروہ

حضور علیہ السلام آیات قرآنی کی خود تفسیر فرماتے تھے، اور آپ کے عہد میں جو صحابہ تعلیم پر اس قدر تھے وہ تفسیر و تشریح کرتے تھے، حضور نے جو ارشادات فرمائے، اُن کا کثیر حصہ حضور کے عہد میں ضبط تحریر میں آ گیا تھا۔ صحابہ و تابعین کے اقوال بھی لکھے گئے۔

قرن اول سے تفسیر کے نام سے علیحدہ تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور اس وقت تک حسب ضرورت و موقع علما تفسیریں مرتب کرتے رہے۔ لیکن مدت دراز تک حدیث و تفسیر وقفہ حفظ قرآن یہ تمام خدمات اجتماعی طور پر انجام دیتے رہے۔ پھر یہ اسلامی خدمات انجام دینے والے چار گروہ پر منقسم ہو گئے۔ اگرچہ ان تمام خدمات کیلئے تمام علوم پر حاوی ہونا ضرور تھا، مگر جس فن میں جسکو زیادہ اہمیاک اور ملکہ تھا وہ اسی سلسلہ میں شمار کیا گیا۔

ایک گروہ نے صرف الفاظ و عبارت قرآن کی خدمت حفاظت کی یہ حافظ قاری حسب تجوید مشہور ہوئے۔

ایک گروہ نے اپنی ہمت خدمت حدیث پر صرف کی یہ محدث کہلاتے  
ایک گروہ نے آیات و احادیث سے مسائل کا استنباط کیا یہ فقیہ مشہور ہوئے  
ایک گروہ نے قرآن کا ترجمہ و تشریح بالترتیب کی یہ مفسر کہلاتے۔

## حدیث

حدیث قبول و فعل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں۔ آپ کا جو فعل اور قول صحت کے ساتھ ثابت ہے وہ ہر طرح لائق توجہ ہے، صحابہ کرام اور ائمہ اسلام نے نہایت احتیاط اور سعی جانکاہ کے بعد حدیثوں کے مراتب مقرر کئے ہیں۔ اور اس کی جانچ کے لئے اصول روایت اصول درایت ایسے قائم کئے ہیں کہ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔

حدیثوں کو اس احتیاط سے بیان کیا ہے کہ ایک حرف آگے پیچھے نہیں ہونے دیا بلکہ اس اشارہ کو بھی محفوظ رکھا ہے جو حضور نے بوقت ارشاد کیا۔ اور اس قسم کا تسلسل بالآثارہ قرار دیا، راویوں کی جانچ کے لئے ایک بڑا بھاری فن اسما الرجال مرتب ہو گیا ہے، فی الحقیقت

نظامِ شمس کی مملکت میں یہ ایک ایسا بے نظیر واقعہ ہے کہ جس کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی  
محدثین علیہم الرحمۃ نے احادیث اور روایات کی جلدیں پرتال کرتے وقت راویوں کے ثنوت و عبادت  
یا قائم الدلیل یا صالح الدہر ہونے یا ان کے تبحر علمی ان کی ولایت و زہد و تقویٰ یا امارت و ریاست  
بلکہ فقہانیت و مجتہدانہ جلال و شکوہ سے نہ مرعوب ہوتے ہوئے سب کے عیب و سوال کھول کر  
رکھ دئے۔ اور اس میں اس درجہ احتیاط کیا کہ اگر کوئی شخص چالیس برس کی عمر تک صحیح و تندرست  
رہا اور اس کے بعد وہ نسیان یا کسی اور مرض میں مبتلا ہو گیا تو اس کے تذکرہ میں تفصیل کے ساتھ  
اس کو بیان کر دیا۔ اور عہدِ صحت اور زمانہ علالت کی روایات کو جدا گانہ اقسام میں شامل کیا گیا  
غرض یہ ایسا ضروری اور عظیم الشان فن ہے کہ جو تمام شکوک و شبہات کا ازالہ کر دیتا ہے۔

مشہور محقق ڈاکٹر اسپرنگر نے لکھا ہے کہ کوئی قوم دنیا میں نہ ایسی گزری اور نہ آج تک موجود  
ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جسکی بدولت آج  
پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہے (انگریزی مقدمہ اصابہ مطبوعہ کلکتہ ۱۳۵۲ء)  
راویوں کے درجات کے بیان میں ہم نے اس کے متعلق لکھ دیا ہے باقی مفصل تاریخ الطبری میں ہے  
غرض صحیح اور لائقِ تحجّت وہ حدیث ہے جو اصول الروایۃ و اصول الدرایۃ کے ذریعہ صحیح ثابت  
ہو اور ان علوم کے ذریعہ سے اس کو جس قسم میں شامل کیا جائے گا، اسی درجہ پر اس کا اثر ہو گا۔  
محدثین نے کتب صحیح میں اور دیگر کتب میں بھی حدیثوں کے ساتھ ان کے اقسام بھی بتا دیے  
ہیں، موضوع اور جعلی حدیثوں کو بھی علیحدہ جمع کر دیا ہے۔

مفسرین میں سے بعض نے صحیح روایات کے جمع کرنے کی سعی کی ہے، بعض نے ہر قسم کی روایات  
لی ہیں کہ مطالعہ کر نیوالوں کے پیش نظر ہر قسم کا مواد ہو جائے۔ بعض موضوع اور ضعیف روایات  
کو دیکھ کر ہندوستان کا کم علم گروہ سہی کا منکر ہو گیا ہے، اور بعض بے علم مفسرین ہند نے اپنی ضعیف  
کے موافق پاکر ضعیف و موضوع روایات اور عجیب عجیب قصص و حکایات کو شامل تفسیر کر دیا ہے  
ایسی تفسیروں سے غیر مسلم متحرّضین کو بہت مدد پہنچی ہے، اس لئے ہم نے اس تاریخ میں کسی قدر  
اصول روایت و اصول درایت اور حدیث کے متعلق مختصر بیان شامل کئے ہیں کہ اگر کوئی تاریخِ حدیث  
نہ دیکھے اور صرف اس تاریخ کو مطالعہ کرے تو اس کو معلوم ہو جائے کہ اسلام میں کس قسم کی روایات  
مقبول اور لائقِ سند ہیں اور کس قسم کی قابلِ رد ہیں اور مفسرین کے تمام اقوال و روایات و حکایات  
کی ذمہ داری اسلام پر نہیں ہے بلکہ اس کا جواب وہ خود مفسر سے اسلام پر اعتراض نہیں حدیثوں کے

ذریعہ کیا جاسکتا ہے کہ جو ائمہ غمہ کے قواعد کے موافق نہ ہوں۔

## اصول درایت

اصول روایت سے تو حدیث بیان کر نیوالے کی جانچ ہوتی ہے کہ راوی راستگو ہے یا دروغ گو، صحیح الدلغ ہے یا نسیان وغیرہ امراض میں مبتلا ہے، ذی علم ہے یا کم علم، صاحب فہم ہے یا سادہ لوح، خوش عقیدہ ہے یا بدعتی، نیک کردار ہے یا عصبان شارب۔ لیکن اس سے متن کی عقلی کاروائی نہیں ہوتا، متن کی جانچ کے لئے اصول درایت ہیں جو سوسے زائد ہیں، جو حدیث ان سب پر ٹھیک اترے وہ صحیح ہے ورنہ جس درجہ میں کمزور ہوگی اسی درجہ میں کم رتبہ بھی جائے گی۔ اصول درایت قرآن و حدیث اور تعامل صحابہ سے ماخوذ ہیں، ائمہ نے اہل تشریح و توضیح کی یہ صحابہ کرام کے عہد میں اصول درایت کے مدارج قائم ہو گئے تھے، کیونکہ اختلاف مدارج کا جو اثر اہل احکام پر پڑتا ہے وہ ان کی اجتہادی راہوں سے ثابت ہے، مگر کوئی تصنیف و تالیف نہیں ہوئی تھی لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان اصول کے سختی سے پابند تھے،

درايت اصل میں تو ایک ملکہ ہے جو ایک فن میں تبحر اور مہارت کا ملکہ کے بعد پیدا ہو جاتا ہے ماہرین فن کا قول ہے ان للحديث ضوء الكسوة النهار تعرفه وظلمته كظلمة الليل متكره (حدیث کا نور دن کی طرح ہے، تو اہی پہچان لے گا، اور موضوع کی تاریکی رات کی طرح ہے تو اس سے خود انکار کر دیگا) ۱

شناخته گزیت شوریدہ مغز نہ بہرہ شناسد دینار غنہ

حدیث از محایب بود گر تہی درخشندہ می باشد از فری

از قیاد انوار پیغمبری چونور از مرہ و تابش انبشتری

حقیقت میں فن روایت کی مہارت سے ایک ملکہ یا ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس سے تیز چاہتی ہے کہ یہ قول و فعل رسول ہے یا نہیں۔ اصول درایت کے متعلق ہم نے نایاب الحدیث میں فصل لکھا ہے اور وہی اصل موقع اس بیان کا تھا۔ یہاں صرف ضرورتاً چند خاص خاص اصول لکھ جاتے ہیں۔

(۱) جو حدیث قرآن کی عبارت النص کے خلاف ہو صحیح نہیں۔

(۲) جو حدیث، حدیث متواتر کے خلاف ہو صحیح نہیں۔

(۳) جو حدیث ایسے مشہور تاریخی واقعہ کے خلاف ہو جو متواتر حکم رکھتا ہے تو قابل نہیں ہے۔

(۴) جو حدیث مشاہدات کے خلاف ہو لایق حجت نہیں۔

(۵) جو عقل کے خلاف ہو قابل قبول نہیں۔

خلافت عقل سے یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص کی عقل کے خلاف ہو بلکہ ماہرین فن حدیث اس کو خلافت عقل قرار دیں۔

(۶) جس حدیث میں رکاکت لفظی ایسی ہو کہ قواعد عربیہ کی رو سے مستحسن نہ ہو اور رکاکت یعنی ایسی ہو کہ وقار نبوت کے خلاف ہو صحیح نہیں۔

(۷) جو حدیث حیات کے خلاف ہو قابل تسلیم نہیں۔

مگر تمام اصولوں میں یہ شرط ہے کہ ایسی حدیثوں کے لفظوں، جملوں اور عبارتوں میں تو عربیہ متعارفہ یا اس کے معنوں میں دیگر بے طرفدار علوم کے ذریعہ سے تاویل کر کے تطابق دینا ناممکن ہو تو ناقابل حجت ہیں۔ اور اگر تطابق ممکن ہے تو قابل حجت ہیں، مگر یہ کام متبحر فضلا کا ہے۔

## طبقات روات

ہمارے سلف صالحین اور ہمارے اماموں نے حدیثوں کی جانچ پڑتال کے لئے علم اصول روایت اور علم اصول درایت ایجاد کئے ہیں، ان علوم کی حیثیت و امداد کے لئے اور بہت سے علوم ہیں، ان تمام علوم کی کسوٹی پر جب راویوں اور روایتوں کو پرکھا گیا تو حدیثوں اور راویوں کی بہت سی قسمیں قرار پائیں، ہر راوی اور ہر روایت کا اثر اس کے رتبہ کی موافق مانا گیا ہے، رواتیں ضعیف بھی ہیں قوی بھی، جھوٹی بھی ہیں سچی بھی ہیں۔ اسی طرح راوی بھی ہر قسم کے ہیں۔ روایتوں اور راویوں کے اقسام کو ہم نے تاریخ الحدیث میں مفصل ذکر کیا ہے، یہاں مختصر طور پر اس قدر کہنا کافی ہے کہ راویوں کے چار درجے ہیں۔ اول۔ دوم۔ سوم۔ چہارم۔ (درجہ اول) وہ لوگ جو نہایت متقی، متدین، منشرع، قوی الحافظہ، ماہر علوم دینی و فہیم، عادل و ضابط تھے، بدعتی نہ تھے۔ (درجہ دوم) جو لوگ تمام اوصاف میں مثل درجہ اول کے تھے مگر حافظہ میں ان سے کم تھے

(درجہ سوم) وہ لوگ جو متدین، متشرع، متقی تھے، مگر فہم و فراست میں مثل درجہ اول و دوم کے نہ تھے،

(درجہ چہارم) اس درجہ میں کئی قسم کے لوگ ہیں۔

(۱) ایک وہ جو متدین و متشرع تھے مگر کئی فہم و فراست کی وجہ سے مناقب و مثالب ترغیب و ترہیب کے لئے حدیثوں میں تغیر و تبدل کرنا اور حدیث بنانا جائز سمجھتے تھے،  
 (۲) وہ لوگ جو کئی فہم و فراست سے شیخ کے الفاظ کو روایت بالمعنی سمجھ کر حدیث سمجھ لیتے تھے۔  
 (۳) وہ لوگ جو اپنے فروعی مسائل کی تائید کے لئے اپنے اساتذہ کے الفاظ کو شامل حدیث کہہ لیتے تھے۔

(۴) وہ لوگ جو دنیوی غرور و جاہ کے لئے حدیثوں میں تغیر کر لیتے تھے، یا نئی حدیث بنا لیتے تھے،  
 (۵) وہ دشمنان اسلام جو مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے حدیثوں میں تغیر کرتے تھے اور حدیثیں بناتے تھے،

## کتب حدیث

حدیث کی کتابوں کے طبقات مقرر ہیں، ہر کتاب کی حدیث اس کے طبقہ ہی کے موافق قابل اعتماد قرار دی جائے گی۔

طبقہ اول۔ موطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، آخر الذکر دونوں کتابوں کو صحیحین کہتے ہیں، ان کتابوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ یہ سب زیادہ صحیح ہیں، ان کو صحیح باعتبار غلبت کہا جاتا ہے۔ قرون ثلاثہ میں امام شافعی نے موطا امام مالک کو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ کہا ہے، قرون ثلاثہ کے بعد جماعت کثیر علمائے صحیح بخاری کو یہ لقب دیا ہے، علماء مغاربہ (افریقہ والے) نے صحیح مسلم کا یہ خطاب قرار دیا ہے، اتفاق اس پر ہے کہ صحیح بخاری اصح الکتاب ہے۔ صحیحین کی شان یہ ہے کہ تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں جو حدیثیں مرفوعہ متصل ہیں۔ وہ سب یقیناً صحیح ہیں اور یہ دونوں کتابیں اپنے اپنے مصنفین تک متواتر ہیں۔

ان تینوں کتابوں میں قریب دو تہ کے درجہ اول و دوم کے راویوں کی روایتیں ہیں جن کا زیادہ تعلق احکام سے ہے۔ اور ایک تہ درجہ سوم کے راوی ہیں۔ مگر درجہ چہارم کے راوی نہیں۔



طبقة دوم - جامع ترمذی، سنن ابی داؤد - سنن نسائی - مسند امام احمد بن حنبل، مؤطا امام محمد - جامع الاصول لابن اثیر -

اول الذکر تینوں کتابوں میں قریب نصف کے درجہ سوم کے راویوں کی روایتیں ہیں، باقی نصف میں سے دو ثلث میں درجہ اول و دوم کے راویوں کی روایتیں ہیں - اور ایک ثلث میں درجہ چہارم کے قسم دوم کے راویوں کی روایتیں ہیں - باقی ثلث میں درجہ سوم کے راویوں کی روایتیں نصف سے کچھ زیادہ ہیں -

طبقة سوم - سنن ابن ماجہ، مسند شافعی، مصنف عبد الرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند ابی داؤد طحاوی، مسند دارمی، مسند ابی یحییٰ، مسند عبد بن حمید، سنن داؤد طحی، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، کتب بہیقی، کتب طحاوی، تصانیف طبرانی، سنن سعید بن منصور، مسند حارث، سنن سلم، مسند بزار - معجم ابن قانع، مسند امام اعظم -

ان کتابوں میں ایک ثلث سے کم درجہ اول و دوم کے راویوں کی روایتیں ہیں اور ایک ثلث سے زیادہ درجہ سوم کی - اور ایک ثلث درجہ چہارم کی قسم دوم کے انہیں سے باعتبار روایات بعض کتابیں ایک دوسرے سے قوی مانی گئی ہیں -

طبقة چہارم - کتاب الضعفا لابن حبان، کتاب الضعفا للعلی، تصانیف حاکم، کتاب الکامل لابن عدی، تصانیف ابن مردویہ، تصانیف خطیب، تصانیف ابن شاہین، تفسیر ابن جریر، تصانیف فردوس دہلی، تصانیف ابن نعیم، تصانیف جوزقانی، تصانیف ابن سار - تصانیف ابوشیخ، تصانیف ابن نجار - اور بہت سی کتابیں ہیں جو اسی طبقہ میں شامل ہیں - مثل طبقات کبریٰ واقفی، تاریخ طبری، سیرت شامی، ابوالفداء، مسعودی، مواہب لدنیہ، زرقانی، شرح مواہب، تاریخ الخلیف، خصائص کبریٰ، دلائل نبوت، روضۃ الاحباب، مدارج النبوت، نزہۃ المجالس، مسامرة الاخبار، سیرت حلبیہ، تاریخ کامل، شواہد نبوت، معارج نبوت، دلائل ابونعیم، ابن خلدون، ابن ظہکان، شرح اربعین -

ان میں سے بعض کتابیں ایک دوسرے سے باعتبار روایات قوی مانی گئیں ہیں - اس طبقہ کی کتابوں میں قریب ایک تہن کے درجہ اول و دوم کی اہ قریب دو تہن کے درجہ سوم کی، باقی پانچ تہن میں درجہ چہارم کے ہر قسم کے راویوں کی روایتیں ہیں -

# بادداشت

مسند بزار۔ ابوبکر احمد بن عمرو زار (بزار پساری) متوفی ۲۹۲ھ م کی تصنیف ہے، اس میں اکثر غلطیاں ہیں۔

صحیح ابن خزمہ۔ ابو عبد اللہ محمد اسحاق بن خزمہ متوفی ۳۱۱ھ م کی تصنیف ہے، ابن خزمہ نے تمام صحیح حدیثوں کو جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا تھا مگر پورا نہ کر سکے، اور انہیں کہا جاسکتا کہ جو کچھ کیا ہے وہ کس حد تک قابل سند ہے، چونکہ یہ کتاب ان کے شاگرد ابن جبان کے ذریعہ سے پہنچی اور ابن جبان کے عقاید پر لوگوں کو شبہ تھا۔ اس لئے سند قبول نہ پاسکی۔ اس کا وہ نسخہ جو حافظ ابن حجر کے کتب خانہ میں تھا، اب جرمن کے کتب خانہ میں ہے۔ خدا کی شان مسلمانوں کے دین کا علمی خزانہ نصرانیوں کے قبضہ میں ہے اور وہ اس کے قدر دان و محافظ ہیں۔

غنی روز سیاه پر کنگان را تماشا کن کہ نبرد دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را  
تصانیف ابن مردودہ۔ شیخ ابوبکر احمد بن موسیٰ اصفہانی متوفی ۵۸۱ھ م کی تصانیف بہت غیر معتبر ہیں۔

نوادرا اصول۔ حکیم ترمذی متوفی ۳۲۰ھ م کی تصنیف ہے، اس میں غیر معتبر روایں بہت ہیں، بعض مناظرین فرق ضالہ اہل حق کو اس کی روایتیں پیش کیے کہ دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ امام ترمذی کی روایت ہے،

فردوس الاخبار۔ فردوس دہلی متوفی ۵۵۵ھ م کی تصنیف ہے، حدیثوں کا اعتبار حروف تہجی لکھا ہے یعنی جو حرف حدیث میں آوے اس کو لیا ہے، یہ اس طرز کے موجد ہیں اس کتاب میں موضوع حدیثیں بہت ہیں۔

.. ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں ہیں سبکی فہرست مرتب کرنا مشکل ہے، بہت سی کتابوں کا ذکر ہم نے تاریخ الحدیث میں کیا ہے، ایک یورپین فاضل نے تمام تصانیف حدیث کا تخمینہ بحوالہ کتاب ایات النبلار و ذکر شری آف اسلام (۱۳۶۵) بیان کیا ہے، (احادیث اہل اسلام مصنفہ پادری ڈبلیو گولڈ) یہ تخمینہ غالباً اٹھارہویں صدی عیسوی تک کا ہے، اب اس تقریباً ڈیڑھ سو برس کے عرصہ میں کس قدر تصانیف ہوئیں اس کا کوئی اندازہ نہیں، ہندوستان میں جو چند تصانیف ہوئیں ہیں ان کے نام مجھے معلوم ہیں۔

بذل المجہود فی حل البیاح اود مصنف مولانا فیصل احمد بہار پوری۔

شرح ترمذی۔ مصنف مولوی اشفاق الرحمن کاندہلوی۔

فتح الملہم شرح صحیح مسلم مصنف مولانا شبیر احمد عثمانی دیوبندی۔

تعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مصنف مولانا محمد اویس کاندہلوی

اربعین اعظم مؤلف راقم السطور۔

مگر تمام تصانیف کے اعتبار کا وہی معیار ہے کہ ائمہ سنیہ کے شرائط پر ہوں اور سلف صالحین کے فقی

## شرائط امام عظیم

حدیث کی طرح دو طریقوں سے ہوتی تھی، ایک اصول درایت، دوسرے اصول روایت، اصول درایت قرآن و حدیث و تعامل صحابہ سے ماخوذ ہیں، ان پر تو ہر امام حدیث کو چاہتا ہی تھا اس میں ٹوٹنے کی ضرورت ہی نہیں، اصول روایت میں ائمہ میں اختلاف ہے، ہر ایک نے قبول روایت کے لئے اپنے اپنے اصول تفرک کئے ہیں، سب زیادہ سخت اس معاملہ میں امام ابو حنیفہ تھے اور اسی وجہ سے وہ شدید مشہور تھے، شیخ و کعب بن الجراح محدث (استاد امام بخاری) کا قول ہے کان ابو حنیفۃ ادرع فی الحدیث (امام ابو حنیفہ حدیث قبول کرنے میں بہت محتاط تھے) امام صاحب کی شرائط کو سخت پاکر محدثین نے ان کی شرائط سے اختلاف کیا ہے، حافظ ابن کثیر کا قول ہے کہ ایسی جانچ کی صورت میں قلت روایت کا خوف ہے (فتح المغیث)

روایت مع الدرایت امام صاحب کو جو مرتبہ خصوصی حاصل ہے وہ کسی اہل روایت کو نصیب نہیں ہوا، امام صاحب کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ امام صاحب نے بعض حدیثیں تو خود جلیل القدر اصحاب مثل حضرت انس و حضرت عبداللہ بن ابی اوفی و حضرت واثلہ بن اسقع وغیرہم سے جنکی تعداد (۲۴) تک بیان کی گئی ہے روایت کی ہیں اور اکثر روایتوں میں امام صاحب اور صحابی کے درمیان ایک جلیل القدر تابعی مثل عکرمہ و قتادہ و نافع و سالم و سلیمان بن سار و زہری و ربیعہ زانی و محمد بن اسکندر و حسن البصری و حمید الطویل و کھول وغیرہ ہیں اور بعض روایتوں میں دو مشہور تابعی ہیں، چونکہ امام صاحب خود تابعی اور شاہیر ائمہ خیر القرون میں سے ہیں اس لئے حدیث کی جانچ اور تحقیق کے لئے زیادہ احتیاج ہیں لیکن امام صاحب کی شرائط سخت ہیں اور دیگر ائمہ حدیث کے شرائط ان کے مقابلہ میں بہت نرم ہیں اسلئے محدثین نے انہیں

## شرائط

(۱) راوی درجہ اول کے رواۃ میں سے ہو (۲) روایت باللفظ ہو (۳) اگر مستحکم کی زبان سے روایت سنی ہو تو حدیث ثنا کے لفظ سے روایت نہ کی جائے (۴) جن محدثین کے پاس تحریری ذخیرہ ہو اگر ان کو حدیث کا ہر حرف محفوظ ہے تو زبانی روایت کریں ورنہ ہر وقت روایت تحریر کو سامنے رکھیں (۵) اس زمانہ تک جو روایت بالمعنی ہو چکی تھی ان کو اس شرط پر قبول کرتے تھے کہ راوی فقیہ ہو ورنہ کم از کم ثقہ و عدول و صدوق ہو اور وہ روایت بروئے درایت صحیح ہو (۶) روزانہ کے معاملات و عبادات کے متعلق اگر کوئی خبر واحد بیان کی جائے تو اس پر بہانہ ہو۔ اگر معتبر شہادت نہ ہو تو وہ بروئے درایت صحیح ہو کیونکہ روزمرہ کے اعمال سے اکثر صحابہ کا واقع ہونا ضروری ہے۔ پھر خبر واحد کیسی؟

## شرائط ائمہ

آسان طریق روایت کی جانچ کا یہ ہے کہ روایت کو شیخین کی شرائط پر دیکھا جائے شیخین نے روایات کی جانچ ایسی صحت و سختی سے کی ہے کہ اس میں غلطی کا احتمال منحل ہے۔  
غیروں نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔ سرولیم میور نے لکھا ہے۔  
”یہ تو ظاہر ہے کہ محدثین کسی قسم کی تنقید کو کام میں لاتے تھے اور وہ بھی ایسی سختی کر (لائف آفٹ)  
یہ شرائط اصول الروایت سے متعلق ہیں، ہر محدث کو اپنی کتاب میں اپنے سلسلہ روایت کے درست کرنے کی فکر ہوتی تھی کہ وہ کن شرائط پر روایت کو قبول کرتا ہے، اصول درایت سے جانچنے کے بعد پھر وہ اپنے شرائط کے موافق روایت کو جانچتا تھا۔

شرائط امام بخاری (۱) حدیث متصل الاسناد ہو (۲) طول ملازمت یعنی راوی اپنے شیخ کے پاس ساہ سال رہا ہو (۳) راوی طبقہ اولی کا مشہور ثقہ ہو (۴) راوی سے مروی حدیث کی ملاقات ثابت ہو۔

شرائط امام مسلم (۱) حدیث متصل الاسناد ہو (۲) تمام روایات ثقات ہوں۔  
(۳) روایات ہم محصور ہوں (۴) روایات مشہور ہوں (۵) شد و ذو علت نہوں۔  
شرائط امام ابوداؤد و امام نسائی (۱) جو حدیث صحیحین میں ہو (۲) جو حدیث

موافق شرط صحیحین ہو (۳) وہ حدیث جس کے ترک پر اجماع ہوا ہو۔ اور اس کی سند منقطع ہو اور صحیح ہو مریسل و منقطع ہو (۴) جو روایت طبقہ رابع کے عمدہ روایت سے مروی ہو (۵) شواہد متابعات کے لئے وہ حدیثیں بھی امام ابو داؤد قبول کر لیتے تھے جو صفات و مہجول سے مروی تھیں شرائط احام ترمذی (۱) جو حدیث صحیحین میں ہو۔ جو حدیث موافق شرائط شیخین ہو (۳) امام ابو داؤد و امام نسائی نے جو حدیث نقل کی اور اس کی علت ظاہر کر دی۔ (۴) جو حدیث بعض فقہاء کا معمول رہی ہو (۵) وہ حدیث جس کا مصنفون اس حکم کے موافق ہو جس پر عمل کرنا راجح ہو، (۶) ان ثقات کی روایت جن پر جرح ہوئی ہو (۷) ان روایت کی روایت جن پر جرح ہوئی لیکن ان کی تعدیل بھی ہوئی۔

شرائط امام ابن ماجہ (۱) جس کو ائمہ خمسہ نے لیا۔ (۲) جو ائمہ خمسہ کی شرائط پر ہو۔ (۳) جس کو معتبر علماء بیان کرتے اور عمل کرتے رہے ہوں (۴) طبقہ چہارم کے قسم دوم کے عمدہ روایت کی وہ روایات جو بعد جلیخ صحیح ثابت ہوں۔

## ضابطہ قبول حدیث

ائمہ سلف نے قبول حدیث کے لئے یہ ضابطہ قرار دیا ہے۔

(۱) وہ حدیثیں قبول کی جائیں گی جو بخاری و مسلم دونوں کی متفق علیہ ہوں (۲) جنکی تخریج امام بخاری نے کی ہے (۳) جن کی تخریج امام مسلم نے کی ہے۔ (۴) جو موافق شرائط شیخین کے ہوں (۵) جو امام بخاری کی شرط کے موافق ہو (۶) جو امام مسلم کی شرائط کے موافق ہو (۷) جو کتب صحاح ستہ میں ہو (۸) جو ائمہ ستہ کی شرائط کے موافق ہو۔

## فرون ثلاثہ

فرون ثلاثہ (تین زمانے) ان کو خیر القرون (بہترین زمانے) کہا جاتا ہے، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے خیر القرون قرن ثلث الذین یلوہم ثلث الذین یلوہم تمام زمانوں میں سے سیکڑ زمانہ کے لوگ اچھے ہیں پھر اس کے بعد وائے پھر اس کے بعد وائے سلف صحابین نے قرون ثلاثہ کی اس طرح تقسیم کی ہے۔  
قرن اول۔ بعثت رسول کریم سے سالہم تک یہ زمانہ عہد رسالت و عہد صحابہ کہلاتا ہے  
قرون دوم۔ سالہم سے سالہم تک یہ عہد تابعین کہلاتا ہے۔

قرن سوم ۱۱۷۵ء سے ۱۲۵۰ء تک یہ عہد تبع تابعین کہلاتا ہے۔

قرن ثالث کے متعلق اختلاف ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے قرن ثالث کو ۱۲۵۰ء تک وسعت دی ہے، ۱۲۵۰ء تک تو کچھ شبہ نہیں، بوجہ اختلاف پہلے ۱۲۵۰ء سے ۱۲۷۵ء تک کے زمانہ کو عہد اختلافی کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ قرون ثلاثہ کے بعد کے زمانے کے متعلق حضو کا ارشاد ہے ثریفوا الکذب، پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔

ہم نے اس کتاب میں علماء و مفسرین و محدثین و مصنفین کے ذکر میں یہ اصول رکھا ہے کہ قرن اول کے رجال قرن دوم کے شروع ہونے تک یعنی ۱۲۵۰ء تک جتنی وفات ہوئی وہ قرن اول کے رجال تھے، اسی طرح قرن دوم کے رجال ۱۲۵۰ء تک، قرن سوم کے رجال ۱۲۵۰ء تک عہد اختلافی کے رجال ۱۲۵۰ء۔

اس لئے رجال خیر القرون کا خاتمہ ۱۲۵۰ء تک ہے۔ اگر تلاش کیا جائے تو اس کے خلاف کم شائیں مل سکیں گی۔ بجز صحابہ کے بیان رجال میں ترتیب باعتبار سن وفات رکھی ہے،

## خاتمہ

خداوند ذوالجلال کا کس منہ سے شکر ادا کروں کہ اس نے دین مبین کی ایک اہم و ضروری و جدید و مفید خدمت مجھے پیچیز عاصی سے ملی

منت منہ کہ خدمت سلطان ہی کفایت منت از و شکر کہ خدمت بدہشتت جب میں تاریخ حدیث کی تصنیف سے فارغ ہوا تو والد ماجد نے چند مودات حوالے فرما کر تاریخ عالم تفسیر کے لئے ارشاد فرمایا۔ جن کو بعد ترتیب و اضافہ کثیر مدون کر کے پیش کیا ہے۔ مجھ کو باوجود تلاش و سعی بسیار اردو فارسی میں تاریخ تفسیر کے متعلق کوئی کتاب دستیاب نہیں ہوئی، مختلف کتابوں میں کچھ مختصر مضامین ایسے نظر سے گزرے جن سے تاریخ تفسیر پر کسی قدر روشنی پڑتی تھی،

اردو میں البیان فی علوم القرآن یعنی مقدمہ تفسیر حقانی میں مولانا ابو محمد عبدالحق دہلوی چند صفحات میں طبقات مفسرین کا ذکر کیا ہے۔

حیات المفسرین نام ایک رسالہ اردو میں مولوی حکیم محمد ابراہیم بہاری کا ہے جس میں چند مفسرین کے مختصر حالات ہیں۔

فارسی میں ایک رسالہ اکیر فی اصول التفسیر نواب صدیق حسن خان کلہے جس میں کتب تفسیر اور مفسرین کا مختصر ذکر ہے۔

بس اردو فارسی میں اسی قدر مواد میسر ہوا تھا لگا۔ باقی عربی کتب کی امداد سے یہ کتاب مرتب ہوئی۔ ان تمام کتابوں کی فہرست نقل کرنا ضروری نہیں معلوم ہوتا جن سے یہ مواد جمل کیا گیا، اکثر موفع بموقع حوالے درج ہیں، باقی علما اور قارئین کرام کو خود اندازہ ہو جائے گا کہ یہ صد ہا کتابوں کا عطر ہے۔

علم تفسیر کی تاریخ اگر کما حقہ لکھی جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہوں میں بعض مشکلات کی وجہ اختصار پر مجبور ہوا ہوں۔

بہر حال میں نے دلغ بیل ڈال دی ہے، اب دوسرے دعویداروں کو موقع ہے کہ ہو سکے تو اس پر زیادت کریں۔

صلائے عام ہے یا رانِ نکتہ دان کیلئے

اردو زبان ہندوستان میں اقبال اسلام کی یادگار ہے اس لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اردو کے خزانے کو ہر قسم کے جوہر سے نالا مال کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں کم مسلمان ایسے ہیں جو عربی کتب کما حقہ استفادہ کر سکتے ہیں اس لئے جو علوم اساسی دین ہیں ان کا اردو میں ترجمہ ہونا ضرور ہے۔ والد ماجد غلطہ نے اسی خیال سے اول تاریخ الفقہ تصنیف فرمائی پھر تاریخ حدیث اس خاکسار سے تالیف کرائی، اب یہ تاریخ تفسیر ہے۔ مجھے جو کچھ ہو سکا برادران اسلام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

بتقدیم و تاخیر بر من نگیر کہ باشد نویسنده را ناگزیر

مجھے جہاں تک ہو سکا ہے تحقیق و تفتیش و صحت سے واقعات کو لکھا ہے مگر منہ بشر ہے بھول چوک اس کے غیر میں ہے اگر قارئین کرام کو کوئی غلطی معلوم ہو تو خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ تمہکو اپنی بے بضاعتی کا خوب احساس ہے اسلئے غلطی پر مصر نہیں گا، دوسری اشاعت میں شکہ یہ کے ساتھ تصحیح کر دوں گا۔

رب کریم بظیلِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسکو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے نفع پہنچائے اور اعلیٰ حضرت میر عثمان علیخان بہادر شہنشاہ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے عمر و صحت، اقبال و اولاد، ملک و مال میں دنِ دینی رات چو گنی ترقی عطا فرمائے،

مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھتے ہوئے دینی و دنیوی ترقی نصیب فرمائے۔

این دعا از من و از جمیع جہال این باد

اللهم اهدنا فیمین هدیة وعافنا فیمین عافیت وتولنا فی من تولیت وبارک  
لنا فیمَا اعطیت وتناشر ما قضیت فانک تقصی ولا یقضه علیک وانه لا یدل  
من والیت ولا یعز من عادیة تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرك ونتوب الیک  
وصلی اللہ علی النبی الکریم

شد ختم بر حدیث تو آخر بیان ما

باشد نگین نایم تو بہر دامن ما

## قطعة تاریخ طبع

از

جناب مولوی فخر الدین احمد صاحب (عیدگ) سیولہ روی ٹی پی محبٹر سٹاپ

صنلع ہر دوئی

برست چون ز فضل و ہر نقش این جنین

ہامدہ ز غیب نذر - ارخان دین

۱۳۵۶

آن صارم نخبہ سیر فاضل زمان

نکر سنین طبع ہجری چو شدرا

میر محمد کتبخانہ آرام باغ کراچی



## میر محمد کتب خانہ کی چند قابل قدر مطبوعات مع نادرا اضافات مفیدہ

|  |  |
|--|--|
| <p>فتاویٰ دارالعلوم دیوبند دیوبند و مدلل اعلیٰ ایشین<br/>تالیف: مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب۔</p>  | <p>دیوان حماسہ (باب الادب) مع ترجمہ و تحقیق ترجمہ ذوالفقار علی<br/>دیوان متنبی مع شرح اردو۔ از: مولانا مفتی نظام الدین صاحب۔</p>               |
| <p>مجموعہ فتاویٰ عبدالحی (اردو) محبوب امتیازی ایشین<br/>مؤلف: مولوی عبدالحی لکھنوی۔ محاضرات حاشی مفیدہ۔</p>  | <p>دیوان متنبی (عربی) بحاشی جدیدہ۔ حاشیہ: مولانا محمد اعجاز علی۔<br/>دیوان متنبی (دوسری) از: مولانا اعجاز علی۔</p>                             |
| <p>فقہ الروایہ ترجمہ و شرح اردو شرح و قایہ ترجمہ مولوی فتح محمد لکھنوی<br/>فرائد مشورہ و تحقیق کلمات مستورہ۔ از علامہ رشاد اللہ صاحب</p>                   | <p>رکن الدین اصلی کتب کل۔ مؤلف: مولانا دکن الدین نقشبندی۔<br/>سبع مہلقات مع شرح اردو۔ مؤلف: مولانا فی الدین صاحب۔</p>                          |
| <p>قوائد جامعہ۔ بحوالہ نافعہ (فارسی) اردو) تالیف: شاہ عبدالعزیز محمد علی<br/>الفوائد البہیۃ شرح الدرر المہیۃ۔ تالیف: ابوالحسن اعظمی</p>                    | <p>سراج المعانی (شرح اردو) شرح جامی مترجم: مولانا مفتی<br/>نظام الدین صاحب۔ شائع: مفتی فہیل الرحمن نشاط عثمانی۔</p>                            |
| <p>فیض الکلام۔ از: مولانا فیض اللہ صاحب۔<br/>فیوض عثمانی (شرح اردو) فصول اکبری مصنف: مولوی عبدالمجید میرٹھی</p>  | <p>سلاطین معجز تالیف: حکیم سید شمس اللہ قادری۔<br/>سلف و اکابر کا طریق مطالعہ و تدریس و ان کا علمی</p>   |
| <p>قدسی نورات (شرح اردو) قطبی تصورات۔<br/>تالیف: مولانا محمد حنیف صاحب گنگوہی۔</p>   | <p>انہماک۔ از: شیخ الحدیث مفتی فضل الحق امینی۔<br/>شرح مفید الطالبین مع حل ترکیب (اردو) تالیف: حبیب الرحمن الیگادی</p>                         |
| <p>قصص القرآن (مکمل) تالیف: مولانا محمد حفظ الرحمن سیواری<br/>قطبی تصورات۔ شرح اردو۔ قطبی۔ از: مولانا محمد اسلام الحق صاحب</p>                             | <p>شماں ترمذی (شرح اردو) خصائل نبوی ترجمہ و شرح: مولانا محمد زکریا<br/>الصبیح التوری (شرح اردو) مخطوطہ قدوسی شائع: مولانا محمد رفیع گنگوہی</p> |
| <p>القلایہ الجوہریہ فی جہد (مقدمہ شرح جزریہ) مع (تحفہ الأطفال)<br/>مؤلف: الحاج فظ القادری سید احمد الاجراوی۔</p>   | <p>صدر البیان اردو۔ شرح الدیوان۔ از: مولانا حاجی قمر الدین۔<br/>طب نبوی کلاں۔ امام ابن قیم الجوزیہ ترجمہ حکیم عزیز الرحمن اعظمی۔</p>           |
| <p>فتیخامہ شرح پند نامہ۔ از: مولانا محمد سلطان صاحب۔<br/>کتاب التوحید (معنا و اضافات) تالیف: شیخ الاسلام محمد بن عبدالحق</p>                               | <p>عربی کا علم کامل سیٹ موکلید۔ از: مولانا عبدالستار خان۔<br/>عطر الوردہ فی شرح البردہ مترجم: مولانا ذوالفقار علی۔</p>                         |
| <p>کتاب الوسیلہ تالیف: امام ابن تیمیہ ترجمہ: مولانا عبدلرزاق صاحب<br/>کفایۃ النجوم (شرح اردو) ہدایۃ النجوم مصنف: مولانا محمد حیات سنہلی</p>                | <p>عقد القرائن علی شرح العقائد (عربی اردو) شارح اردو :-<br/>مولانا محمد علی بن منشی اسعد علی۔</p>  |
| <p>کیمیاء سعادت مصنف: امام محمد غزالی مترجم: مولانا فخر الدین احمد صدیقی<br/>لأمة المعجز (تفسیر) (مع شرح و ترجمہ) البیتہ مصنف: مولانا محمد حبیب الرحمن</p> | <p>عقد اللالی (شرح اردو) کتاب الغلیوبی تالیف: ابوطاہر محمد عبدالمجید<br/>علم الصرف تالیف: مولانا مشتاق احمد چغتوی۔</p>                         |
| <p>تفصیلی فہرست کتب مفت طلب فرمائیں</p>  | <p>علم العروض مع (اردو شرح) از: مولانا سید عبدالعزیز قاسمی۔<br/>عین الہدایہ۔ بڑے سائز و الامیاری ایشین۔</p>                                    |
|  | <p>از: مولانا سید امیر علی۔<br/>طلبا مع۔ یزاد علماء کرام کے لئے بے نظیر تحفہ۔</p>  |